الفضل

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:- نصیر احمد قمر

جلد 24

جمعۃ المبارک 28 جولائی و 04/اگست 2017ء

03 و 10 ذوالقعدہ 1438 ہجری قمری ❁ 28/وفا و 04 ظہور 1396 ہجری شمسی

شمارہ 31-30

رعایا کا صبر

حضرت ابن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حکمران زمین پر خدا کا ظل ہوتا ہے جس کے نیچے اس کے مظلوم بندے پناہ لیتے ہیں۔ اگر وہ عدل کرے تو اس کا اجر اسے ملے گا اور رعایا پر شکر واجب ہے۔ اور اگر وہ ظلم اور بربریت سے کام لے تو اس کا بوجھ اسی پر ہے اور رعایا پر صبر واجب ہے۔

(الآحاد والمثانی لابن ابی عاصم جلد 12 صفحہ 127)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

ہمارے لئے مکّہ سے ہدایت کا آفتاب طلوع ہوا اور ہمارے لئے بخشش کا چشمہ غارِ حراء سے پھوٹا۔
ہم جوانوں کی طرح دینِ محمّدؐ کے لئے کوشاں ہیں۔ ہم ایسے آدمی کی طرح نہیں جو بے دست و پا ہو۔
خدائے نگہبان نے ہماری ہمتوں کو اپنے دین کے بارے میں بلند کردیا ہے۔

شَمۡسُ الۡھُدٰی طَلَعَتۡ لَنَا مِنۡ مَّکَّۃٍ   عَیۡنُ النَّدٰی نَبَعَتۡ لَنَا بِحِرَاءِ

ہمارے لئے مکّہ سے ہدایت کا آفتاب طلوع ہوا اور ہمارے لئے بخشش کا چشمہ غارِ حراء سے پھوٹا۔

ضَاھَتۡ اَیَاۃُ الشَّمۡسِ بَعۡضَ ضِیَاءِہٖ   فَاِذَا رَأَیۡتُ فَھَاجَ مِنۡہُ بُکَائِیۡ

آفتاب کی روشنی آپ کی روشنی سے کچھ ہی مشابہت رکھتی ہے۔ جب میں نے (آپ کو) دیکھا تو اس سے میری گریہ وزاری میں جوش آ گیا۔

نَسۡعٰی کَفِتۡیَانٍ بِدِیۡنِ مُحَمَّدٍ   لَسۡنَا کَرَجُلٍ فَاقِدِ الۡاَعۡضَاءِ

ہم جوانوں کی طرح دینِ محمّدؐ کے لئے کوشاں ہیں۔ ہم ایسے آدمی کی طرح نہیں جو بے دست و پا ہو۔

اَعۡلَی الۡمُھَیۡمِنُ ھِمَمَنَا فِیۡ دِیۡنِہٖ   نَبۡنِیۡ مَنَازِلَنَا عَلَی الۡجَوۡزَاءِ

خدائے نگہبان نے ہماری ہمتوں کو اپنے دین کے بارے میں بلند کر دیا ہے۔ ہم اپنے گھر بُرجِ جوزاء پر بنا رہے ہیں۔

اِنَّا جُعِلۡنَا کَالسُّیُوۡفِ فَنَدۡمَغُ   رَأۡسَ اللِّئَامِ وَھَامَۃَ الۡاَعۡدَاءِ

ہم کو تلواروں کی طرح بنا دیا گیا ہے پس ہم کمینوں کے سر اور دشمنوں کی کھوپڑی پھوڑ دیتے ہیں۔

وَمِنَ اللِّئَامِ اَرٰی رُجَیۡلًا فَاسِقًا   غُوۡلًا لَّعِیۡنًا نُّطۡفَۃَ السُّفَھَاءِ

اور کمینوں میں سے مَیں ایک مردکِ فاسق کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ملعون چھلاوا اور بے وقوفوں کا تخم ہے۔

شَکِسٌ خَبِیۡثٌ مُّفۡسِدٌ وَّ مُزَوِّرٌ   نَحِسٌ یُّسَمَّی السَّعۡدَ فِی الۡجُھَلَاءِ

وہ بدخُلق، بڑا مفسد اور دروغگو ہے، منحوس ہے جو جاہلوں میں سعداللہ کہلاتا ہے۔

مَا فَارَقَ الۡکُفۡرَ الَّذِیۡ ھُوَ اِرۡثُہٗ   ضَاھٰی اَبَاہُ وَاُمَّہٗ بِعَمَاءِ

اس نے اس کفر کو نہیں چھوڑا جو اس کی میراث ہے اور اندھے پن میں اپنے ماں باپ کے مشابہ ہو گیا ہے۔

قَدۡ کَانَ مِنۡ دُوۡدِ الۡھُنُوۡدِ وَزَرۡعِھِمۡ   مِنۡ عَبَدَۃِ الۡاَصۡنَامِ کَالۡاٰبَاءِ

وہ کِرمِ ہنود تھا اور انہی کی کھیتی میں سے تھا۔ آباء و اجداد کی طرح بتوں کے پجاریوں میں سے تھا۔

فَالۡاٰنَ قَدۡ غَلَبَتۡ عَلَیۡہِ شَقَاوَۃٌ   کَانَتۡ مُبِیۡدَۃَ اُمِّہِ الۡعَمۡیَاءِ

اب اس پر شقاوت غالب آ گئی ہے اور یہی شقاوت اس کی اندھی ماں کی ہلاکت کا موجب ہوئی تھی۔

اِنِّیۡ اَرَاہُ مُکَذِّبًا وَّ مُکَفِّرًا   وَمُحَقِّرًا بِالسَّبِّ وَالۡاِزۡرَاءِ

میں اسے مکذّب اور مکفّر اور گالی گلوچ کے ساتھ حقارت کرنے والا اور عیب لگانے والا پاتا ہوں۔

یُؤۡذِیۡ فَمَا نَشۡکُوۡ وَمَا نَتَأَسَّفُ   کَلۡبٌ فَیَغۡلِیۡ قَلۡبُہٗ لِعُوَاءِ

وہ ایذا دیتا ہے، سو نہ ہم شکوہ کرتے ہیں اور نہ افسوس۔ وہ ایک کتّا ہے اس کا دل بھونکنے کے لئے جوش مار رہا ہے۔

کَحَلَ الۡعِنَادُ جُفُوۡنَہٗ بِعَجَاجَۃٍ   فَالۡاٰنَ مَنۡ یَّحۡمِیۡہِ مِنۡ اَقۡذَاءِ

عناد نے اس کی پلکوں میں غبار کا سرمہ ڈال دیا ہے اب اس کو آنکھ میں تنکا پڑ جانے سے کون بچا سکتا ہے۔

یَا لَاعِنِیۡ اِنَّ الۡمُھَیۡمِنَ یَنۡظُرُ   خَفۡ قَھۡرَ رَبٍّ قَادِرٍ مَوۡلَائِیۡ

مجھے لعنت کرنے والے! بے شک نگران خدا دیکھ رہا ہے تو میرے مولیٰ ربّ قادر کے قہر سے ڈر۔

اَلۡحَقُّ لَا یُصۡلٰی بِنَارِ خَدِیۡعَۃٍ   اَنّٰی مِنَ الۡخُفَّاشِ خَسۡرُ ذُکَاءِ

حق کو مکر و فریب کی آگ سے جلایا نہیں جا سکتا۔ چمگاڈر سے آفتاب کو نقصان کیسے پہنچ سکتا ہے؟

اِنِّیۡ اَرَاکَ تَمِیۡسُ بِالۡخُیَلَاءِ   أَنَسِیۡتَ یَوۡمَ الطَّعۡنَۃِ النَّجۡلَاءِ

میں دیکھتا ہوں کہ تُو تکبّر سے مٹک مٹک کر چل رہا ہے کیا تُو نے فراخ زخم کے لگنے کے دن کو بھلا دیا ہے؟

لَا تَتَّبِعۡ اَھۡوَاءَ نَفۡسِکَ شِقۡوَۃً   یُلۡقِیۡکَ حُبُّ النَّفۡسِ فِی الۡخَوۡقَاءِ

تو بدبختی سے اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی نہ کر۔ نفس کی محبت تجھے کنوئیں میں ڈال دے گی۔

فَرَسٌ خَبِیۡثٌ خَفۡ ذُرٰی صَھَوَاتِہٖ   خَفۡ اَنۡ تُزِلَّکَ عَدۡوُ ذِیۡ عُدَوَاءِ

نفس ایک خبیث گھوڑا ہے اس کی پشت پر سوار ہونے سے ڈر۔ تو اس بات سے ڈر کہ تجھے ناہموار دوڑنے والے کی دوڑ گرا نہ دے۔

اِنَّ السُّمُوۡمَ لَشَرُّ مَا فِی الۡعَالَمِ   وَمِنَ السُّمُوۡمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

بے شک تمام عالم میں بدترین چیز زہر ہے اور صالحین کی عداوت بھی زہروں میں سے ایک زہر ہے۔

اٰذَیۡتَنِیۡ خُبۡثًا فَلَسۡتُ بِصَادِقٍ   اِنۡ لَّمۡ تَمُتۡ بِالۡخِزۡیِ یَا ابۡنَ بَغَاءِ ★

تو نے خباثت سے مجھے ایذا دی ہے پس اے سرکش! اگر تو رسوائی سے نہ مرا تو میں سچا نہیں۔

اَللّٰہُ یُخۡزِیۡ حِزۡبَکُمۡ وَیُعِزُّنِیۡ   حَتّٰی یَجِیۡئَ النَّاسُ تَحۡتَ لِوَائِیۡ

اللہ تمہارے گروہ کو رُسوا کرے گا اور مجھے عزّت دے گا یہاں تک کہ سب لوگ میرے جھنڈے تلے آ جائیں گے۔

یَا رَبَّنَا افۡتَحۡ بَیۡنَنَا بِکَرَامَۃٍ   یَا مَنۡ یَّرٰی قَلۡبِیۡ وَلُبَّ لِحَائِیۡ

اے ہمارے ربّ! ہمارے درمیان، ازراہِ کرم، فیصلہ فرما دے۔ اے وہ ذات جو میرے دل اور مغزِ پوست کو (یعنی اندرونے کو) جانتی ہے۔

یَا مَنۡ اَرٰی اَبۡوَابَہٗ مَفۡتُوۡحَۃً   لِلسَّائِلِیۡنَ فَلَا تَرُدَّ دُعَائِیۡ

اے وہ ذات جس کے دروازے مَیں سوالیوں کے لئے کھلے پاتا ہوں۔ پس میری دعا کو ردّ نہ فرما۔

آمیــــــن

★ثم بعد ذالک کان مآل ھٰذا العدوّ أنہ مات بالطاعون خاسرًا خائبًا، فاعتبروا یا أولی الأبصار۔ منہ۔ پھر اس کے بعد اس دشمن (سعداللہ لدھیانوی) کا انجام یہ ہوا کہ وہ طاعون سے خائب و خاسر مر گیا۔ پس اے اہل بصیرت عبرت حاصل کرو۔ (منہ)

.......................(الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 237 تا 239۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

خطبہ نکاح

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24 اگست 2015ء بروز سوموار مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا:۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت مَیں کچھ نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ یہ تمام نکاح، تمام قائم ہونے والے رشتے ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔

پہلا نکاح عزیزہ سیدہ نیّرہ احمد بنت مکرم سید توقیر مجتبیٰ صاحب ربوہ کا ہے جو عزیزم سید غالب احمد مربی سلسلہ ابن مکرم سید قاسم احمد صاحب ربوہ کے ساتھ ایک لاکھ پچاس ہزار پاکستانی روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔ دلہن اور دلہا دونوں کی طرف سے وکیل مقرر ہیں۔ دلہن کی طرف سے، لڑکی کی طرف سے وکیل عزیزم مرزا وقاص احمد ہیں اور دلہا کی طرف سے عزیزم سید محمود احمد صاحب وکیل ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

دوسرا نکاح عزیزہ لبنیٰ وحید واقفۂ نَو بنت مکرم شیخ عبدالوحید صاحب کا ہے جو عزیزم قاصد معین احمد مربی سلسلہ ابن مکرم شاہد معین صاحب کے ساتھ تین ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ وفا مجید واقفۂ نَو بنت مکرم تاسین مجید صاحب ٹورنٹو کینیڈا کا ہے جو عزیزم رضوان محمد مربی سلسلہ کینیڈا ابن مکرم سرور محمد صاحب کے ساتھ پانچ ہزار کینیڈین ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ ناعمہ چوہدری بنت مکرم طاہر احمد فاروق صاحب جرمنی کا ہے جو عزیزم عرفان احمد ٹھکر مربی سلسلہ ابن مکرم اسرار الحق ٹھکر صاحب فرانس کے ساتھ چار ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔ لڑکی کی طرف سے ان کے وکیل اشفاق احمد سندھو صاحب ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ شفیقہ اشتیاق بنت مکرم اشتیاق احمد صاحب کا ہے جو عزیزم سعود احمد ناصر واقف نَو ابن مکرم محمود ناصر ثاقب صاحب مربی سلسلہ اور امیر جماعت مالی کے ساتھ سات ہزار یورو حق مہر پر طے پایا ہے۔ دلہے کی طرف سے ان کے والد مکرم محمود ناصر ثاقب وکیل ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ ڈاکٹر مریم صدیقہ واقفۂ نو بنت مکرم منور احمد صاحب قادیان کا ہے یہ عزیزم ڈاکٹر عبدالرؤف عابد واقف نو ابن مکرم عبدالقادر شجیع صاحب گلبرگہ انڈیا کے ساتھ چار لاکھ انڈین روپے حق مہر پر طے پایا ہے۔ لڑکا اور لڑکی دونوں کے وکیل موجود ہیں۔ لڑکی کی طرف سے مکرم ایم ابو بکر صاحب اور لڑکے کی طرف سے مکرم ناصر محمود صاحب وکیل ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ سعدیہ انور واقفۂ نو بنت مکرم انور حسین صاحب (بیلجیم) کا ہے جو عزیزم عطاء الحئی ناصر واقف نَو ابن مکرم ناصر احمد طاہر صاحب یو کے کے ساتھ سات ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ مریم بی مرزا واقفۂ نو بنت مکرم ظفر مرزا صاحب (فیلتھم) کا ہے جو عزیزم حمزہ احمد سیٹھی واقف نَو ابن مکرم منور احمد سیٹھی صاحب (ہونسلو) کے ساتھ پندرہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ عائشہ قدیر بنت مکرم ملک عبدالقدیر صاحب کا ہے جو عزیزم آغا علی رضا واقف نو ابن مکرم عبداللہ یوسف صاحب کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ عدیلہ منور بنت مکرم احمد منور صاحب کا ہے جو عزیزم محمد تیمور احمد خان ابن مکرم منصور احمد صاحب کے ساتھ آٹھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ مدیحہ نثار بنت مکرم نثار احمد باجوہ صاحب کینیڈا کا ہے جو عزیزم نوید احمد چوہدری لندن ابن مکرم نصیر احمد صاحب جو مربی سلسلہ بھی ہیں، زعیم اعلیٰ انصار اللہ ہیں ربوہ میں، کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ نبیلہ نگہت بنت مکرم داؤد احمد صاحب ہڈرزفیلڈ یوکے کا ہے جو عزیزم فہیم احمد ظفر ابن مکرم ظہیر احمد قریشی صاحب یوکے کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ لڑکی کے وکیل سہیل احمد صاحب ہیں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ منزہ احمد بنت مکرم نثار احمد صاحب لندن کا ہے جو عزیزم انصر احمد ابن مکرم سعید احمد صاحب لندن کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

اگلا نکاح عزیزہ صبیحہ رحمٰن سیٹھی واقفۂ نو کا ہے جو مکرم فضل الرحمٰن شاہد سیٹھی صاحب کی بیٹی ہیں یہ عزیزم محمد آصف ہادی ابن مکرم عبدالہادی صاحب کے ساتھ چھ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

The next Nikah is of Miss Ayesha Lateef daughter of Mr. Emile Curry

حضور انور نے اس نام کی ادائیگی کے بعد دریافت فرمایا:۔

Is it right pronunciation

اثبات میں جواب عرض کرنے پر حضور انور نے فرمایا:۔

It has been settled with Mr. Jalaluddin Abdul Latif Sahib at a Haq Mehr of twenty one hundred and fifty US dollars.

فریقین کے درمیان ایجاب وقبول سے قبل حضور انور نے ازراہ مزاح فرمایا:۔

The youngest of the couples of today.

اس موقعہ پر دولہا کے ایجاب وقبول کیلئے کھڑے ہو جانے پر حضور انور نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا:۔

It is not your turn now.

اور پھر فرمایا:۔

Mr. Azhar Hanif Sahib is the wakil of the bride.

حضور انور نے فریقین کے درمیان انگریزی میں ایجاب وقبول کروایا اور پھر فرمایا:۔

Allah bless your Nikah in every respect

اور اللہ تعالیٰ سارے نکاحوں کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے، دعا کریں۔

(مرتبہ:۔ظہیر احمد خان مربی سلسلہ۔انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

☆...☆...☆

پروگرام جلسہ سالانہ برطانیہ 2017ء

(بمقام حدیقۃ المہدی۔آلٹن۔ہمپشائر۔یوکے)

جمعۃ المبارک 28۔جولائی 2017ء

افتتاحی اجلاس

11:30 دوپہر کا کھانا اور تیاری نماز جمعہ — 13:00 نماز جمعہ وعصر

16:25 پرچم کشائی (لوائے احمدیت)

16:30 تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ، فارسی نظم، اردو ترجمہ، اردو نظم

افتتاحی خطاب سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

19:30 کھانا — 21:15 نماز مغرب وعشاء

ہفتہ 29۔جولائی 2017ء

03:00 نماز تہجد — 03:55 اذان نماز فجر — 04:30 نماز فجر — 04:45 درس القرآن

دوسرا اجلاس

10:00 تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم

10:20 **آنحضرت ﷺ کی گھریلو زندگی** (اردو)
از مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی۔ وکیل اعلیٰ تحریک جدید انجمن احمدیہ۔قادیان

10:50 **حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی انقلابی تاثیرات** (انگریزی)
از مکرم ڈاکٹر زاہد احمد خان صاحب۔صدر قضا بورڈ۔یوکے

11:30 **”ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج“** (اردو) از مکرم فرید احمد نوید صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل غانا

12:00 **سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زنانہ جلسہ گاہ میں تشریف آوری**
تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم
خطاب سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

13:30 نماز ظہر وعصر — 14:00 کھانا

تیسرا اجلاس

15:30 معزز مہمانوں کے مختصر خطابات

16:00 تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم

خطاب سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

19:30 کھانا — 21:15 نماز مغرب وعشاء

اتوار 30۔جولائی 2017ء

03:00 نماز تہجد — 03:55 اذان نماز فجر — 04:30 نماز فجر — 04:45 درس الحدیث

چوتھا اجلاس

10:00 تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ اور اردو نظم

10:20 **خلافت کا بابرکت انعام اور ہمارا فرض** (اردو) از مکرم سالک احمد صاحب۔صدر مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

10:50 **قرآن کریم کی رو سے حقیقی جہاد** (انگریزی) از مکرم اظہر حنیف صاحب۔نائب امیر ومبلغ انچارج۔امریکہ

11:30 **نُصرتِ الٰہی۔ہستی باری تعالیٰ کا ثبوت** (اردو)
از مکرم عطاء المجیب راشد صاحب۔نائب امیر یوکے و امام مسجد فضل لندن

12:00 **موجودہ دور کی برائیاں اور پاکیزہ زندگی کا حصول** (انگریزی)
از مکرم رفیق احمد حیات صاحب۔امیر جماعت احمدیہ۔برطانیہ

12:45 اعلانات وعالمی بیعت کی تیاری — 13:00 **عالمی بیعت کی تقریب**

13:30 نماز ظہر وعصر — 14:00 کھانا

اختتامی اجلاس

15:30 معزز مہمانوں کے مختصر خطابات

16:00 تلاوت قرآن کریم، اردو ترجمہ، عربی قصیدہ، اردو ترجمہ اور اردو نظم
تعلیمی اعزازات کی تقسیم اور احمدیہ امن انعام کا اعلان
اختتامی خطاب سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
اختتامی دعا

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 460

مکرم ہانی غریب محمود صاحب

مکرم ہانی غریب محمود الجندی صاحب کا تعلق مصر سے ہے جس کے ضلع اسماعیلیہ میں 1984ء میں ان کی پیدائش ہوئی، اور پھر خدا کے فضل سے انہیں 2010ء میں قبولِ احمدیت کی توفیق ملی۔احمدیت سے تعارف محرومیوں اور معاشرے کی بے رحمیوں سے بھری ان کی زندگی میں دردوں کا مداوا اور زخموں کا مرہم ثابت ہوا۔وہ اپنے اس ایمان افروز سفر کا احوال بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

مَیں ایک سنّی مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا۔ میرے دادا جان غیر معمولی شخصیت کے مالک تھے۔ وہ حافظِ قرآن اور محلے کی مسجد کے امام تھے۔ انہیں قرآن سے عشق تھا، وہ اس قدر کثرت سے تلاوت قرآن کریم کرتے کہ بسااوقات سونے کی حالت میں بھی ان کی زبان پر آیات قرآنیہ جاری ہوتی تھیں۔وہ تنہائی میں رہ کر ذکر الٰہی میں مشغول رہتے، مساکین اور فقراء کا خیال رکھتے تھے، رقیق القلب اور کثیر البکاء تھے۔گو ان کی وفات کے وقت میری عمر محض 9 سال تھی لیکن مَیں ان کی شخصیت سے بہت متأثر تھا اور ان کے خصال اپنانے کی کوشش کرتا تھا۔

ان کی وفات کے ایک سال بعد مَیں نے انہیں خواب میں دیکھا کہ وہ ایک غار کے منہ پر کھڑے ہیں اور وہاں سے روشن نور کی لپٹیں نکل رہی ہیں۔

مظلومانہ ابتدا

دادا جان کی طرح میرے والد صاحب بھی حافظ قرآن ہیں۔میں والدین کی آخری اولاد ہوں۔ میری پیدائش سے قبل دوران حمل والدہ صاحبہ کو آئرن کی شدید کمی کا سامنا تھا، اس پر مستزاد یہ کہ والدہ صاحبہ کی عمر بھی تقریباً 45 سال تھی اور ان کا مزید اولاد پیدا کرنے کا کوئی ارادہ بھی نہ تھا اس لئے سب نے مل کر اس حمل کے اسقاط کے لئے بھرپور کوشش کی، کیونکہ مذکورہ اسباب کی وجہ سے سب کے نزدیک اس حمل کو پیدائش تک جاری رکھنے میں والدہ صاحبہ کی زندگی کو خطرہ تھا۔ چنانچہ میری والدہ کے گھر والوں نے اس حمل کو گرانے کا فیصلہ کیا اور اسکے لئے علاقے کی دائی کو بلوالیا جس نے پہلے تو والدہ صاحبہ کی کمر پر شدید ضربیں لگائیں، جب یہ نسخہ کامیاب نہ ہوا تو دائی نے والدہ صاحبہ کو پیٹ کے بل لٹا کر ان کی کمر پر جمپ لگائے، لیکن پھر بھی اسقاطِ حمل نہ ہوا، یوں خدا تعالیٰ کی مشیت کے آگے کسی کی نہ چلی اور بالآخر مَیں پیدا ہو گیا۔

دوران حمل آئرن کی کمی اور عدم احتیاط کی وجہ سے مجھے پیدائشی طور پر کئی قسم کے وٹامنز اور آئرن کی شدید کمی کا سامنا تھا۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ یہ کمی بڑھتی گئی اور اس سے مزید مزمن امراض جنم لیتی رہیں۔ ان امراض میں بولنے میں شدید ہکلاہٹ نمایاں ہے اور میرا نُطق ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ مرض کی شدت کے وقت تو میرے لئے منہ کھولنا بھی مشکل ہوجاتا ہے۔میرے والدین کو اس بیماری کا پتہ اس وقت چلا جب وہ اپنی جڑیں مضبوط کر چکی تھی۔

معاشرے کی بے رحمی

میرے جیسا مریض معاشرے کی طرف سے معنوی مدد کا محتاج ہوتا ہے۔اور اگر ایسی بیماری کا شکار کوئی بچہ ہو تو اسے بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہوتی ہے بصورت دیگر اس کی شخصیت ہمیشہ کے لئے مسخ ہو کر رہ جاتی ہے۔ معاشرے کا مثبت رویّہ ایسی بیماریوں کے شکار افراد کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے میں بہت ممد ومعاون ثابت ہوتا ہے۔لیکن افسوس کہ ہمارا معاشرہ ابھی ان اقدار سے بہت دور ہے۔ ہمارے ہاں کسی معذوری کے شکار شخص کا نام بھی اسی معذوری سے منسوب کر کے رکھ دیا جاتا ہے جو کہ اس معذور کی شخصیت کو کچلنے کے مترادف ہے۔

مجھے بچپن میں سکول میں پڑھائی کے دوران معذوری کی بناء پر اپنے ساتھیوں کے تمسخر اور استہزاء کا نشانہ بننا پڑتا تھا۔ ان میں سے کئی مجھ سے صرف میری معذوری کی بناء پر اس طرح علیحدہ ہوجاتے تھے جیسے میں کوئی اچھوت ہوں۔ حالانکہ میری معذوری میری کسی کوتاہی کا نتیجہ تو نہ تھی، نہ ہی اس پر میرا کوئی اختیار تھا۔ مجھے اپنے ساتھیوں کے اس رویہ سے سخت صدمہ پہنچتا اور میں اندر سے ٹوٹ پھوٹ جاتا۔ اکثر ایسی ہی سوچوں میں اکیلا ہی ایک طرف ہو کر بیٹھ جاتا اور بڑی حسرت سے دیگر بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتا رہتا تھا کیونکہ کوئی بھی میرے پاس بھی بیٹھنے کو تیار نہ تھا۔ اس سلوک کی وجہ سے تنہائی میری عادت بلکہ زندگی کا اہم حصہ بن گئی۔ اس تنہائی کے کس قدر دکھ تھے؟ اس کا حساب شاید میرے خدا کے علاوہ کسی کو نہ تھا۔لیکن یہ خدا کا فضل ہے کہ میں نے سوائے خدا کے آگے رونے کے اپنی اس حالت کا کبھی کسی شخص کے سامنے شکوہ نہ کیا۔ میری اس مرض سے کئی اور بیماریاں جنم لیتی گئیں جن میں سے ایک مزمن سر درد ہے جس کے ساتھ میرا زندگی بھر کا ساتھ ہے۔ اسی طرح ہڈیوں کے بعض امراض، سست روی اور لوگ سے ملنے جلنے سے خوف قابلِ ذکر ہیں۔ میرے ساتھیوں کے امتیازی سلوک کا نتیجہ ہے کہ میں ابھی تک اپنی ضرورت کی چیزیں خریدنے کے لئے بھی تنہا نہیں جاسکتا بلکہ ایسے کاموں میں کسی کی مدد کی ضرورت ہوتی ہے۔

انجینئرنگ سے ٹیچنگ تک

سیکنڈری سکول کا امتحان پاس کرنے کے بعد انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کرنا میرا خواب تھا۔ لیکن محض ایک نمبر کی کمی سے میں اس شعبہ میں تعلیم سے محروم رہ گیا اور مجھے ٹیچنگ کے شعبہ میں داخلہ ملا۔ میں حیران تھا کہ ٹیچر کا تو کام ہی بولنے اور لیکچر دینے سے عبارت ہے اور مجھے سب سے زیادہ مشکل بولنے میں ہی ہے، پھر نجانے میرے جیسا انسان ٹیچر کیسے بن سکے گا؟ بالآخر میں نے سب معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا اور کالج میں داخلہ کے لئے انٹرویو کا انتظار کرنے لگا۔ یہ انٹرویو دراصل مختلف عربی حروف کے صحیح نطق کے بارہ میں تھا۔ میں شدید کرب کی کیفیت میں تھا کیونکہ میری تو زبان لڑکھڑاتی تھی اور جملہ پوری طرح ادا نہیں ہوسکتا تھا کجا یہ کہ نطقِ صحیح پر توجہ دی جاتی۔ بہر حال میں خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے جب انٹرویو کے لئے گیا تو انٹرویو لینے والے پروفیسر نے خلاف توقع مجھے کہا کہ آپ سورۃ الکوثر سنا دیں۔ اس وقت خدا تعالیٰ نے مجھے ایسی غیبی قوت سے نوازا کہ میں نے بسم اللہ سے شروع کر کے تمام سورت آخر تک پڑھی اور میری زبان کہیں بھی ہکلاہٹ یا لڑکھڑاہٹ کا شکار نہ ہوئی۔ خدا کے فضل سے میں نے اتنا اچھا پڑھا کہ پروفیسر صاحب اور ان کے ساتھیوں نے تالی بجا کر میری حوصلہ افزائی کی۔ آخر پر انہوں نے مجھے انٹرویو میں کامیابی کی نوید بھی سنا دی حالانکہ وہ میری حالت سے ناواقف تھے اور یہ میری ان کے ساتھ پہلی ملاقات تھی۔

بی اے کرنے تک مجھے کن دکھوں کے دریا پاٹنے پڑے اس کا علم تو مجھے ہے یا میرے خدا کو۔ مجھے خوف وکرب، مختلف قسم کے دردوں، خفقان قلب اور ضِیق تنفّس جیسے عوارض کا سامنا رہا۔ ان تمام امور نے مجھے عاجزی وانکساری میں بڑھایا اور اپنے جیسے لوگوں کے دکھوں کا احساس کر کے ان کے لئے دعائیں کرنے کی طرف مائل کیا، دنیا سے بے رغبتی اور خدا تعالیٰ کی ملاقات کا شوق میرے اندر بڑھتا چلا گیا۔

2001ء میں مجھے سانس کی تکلیف کے ساتھ الرجی شروع ہوگئی جس کے بعد انٹی بائیوٹکس اور دردوں سے رہائی کے لئے دواؤں کے بکثرت استعمال کی وجہ سے مدافعتی نظام تدریجاً کمزور ہونے لگا، لیکن میں یہ سب کچھ صبر کے ساتھ اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوتے ہوئے برداشت کرتا چلا جا رہا ہوں، اور مجھے خدا تعالیٰ سے عفو وکرم کی بڑی امید ہے۔

پڑھائی مکمل کرنے پر میں نے جاب کی تلاش کی تو میری صحت کی صورتحال کی بناء پر کہیں نوکری نہ ملی بالآخر 2011ء میں ایک نسبتًا کم تنخواہ کی نوکری مل گئی جو خدا کے فضل وکرم سے ابھی تک جاری ہے۔

ایم ٹی اے سے تعارف

اپنی صحت کے حالات کے پیش نظر میری خواہش تھی کہ میں ہر جگہ سے اچھائی کو اخذ کر کے اسے اپنی زندگی کا حصہ بناؤں۔اس کے لئے 2010ء میں مَیں نے مختلف ٹی وی چینلز کا رخ کیا۔ میں نے تقریبا ہر فرقہ سے ہی معتدل اور نسبتًا رواداری والی تشریحات اخذ کرنے کی کوشش کی، لیکن اس سفر میں مجھے احساس ہوا کہ ہر فرقہ کے عقائد میں کہیں نہ کہیں کوئی ایسا نقص پایا جاتا ہے جس کو دور کرنے کا اس فرقہ کے لوگوں کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔ یا بعض سوالوں کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں۔شاید خدا تعالیٰ کو میری ہدایت منظور تھی اور صحیح اسلامی تعلیمات کی حامل جماعت سے میرا تعارف کروانا مقصود تھا اس لئے ایک روز دینی چینلز کی تلاش کے دوران ایک چینل پر پاکستانی بھائی میری توجہ کا مرکز بنے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مجھے ہمیشہ سے اہل ہند کے ساتھ ایک عجیب سا تعلق رہا ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ میں 9 سال کی عمر سے خوابوں میں اکثر ایک شخص کی بڑی باوقار آواز سنتا تھا۔ اس کی آواز میں ایک جلال ہوتا تھا اور اسکی بازگشت تھی جو اکثر خواب سے بیداری کے بعد بھی میرے کانوں میں سنائی دیتی تھی۔ میں اس کی زبان تو نہ سمجھ سکتا تھا لیکن اس کی آواز سے مجھے ایک خاص مانوسیت ہو گئی تھی۔ مجھے محسوس ہوتا تھا کہ یہ اہل ہند میں سے کوئی شخص ہے جس کی زبان میری سمجھ سے باہر ہے۔اسی بناء پر میرے دل میں اہل ہند سے ایک خاص نسبت اور تعلق قائم ہو گیا تھا۔

اس ٹی وی چینل پر پاکستانی احباب کو عربی بولتے دیکھ کر مَیں ٹھہر گیا اور اس کے پروگرام دیکھنے لگ گیا۔ کچھ دیر کے بعد اس چینل پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پیش کئے گئے جو مکرم محمد شریف عودہ صاحب اور مکرم اسعد موسیٰ عودہ صاحب نے پڑھے تھے۔ نہایت پرتاثیر کلمات کو باوقار آواز میں پڑھا گیا تھا جس کے ساتھ کسی قدر بازگشت بھی سنائی دیتی تھی۔ میں نے جب یہ سنا تو اقتباسات کے الفاظ کی طرف دھیان دینے کی بجائے میری توجہ الفاظ کی ادائیگی اور بازگشت کی طرف رہی کیونکہ یہ بعینہٖ وہی نغمگی تھی جو میں 9 سال کی عمر سے خواب میں سن رہا تھا اور بعینہٖ وہی بازگشت تھی جو ایک طویل عرصہ سے میرے کانوں میں گونج رہی تھی۔ اس کے بعد میں نے مزید شغف کے ساتھ ایم ٹی اے دیکھنا شروع کر دیا۔

تاثیرِ کلامِ مسیح موعود علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام اور آپ کے قصائد مسحور کن اور دل پر گہرا اثر چھوڑنے والے تھے۔

ان ایام میں میں جب بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احسانوں کو یاد کر کے آپؐ کے حلیہ مبارک کا تصور کرتا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر میری آنکھوں کے سامنے آجاتی۔

ایک ہفتہ تک میں نے دن رات اس چینل کے جملہ پروگرامز دیکھے۔ اس دوران جماعت کے عقائد اور افکار سے آگاہی حاصل ہوئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ اور صداقت کے دلائل کو بھی سنا اور ہر بات میرے دل میں اترتی چلی گئی۔ اس کے باوجود تصدیق کا مرحلہ عبور کرنے سے قاصر رہا۔

اِنِّیْ مِنَ اللّٰہِ!

ایک روز مَیں ایم ٹی اے دیکھ رہا تھا اور اس وقت اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر آ رہی تھی۔ مجھ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی اور میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے مخاطب ہو کر بھرّائی ہوئی آواز میں کہا کہ : میں تجھے خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ مجھے بتاؤ کہ کیا تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو یا نہیں؟!!

یہ ایک بے ساختہ کلام تھا جو اس وقت میری زبان پر جاری ہوا اور مجھے اس کے نتائج کے بارہ میں علم نہ تھا۔ اس کے بعد میں کام پر چلا گیا۔ شام کو جب واپس آیا اور حسب معمول ٹی وی آن کر کے ایم ٹی اے لگایا تو اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ اقتباس پڑھا جا رہا تھا:

یَا قَوْمِ اِنِّیْ مِنَ اللّٰہِ۔ اِنِّیْ مِنَ اللّٰہِ۔ اِنِّیْ مِنَ اللّٰہِ۔ وَ اُشْھِدُ رَبِّیْ اَنِّیْ مِنَ اللّٰہِ---

یعنی : اے میری قوم میں خدا کی طرف سے ہوں۔ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ میں خدا کی طرف سے ہوں۔ اور میں اپنے رب کو گواہ ٹھہرا کر کہتا ہوں کہ میں خدا کی طرف سے ہوں---

(یہ الفاظ حضور علیہ السلام کی عربی کتاب اتمام الحجۃ کے ایک لمبے اقتباس کا ابتدائی حصہ ہیں)

یہ میرے سوال کا نہایت پُرجلال اور پُرتاثیر جواب تھا۔ مجھے ایسے لگا جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مجھ سے مخاطب ہیں اور مجھے یقین دلانے کے لئے چار مرتبہ خدا کو گواہ ٹھہرا کر کہہ رہے ہیں کہ مَیں خدا کی طرف سے ہوں۔

کیا یہ محض اتفاق تھا؟ ہرگز نہیں۔ یقیناً خدا تعالیٰ نے میری ہدایت کے لئے یہ نشان دکھایا تھا۔

میرے پاس سوائے اس امام الزمان کو قبول کرنے کے اور کوئی راستہ نہ بچا تھا۔ میں اپنے گھٹنوں کے بل گر گیا اور بے اختیاری کے عالم میں ٹی وی پر سے ہی حضور علیہ السلام کی تصویر کے بوسے لیتے ہوئے ’’علیک السلام۔۔ علیک السلام‘‘ کہنا شروع کر دیا۔ یوں محض ایک لمحے میں احمدیت ہی میرا سب کچھ بن گئی۔ اور ایک ہی لمحے میں ایم ٹی اے میری آنکھ کا تارا اور میرا مربی بن گیا۔

اور پھر میں نے جلد ہی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بیعت کا خط لکھ دیا۔

بیعت کے بعد خدا تعالیٰ نے مجھ پر رؤیائے صالحہ اور کشوف کا ایک عجیب باب کھول دیا۔ کئی بار بوضاحت بعض کلمات اور جملے سنے جن میں مختلف امور کے بارہ میں میری راہنمائی کی گئی تھی۔ مجھے ہر وقت خدا تعالیٰ سے قربت کا احساس ہونے لگا۔

مصری فسادات کے بارہ میں خبر

2009ء میں مَیں نے ایک رؤیا میں دیکھا کہ اس وقت کے مصر کے صدر حسنی مبارک کی وفات ہوگئی ہے اور ملک میں افراتفری پھیل گئی ہے اور میں اس صورتحال کو دیکھ کر سخت رنجیدہ ہوں۔ پھر 2010ء میں مَیں نے یہی رؤیا دوبارہ دیکھا۔ اسی سال کے آخر پر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لے آیا جس کے ایک ماہ بعد یعنی 25 جنوری 2011ء میں مصر میں فسادات شروع ہوئے۔ اس میں فوج، صدر حسنی مبارک اور عوام کے مابین مذاکرات ہوئے اور بہت مظاہرے ہوئے۔ ان ایام میں میں نے دوبارہ رؤیا میں دیکھا کہ میں بعض انڈین اور پاکستانی احمدیوں کے ہمراہ بیٹھا ہوں۔ انہوں نے احمد نصر اللہ نامی ہمارے ایک دوست کو تحریر اسکوائر میں بھیجا ہے جہاں مظاہرین جمع تھے اور حسنی مبارک سے استعفیٰ مانگ رہے تھے۔ میں نے برادران سے پوچھا کہ تم نے احمد نصر اللہ کو تحریر اسکوائر کیوں بھیجا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہمیں حسنی مبارک اور اس کے ساتھیوں کی طرف سے ظلم کا نشانہ بنایا گیا ہے۔

اس رؤیا کے اگلے روز حسنی مبارک نے اپنے منصب سے علیحدگی کا اعلان کر دیا۔ اس وقت میرا جماعت سے رابطہ نہیں ہوا تھا اور مجھے اس رؤیا کی صحیح طور پر سمجھ نہ آئی تھی۔ تقریباً ایک ماہ کے بعد مجھے پروگرام ’الحوار المباشر‘ کے ذریعہ معلوم ہوا کہ نائل سات سے ہمارے چینل ایم ٹی اے العربیہ کو بند کروانے کا آخری فیصلہ حسنی مبارک کی طرف سے صادر ہوا تھا اور اسی کے دور حکومت میں متعدد مصری احمدیوں کو بغیر کسی جرم کے پکڑ کر جیل میں بند کر دیا گیا تھا۔

یہ سب کچھ جان کر میرے ایمان میں مزید اضافہ ہوا۔

ایک ایمان افروز رؤیا

جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا کہ قبول احمدیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے بہت سے ایمان افروز رؤیائے صالحہ سے نوازا۔

ایک رؤیا میں مَیں نے دیکھا کہ میں ایک لائبریری میں ہوں جس میں بہت سی قدیم اور تاریخی کتب موجود ہیں۔ میں ان میں سے ایک کتاب اٹھا کر اس میں سے ایک بلیک اینڈ وائٹ تصویر نکالتا ہوں جس کے نیچے یہ عبارت لکھی ہے: ’’ھذا نبیّ اللہ داؤد‘‘ یعنی یہ خدا کے نبی داؤد علیہ السلام کی تصویر ہے۔

میں یہ تصویر اپنے پاس رکھ لیتا ہوں۔ کچھ دیر کے بعد دیکھتا ہوں کہ اہل کتاب میں سے چار پانچ اشخاص میرا پیچھا کرتے ہیں اور مجھ سے تصویر چھیننا چاہتے ہیں۔ میں تصویر کو مزید مضبوطی سے تھامتے ہوئے انہیں کہتا ہوں کہ ہم تم سے زیادہ حضرت داؤد علیہ السلام کے قریب اور ان کی تصویر اپنے پاس رکھنے کے زیادہ حقدار ہیں۔

بعد میں مجھے اس رؤیا کی یہ تفہیم ہوئی کہ حضرت داؤد اور حضرت مسیح موعود علیہما السلام میں بہت زیادہ مشابہت ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام موسوی شریعت کے تابع نبی تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام محمدی شریعت کے تابع نبی ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام عطا فرمایا تھا جو ان کی طرح بادشاہ اور ان کے دور کا ہی امتداد تھے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مصلح موعود رضی اللہ عنہ عطا فرمایا جو حسن و احسان میں اپنے والد کا نظیر اور مسیح موعود علیہ السلام کے دَور کا امتداد تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مزامیر اور تضرعات اور شعری زبان میں کلام کرنے کا ملکہ عطا فرمایا تھا اور ان کے بیٹے سلیمان علیہ السلام کو بھی اس نعمت سے حصہ عطا فرمایا تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ان سے زیادہ مؤثر اور بلیغ شعر کہنے کا ملکہ عطا فرمایا تھا اور آپ کے بیٹے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ پر بھی معارف کے دروازے کھولے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

{سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایک الہام میں داؤد کے نام سے مخاطب کرے ہوئے فرمایا ہے کہ: ’’یَادَاوٗدُ عَامِلْ بِالنَّاسِ رِفْقًا وَاِحْسَانًا‘‘ یعنی اے داؤد! خلق اللہ کے ساتھ رفق اور احسان کے ساتھ معاملہ کر۔ (تذکرہ صفحہ 82)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی زبان میں ایک الہامی شعر کچھ یوں ہے کہ:

طریقِ زہد وتعبّد ندانم اے زاہد
خدائے من قدمم راند بررہِ داؤد

یعنی: اے زاہد! میں تو کوئی زہد و تعبد کا طریق نہیں جانتا۔ میرے خدا نے خود ہی میرے قدم کو داؤد کے راستہ پر ڈال دیا ہے۔ (تذکرہ صفحہ 93)

شادی اور اولاد

میری منگنی ہوچکی تھی لیکن قبول احمدیت کے بعد لڑکی نے شادی سے انکار کر دیا۔ پھر میری ایک اور جگہ منگنی ہوئی وہ بھی ٹوٹ گئی۔ پھر تیسری جگہ بات چلی اور منگنی ہوگئی لیکن اس کا بھی نتیجہ وہی ہوا۔ ہر بار میری معذوری یعنی بات کرنے میں مشکل و ہکلاہٹ آڑے آجاتی تھی اور اسی سبب سے ہر لڑکی میرے ساتھ زندگی بتانے سے انکار کر دیتی تھی۔

میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ خدایا میرا حال تیرے سامنے ہے۔ تُو ایسی لڑکی کے ساتھ میری شادی کروا دے جو میری معذوری کے ساتھ ہی مجھے قبول کر لے اور میرے لئے مودّت و سکینت کا باعث ٹھہرے اور اس سے مجھے نیک و صالح اولاد بھی عطا ہو۔

اس کے بعد ’’رضا‘‘ نامی ایک لڑکی کا رشتہ آیا اور میں سابقہ تجربہ کی بناء پر متذبذب تھا۔ یہ جلسہ سالانہ کے دن تھے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خطاب فرما رہے تھے۔ اس وقت معًا میرے دل میں خیال آیا کہ میں اس کے بارہ میں حضور انور سے دعا کی درخواست کر کے راہنمائی کی درخواست کرتا ہوں۔ لیکن پھر خیال آیا کہ اس میں تو بہت وقت درکار ہوگا اور مجھے جلدی فیصلہ کر کے بتانا ہے۔ میں ٹی وی کے سامنے انہی خیالات میں گم تھا کہ اچانک ایک عجیب کیفیت طاری ہوئی اور مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میں حضور انور سے مخاطب ہوسکتا ہوں۔ چنانچہ میں نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ سیدی! اس رشتہ کے بارہ میں آپ کا کیا فیصلہ ہے؟ اسی کیفیت میں مَیں نے دیکھا کہ حضور انور نے فورًا میری بات کا جواب دیتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا: عَلٰی بَرَکَۃِ اللّٰہ۔ پھر یہ کیفیت جاتی رہی اور میں نے بلاتردد اس رشتہ کے بارہ میں ہاں کر دی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ایک رؤیا کے ذریعہ مزید میری تسلی کرا دی۔ میں نے نیم خوابی کے عالم میں یہ آواز سنی کہ: إِنَّہٗ نَازِلٌ مِنَ السَّمَاءِ مَا یُرْضِیْکَ۔ یعنی آسمان سے تیرے لئے جو کچھ اترنے والا ہے وہ تجھے راضی کر دے گا۔

اس لڑکی کا نام ’’رضا‘‘ تھا اور اس سنائی دینے والے جملے میں یُرْضِیْکَ کے الفاظ تھے جس سے میں یہی سمجھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ صبر و رضا کی پیکر ہوگی۔

میں نے ہاں کر دی اور اس لڑکی سے میری شادی ہوگئی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ’’رضا‘‘ میرے لئے میرے تصور سے بھی بہتر بیوی ثابت ہوئی۔

اس کی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دیکھتے ہی اس کے دل میں حضور علیہ السلام کی محبت جاگزیں ہوگئی اور پھر جلد ہی اس نے بیعت کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سے ڈھیروں خوشیاں، سکینت، محبت اور دو بچے احمد اور مریم عطا فرمائے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

تبلیغ اور بیعتیں

جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا کہ مجھے اپنی اہلیہ کو احمدیت کی سچائی کے بارہ میں قائل کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں پڑی۔ خدا تعالیٰ نے خود ہی حق کی محبت اس کے دل میں ڈال دی اور اس نے خود ہی بیعت کا فیصلہ کیا۔ اب وہ احمد اور مریم کو لازمی دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ خلافت سے محبت کا درس بھی دیتی ہے تو میری روح خدا کے حضور شکر کے سجدے کرنے لگتی ہے کہ اس نے اپنے خاص فضل سے مجھے ایسی نیک اور سلیقہ مند بیوی عطا فرمائی ہے۔

باوجود نُطق کی صعوبت کے میں نے اپنے والدین اور بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کو تبلیغ کرنی شروع کی۔ کچھ عرصہ کے بعد میرے بڑے بھائی نے حضرت امام مہدیؑ کی تصدیق کرنے کی سعادت حاصل کی۔ میرا یہ بھائی بچپن میں پولیو کا شکار ہوگیا تھا۔ تاہم پڑھ لکھ کر وہ اب جاب کرتا ہے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہے۔

میرے والدین احمدیت کے مخالف اور حضرت امام مہدی کی تکذیب کرنے والے تھے۔ لیکن حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خصوصی دعا سے میرے والدین کا دل آہستہ آہستہ احمدیت کی طرف مائل ہونے لگا تا آنکہ انہوں نے 2016ء میں بیعت کر لی۔

خلیفۂ وقت سے تعلق

خدا تعالیٰ نے میرے دل میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خاص محبت ڈالی ہے۔ مجھے ایسے محسوس ہوتا ہے کہ حضور انور کے ساتھ میرا ایک قلبی تعلق قائم ہے۔ حضور انور میرے لئے دعا کرتے ہیں اور پھر جب میں ان دعاؤں کی قبولیت کے نظارے اپنی روزمرہ زندگی میں دیکھتا ہوں تو میرے ایمان میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔

2013ء کے آخر کی بات ہے کہ میں صحت کے اعتبار سے بھی اور مالی و معاشرتی اعتبار سے بھی بڑے ابتلاء سے گزر رہا تھا۔ میری نیند ختم ہوگئی تھی۔ بستر پر لمبا عرصہ رہنے کی وجہ سے یہی احساس دامنگیر رہتا تھا کہ شاید میں مستقبل قریب میں فوت ہو جاؤں گا۔ ایسے حالات میں مَیں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک کلاس روم میں ہوں جہاں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تشریف لاتے ہیں تو تمام طلاب حضور انور سے مصافحہ کرنے کے لئے صف بنا کر کھڑے ہوجاتے ہیں۔ گو میں بھی اس کلاس روم میں ہوں لیکن میں بیماری اور کمزوری کی وجہ سے بستر پر ہوں اور اٹھنے سے قاصر ہوں۔ میں مصافحہ کے لئے اپنی طاقت جمع کر کے بستر سے اٹھنے کی بھرپور کوشش کرتا ہوں لیکن کمزوری اس قدر ہے کہ میں بستر سے ہل بھی نہیں سکتا۔ لیکن جب مصافحہ کے لئے میری باری قریب آتی ہے تو نہ جانے میرے جسم میں اتنی قوت کہاں سے آجاتی ہے کہ میں بستر سے اٹھ کر طلباء کی لائن میں جا کھڑا ہوتا ہوں۔ پھر جب حضور انور سے مصافحہ ہوتا ہے تو میں حضور انور کے دستِ مبارک کو بوسہ دیتا ہوں اور پیارے آقا کے سینے سے لگ جاتا ہوں۔ حضور انور بھی مجھے اپنے سینے سے لگا کر پیار کرتے ہیں، اس لطف و کرم کو دیکھ کر میں جذبات سے مغلوب ہو کر رونا شروع کر دیتا ہوں۔ اور یہاں رؤیا تو ختم ہوجاتا ہے۔ بیدار ہوا تو میری کمزوری دور ہوچکی تھی اور طبیعت بہتری کی طرف مائل تھی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

گو معذوری اور بیماری کی وجہ سے میری زندگی لمحہ لمحہ درد و الم سے عبارت رہی ہے، لیکن احمدیت سے تعارف نے اس کا دھارا یکسر بدل کے رکھ دیا ہے۔ اب پریشانی اور خوف و کرب کی جگہ تسکین، راضی بہ رضا، صبر اور قناعت نے لے لی ہے۔

اب بجائے شکوہ کے شکر کرتے ہوئے میری زبان نہیں تھکتی۔ خدا تعالیٰ نے اس قدر دعائیں سنی ہیں اور اس قدر رؤیائے صالحہ سے نوازا ہے کہ ہر وقت اس کی قربت کا احساس رہتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے دیگر انعامات کے علاوہ مجھے رؤیا میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف بھی عطا فرمایا ہے۔ یہ سب کچھ امام الزمان کی بیعت کرنے سے ملا ہے اور آج یہ مائدہ خلافت کے دسترخوان سے تمام عالم میں تقسیم کیا جا رہا ہے۔ کاش کہ لوگ اس طرف توجہ دیں۔

(باقی آئندہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (30) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (45) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (65) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

خطبہ جمعہ

جیسا کہ انبیاء کی تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے دعوے کے بعد ان کی مخالفت بھی ہوتی ہے اور جوں جوں جماعت پھیلتی ہے مخالفت اور حسد کی آگ بھی بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔ مخالفین کے مخالفت کے طریق بھی مخالفت کی ہر ممکن صورت اختیار کرتے جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ دعویٰ کرنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے مخالفتوں کے باوجود ترقی کے وعدے اور خوشخبریاں دی ہوتی ہیں اس لئے کوئی مخالفت ترقی کی راہ میں روک نہیں بنتی اور نہ بن سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح اور مہدی بنا کر بھیجا تو آپ کے ساتھ بھی اس سنّت کے مطابق سلوک ہونا تھا اور اللہ تعالیٰ کی جو تائید و نصرت کی سنّت ہے اسی کے مطابق سلوک ہونا تھا اور اللہ تعالیٰ نے وہ سلوک بھی فرمایا اور آپ کی جماعت کے ساتھ بھی یہی سلوک اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔

کہیں اللہ تعالیٰ مخالفین کے مکر اُن پر الٹا کر اپنی تائید کے عملی نظارے دکھاتا ہے۔ کہیں خود لوگوں کی رہنمائی کر کے انہیں احمدیت کی سچائی دکھاتا ہے۔
کہیں غیروں کے دلوں میں ڈالتا ہے کہ وہ غیروں کے حملوں کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کی تائید اور مدد کریں۔
اس طرح اللہ تعالیٰ کے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ وعدے ہیں ان کے عملی اظہار، جیسا کہ مَیں نے کہا، وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں۔

مخالفین کے بد انجام، سعید فطرت لوگوں کی حق کی طرف رؤیا و کشوف کے ذریعہ رہنمائی،
مسیح موعود علیہ السلام کے دلی محبوں کے گروہ کے بڑھنے سے متعلق نہایت ایمان افروز واقعات کا تذکرہ

خدا تعالیٰ باوجود مخالفتوں کے، شیطانی حملوں کے سعید فطرت لوگوں کی رہنمائی فرماتا رہتا ہے اور ان کے سینے کھولتا ہے اور احمدیت قبول کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ بیشمار ایسے واقعات سامنے آتے ہیں جب اللہ تعالیٰ خود پکڑ کر لوگوں کو قبول احمدیت کی توفیق عطا فرماتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید و نصرت کے نظارے دکھاتا ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 07/جولائی 2017ء بمطابق 07/وفا 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

جیسا کہ انبیاء کی تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے دعوے کے بعد ان کی مخالفت بھی ہوتی ہے اور جوں جوں جماعت پھیلتی ہے مخالفت اور حسد کی آگ بھی بڑھنا شروع ہو جاتی ہے۔ مخالفین کے مخالفت کے طریق بھی مخالفت کی ہر ممکن صورت اختیار کرتے جاتے ہیں۔ لیکن چونکہ دعویٰ کرنے والا اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے مخالفتوں کے باوجود ترقی کے وعدے اور خوشخبریاں دی ہوتی ہیں اس لئے کوئی مخالفت ترقی کی راہ میں روک نہیں بنتی اور نہ بن سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح اور مہدی بنا کر بھیجا تو آپ کے ساتھ بھی اس سنّت کے مطابق سلوک ہونا تھا اور اللہ تعالیٰ کی جو تائید و نصرت کی سنّت ہے اسی کے مطابق سلوک ہونا تھا اور اللہ تعالیٰ نے وہ سلوک بھی فرمایا اور آپ کی جماعت کے ساتھ بھی یہی سلوک اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے۔ جہاں مخالفتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے پہلے خبر دی تو وہاں مخالفین کے بد انجام اور مخالفتوں کے باوجود آپ کے سلسلہ کے بڑھنے اور آپ کی تائیدات کی خبر دی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا، بہت سارے الہامات ہیں، ایک یہ الہام ہے کہ ''مَیں تیرے خالص اور دلی محبوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا''۔ (آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 648) پھر ایک یہ الہام ہے کہ ''میں تیرے ساتھ اور تیرے پیاروں کے ساتھ ہوں''۔ (بدر جلد 6 نمبر 51 مورخہ 19 دسمبر 1907ء صفحہ 4) پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ ''یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم اپنی طرف سے الہام کریں گے۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 77) پھر فرمایا کہ ''مَیں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا''۔ (آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 342) پھر ایک الہام یہ ہے کہ يَنْصُرُكَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِهٖ کہ خدا اپنی طرف سے تیری مدد کرے گا۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 77) پھر اللہ تعالیٰ کا تبلیغ کے بارے میں، پیغام پہنچانے کے بارے میں یہ وعدہ بھی ہے کہ ''مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا''۔ (الحکم جلد 2 نمبر 5,6۔ مورخہ 27 مارچ، 2 اپریل 1898ء صفحہ 13) پھر یہ بھی فرمایا: ''كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ'' کہ خدا تعالیٰ نے یہ لکھ چھوڑا ہے کہ مَیں اور میرا رسول غالب آئیں گے۔ (اربعین نمبر 2، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 355) اسی طرح جیسا کہ میں نے کہا تائید و نصرت کے بے شمار الہامات ہیں۔

اب یہ صرف ظاہری باتیں نہیں جو نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر کے کر دیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہر زمانے میں اس کا عملی اظہار بھی کرتا رہتا ہے۔ کہیں اللہ تعالیٰ مخالفین کے مکر اُن پر الٹا کر اپنی تائید کے عملی نظارے دکھاتا ہے۔ کہیں خود لوگوں کی رہنمائی کر کے انہیں احمدیت کی سچائی دکھاتا ہے۔ کہیں غیروں کے دلوں میں ڈالتا ہے کہ وہ غیروں کے حملوں کے خلاف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماننے والوں کی تائید اور مدد کریں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ یہ وعدے ہیں ان کے عملی اظہار، جیسا کہ مَیں نے کہا، وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں۔

اس وقت مَیں بعض واقعات پیش کرتا ہوں۔ مخالفین کے بد انجام کے بارے میں مَیں نے دو واقعات لئے ہیں جو احمدیوں کے لئے جہاں ایمان میں زیادتی کا باعث بنے وہاں غیروں کے لئے بھی احمدیت کی سچائی کا نشان بنے۔

ناظر دعوت الی اللہ قادیان نے لکھا کہ اسحاق صاحب ان کے ایک معلم ہیں۔ وہ رمضان کے قریب ایک گاؤں میں اپنے ایک رشتہ دار کے گھر گئے تا کہ گھر والوں کو رمضان کے اوقات کے بارے میں بتا دیں۔ کہتے ہیں کہ ٹائم ٹیبل دینے کے بعد جب گھر والوں کو رمضان کی عظمت اور برکات کے بارے میں بتا رہے تھے تو اسی اثناء میں ایک غیر از جماعت نوجوان اقبال نامی آ کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر تو وہ معلم صاحب کی باتیں سنتا رہا پھر اس کے بعد اس نے گھر والوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ ان کے رشتہ داروں نے شاید واضح طور پر بتانا مناسب نہ سمجھا کہ جماعت احمدیہ کا معلم ہے۔ انہوں نے صرف اتنا کہا کہ یہ فلاں گاؤں سے آیا ہے۔ لیکن معلم صاحب نے صاف طور پر اپنا تعارف کروایا کہ مَیں جماعت احمدیہ کا معلم ہوں۔ اس پر یہ شخص بڑے غصہ میں آ گیا، آگ بگولہ ہو گیا۔ معلم نے اپنا مکمل تعارف کروانا چاہا تا کہ اس کی کچھ غلط فہمیاں دور کریں لیکن اس شخص نے سننے سے انکار کر دیا۔ کہتے ہیں دوران گفتگو قرآن مجید، اسلام اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتا تو یہ شخص کہتا کہ آپ لوگوں کو یہ اسلامی اصطلاحیں استعمال کرنے کا کوئی حق نہیں۔ (وہی پاکستانی مولویوں والا اثر ہے۔) نیز جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام آتا تو وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اور جماعت کو بڑی غلیظ گالیاں دیتا اور کہتا کہ مَیں

سعودی عرب، بحرین اور قطر وغیرہ رہ کر آیا ہوں۔ آپ لوگوں کے بارے میں سب کچھ جانتا ہوں۔ تمام اسلامی ممالک نے آپ کے خلاف فتوے دیئے ہوئے ہیں اور یہ بھی کہا ہوا ہے کہ اگر رستے میں سانپ ہو اور قادیانی ہو تو سانپ کو چھوڑ دو اور قادیانی کو قتل کر دو۔ یہ کہتے ہیں کہ اور یہ بات کہہ کے بار بار وہ مجھے مارنے کے لئے اٹھتا تھا کہ آج مجھے موقع ملا ہے تو مَیں قادیانی کو ماروں، قتل کروں اور ثواب کماؤں۔ مگر بہرحال وہ کامیاب نہ ہو سکا۔ کہتے ہیں مَیں نے بڑے صبر اور تحمل سے اس کی ساری باتیں سنیں۔ بکواس سنی، گالیاں سنیں۔ جب وہ بدزبانی اور بکواس پر زیادہ ہی اتر آیا تو کہتے ہیں مَیں نے اسے کہا کہ اگر میں جماعت احمدیہ کا معلم نہ ہوتا تو مرنے مارنے کی آپ کی خواہش بھی پوری کر دیتا لیکن ہمیں گالیوں کے بدلے دعائیں دینے کی تعلیم دی گئی ہے اس لئے مَیں کچھ نہیں کہتا۔ بہرحال اس بات پہ وہ خاموش ہو گیا یا ماحول کو دیکھ کے بیٹھ گیا اور ان کو یہ وارننگ دی کہ آج کے بعد اگر اس گاؤں میں تم نظر آئے تو بہت بُرا حشر ہو گا۔ کہتے ہیں میں نے اس کو صرف یہ جواب دیا کہ یہ تو وقت بتائے گا کہ بُرا حشر کس کا ہو گا اور یہ کہہ کر میں خاموشی سے وہاں سے اٹھ کے آ گیا۔ یہ شخص قریبی گاؤں میں افراد جماعت کو بھی کہتا تھا کہ قادیانیت چھوڑ دو لیکن لوگ اس کی بات پہ توجہ نہیں دیتے تھے۔ بہرحال کہتے ہیں مَیں نے رمضان کے بعد پندرہ یوم کی رخصت لی اور وہاں سے چلا گیا۔ واپس آ کر ایک بزرگ عورت نے بتایا کہ مولوی اقبال جس نے جماعت کو گالیاں دی تھیں اس کو اچانک ہارٹ اٹیک ہوا اور وہ مر گیا۔ تو اس واقعہ سے نہ صرف وہاں اس چھوٹے سے گاؤں میں افراد جماعت کے ایمان میں اضافہ ہوا بلکہ غیر از جماعت بھی بڑے متأثر ہوئے کہ ہم نے اپنی آنکھوں سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی یہ تائید دیکھی اور اہانت کرنے والے کو ذلیل و رُسوا ہوتے اور ختم ہوتے دیکھا۔

اسی طرح یمن کے ایک صاحب غانم صاحب ہیں۔ وہ مخالفوں کے انجام کے بارے میں لکھتے ہیں کہ جب سے مَیں احمدی ہوا ہوں مَیں تبلیغ کر رہا ہوں اور خصوصاً نوجوانوں کے ایک ٹولے کی طرف سے سخت مخالفت اور دھمکیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ یہ دوست کہتے ہیں کہ 2010ء کے رمضان میں ایک دفعہ میرا ہمسایہ اور اس کے چند دوست مجھے مجبور کر کے اپنے ایک ''جامعۃ الایمان'' کے شیخ سے بات کرنے کے لئے لے گئے۔ وہاں ایک مولوی بھی آ گیا۔ میں نے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے دلائل بیان کئے۔ پھر قتل مرتد اور جہاد اور وفات مسیح کے موضوعات پر بات ہوئی اور وہ سب بغیر دلیل کے اپنے عقائد پر اصرار کرتے رہے اور مَیں قرآن و حدیث سے دلائل پیش کرتا تھا۔ بہرحال جواُن کا بڑا شیخ تھا وہ کچھ احترام سے پیش آیا لیکن دوسرا بہت بدزبانی کرتا تھا اور اس نے مباہلے کی دعوت بھی دی۔ مَیں نے کہا کہ مباہلہ تو امام سے ہوتا ہے لیکن اس کے اصرار کی وجہ سے اور اس لئے کہ یہ لوگ یہ خیال نہ کریں کہ مجھے صداقت حضرت مسیح موعود پہ یقین نہیں ہے مَیں نے مباہلہ قبول کر لیا اور بات ختم ہو گئی۔ اس کے بعد یہ نوجوان مجھے ڈراتے دھمکاتے رہے، گالیاں دیتے رہے، تبلیغ سے روکتے رہے۔ کہتے ہیں رمضان کے آخر میں ایک دن مَیں گھر سے نکلا تو ایک بچے نے مجھے کہا کہ چچا یہ نوجوان آپ کے خلاف منصوبہ تیار کر رہے ہیں۔ پھر ان میں سے بعض نے آ کر مجھے مارنے کی دھمکی دی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سخت گالیاں دیں۔ کہتے ہیں میں زخمی دل کے ساتھ گھر لوٹا۔ دو رکعتیں ادا کیں۔ نفل پڑھے اور دعا کی کہ یا اللہ تُو ان کی نسبت اپنی قدرت دکھا۔ کہتے ہیں اس کے بعد ایک دو دن میں ان نوجوانوں کی آپس میں لڑائی ہو گئی اور ایک دوسرے کے خلاف خنجر نکال لئے اور لڑائی میں ایک بچے کے منہ پر خنجر لگ گیا۔ اس واقعہ کے بعد ایک ماہ میں یہ لوگ کہیں چلے گئے اور اس کے بعد اب تک نظر نہیں آئے۔ کہتے ہیں میرا ہمسایہ بھی مکان بیچ کر دوسری جگہ چلا گیا اور وہ جو جامعہ کا مالک تھا اس کے جامعہ پر حوثی قبائل کے باغیوں نے قبضہ کر لیا۔ یہ سب لوگ بھاگ کے پھر سعودی عرب چلے گئے اور وہاں ان کا جو جامعہ ہے وہ بھی اب بمباری کی وجہ سے ملبے کا ڈھیر بن گیا ہے۔

آجکل ہم مادی دنیا میں دیکھتے ہیں کہ دنیاوی ترقی کی وجہ سے لوگ دین سے دُور ہٹ رہے ہیں لیکن دنیا میں ایسا طبقہ بھی ہے جو دین کی طرف رغبت رکھتا ہے اور صحیح راستوں کی تلاش میں ہے اور اللہ تعالیٰ بھی ان کے دلوں کو جانتا ہے۔ اس لئے زمانے کے امام کو قبول کرنے کے لئے دل بھی کھولتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب بھیجا تو آخر اسی لئے بھیجا تھا کہ دنیا انہیں قبول بھی کرے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے قبول کر رہی ہے۔

آئیوری کوسٹ کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک گاؤں میں ایک لوکل مبلغ کے ساتھ تبلیغ کے لئے گیا تو لوگوں کو مسیح موعود اور امام مہدی کی آمد کے بارے میں بتایا۔ کچھ عرصہ بعد دوبارہ وہاں گئے تو اس گاؤں کے امام سمیت پندرہ افراد نے احمدیت قبول کر لی۔ ان کو بتایا گیا کہ اس ماہ خدام الاحمدیہ کا نیشنل اجتماع آبی جان میں ہو رہا ہے اس پر گاؤں والوں نے کہا کہ ایک شخص کو آبی جان (Abidjan) بھجوایا جائے تا کہ وہ جماعت کو قریب سے دیکھے کہ یہ لوگ کیسے ہیں۔ چنانچہ اس گاؤں سے ایک شخص اجتماع میں شامل ہوا اور آبی جان میں جو کچھ دیکھا تھا وہ واپس آ کر لوگوں کو بتایا کہ کس طرح یہ لوگ رہتے ہیں اور کس طرح محبت اور پیار اور بھائی چارے کا ماحول تھا۔ اس کا بڑا اچھا اثر ہوا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد جب یہ لوگ دوبارہ تبلیغ کے لئے وہاں گئے تو رات نمازِ عشاء کے بعد اور پھر صبح فجر کے بعد مسیح موعود کی آمد کے بارے میں سوال جواب ہوتے رہے اور کافی لمبا عرصہ یہ سوال جواب چلتے رہے۔ اس پر کہتے ہیں کہ مزید 26 افراد نے احمدیت قبول کرنے کی توفیق پائی۔ اس طرح وہاں 41 افراد کی جماعت بھی قائم ہو گئی۔

مخالفین کس طرح زور لگا رہے ہیں کہ احمدیت کو ختم کریں اور اللہ تعالیٰ کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے وعدے کے مطابق آپ کے مُحِبّوں کا گروہ بڑھا رہا ہے، اس کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔

بینن کے مبلغ انصر صاحب لکھتے ہیں کہ جنوری 2016ء میں ایک گاؤں میں نئی جماعت قائم ہوئی اور 87 افراد کو بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ کہتے ہیں کہ وہاں کے امام کو ٹریننگ دی گئی اور باقاعدہ نماز جمعہ کی ادائیگی شروع کر دی گئی۔ مولویوں کو جب پتا لگا تو انہوں نے بڑا زور لگایا کہ یہ لوگ احمدیت کو چھوڑ دیں مگر اس جماعت کے تمام نومبائعین مضبوطی کے ساتھ احمدیت پر قائم رہے۔ جب ان کو یہاں سے بھی ناکامی ہوئی تو یہ مولوی وہاں کے بادشاہ کے پاس گئے اور کہا کہ ان کو احمدیت سے روکیں۔ چنانچہ بادشاہ نے ہمارے صدر کو بلایا اور کہا کہ اگر آپ کو مسجد چاہئے تو غیر احمدی مولوی آپ لوگوں کے لئے بنا دیتے ہیں آپ لوگ احمدیت چھوڑ دیں۔ اس پر صدر صاحب نے اسے کہا کہ آپ احمدیت کے بارے میں کیا جانتے ہیں؟ بادشاہ نے کہا کہ مَیں تو کچھ نہیں جانتا لیکن مولوی کہتے ہیں کہ احمدی مسلمان نہیں۔ یہ بوکوحرام کے لوگ ہیں اور دہشتگرد لوگ ہیں۔ یہ ہم سب کو قتل کر دیں گے۔ اس پر صدر نے بادشاہ کو بتایا کہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے اور مولوی تو ہمیں دھوکہ دیتے ہیں۔ پہلے تو بادشاہ نے بات نہیں مانی۔ کہنے لگا کہ تم احمدیت کو چھوڑ دو اور اگر نہیں چھوڑو گے تو مَیں تمہیں گاؤں سے نکال دوں گا۔ اس پر صدر صاحب نے کہا کہ ہم گاؤں چھوڑ دیں گے لیکن احمدیت نہیں چھوڑیں گے۔ (یہ ان غریب لوگوں کا اور دور دراز رہنے والے لوگوں کا ایمان ہے) اس پر بادشاہ کا دل بدل گیا اور اس نے کہا کہ تمہیں گاؤں چھوڑنے کی ضرورت نہیں جیسے دل چاہتا ہے کرو۔ چنانچہ پھر اللہ تعالیٰ نے اسی طرح ان کے وہاں قدم جما دیئے۔ نہ صرف ماننے والوں کے ایمان کو مضبوط کیا، ان کو محبت میں بڑھایا بلکہ مخالف کے دل کو بھی نرم کر کے، اس بادشاہ کے دل کو، چیف کے دل کو نرم کر کے اللہ تعالیٰ نے تائید و نصرت کے سامان پیدا فرمائے۔

پھر مخالفت کے انجام اور اللہ تعالیٰ کی تائید کا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے بینن کے ہی مبلغ لکھتے ہیں کہ میرے ریجن میں دو بڑے ریڈیو سٹیشن کے ذریعہ ہفتہ وار جماعتی تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے اور علاقے کی ایک بڑی تعداد تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کا پیغام پہنچ رہا ہے۔ ایک ریڈیو سٹیشن پر ہر بدھ کو تیس منٹ کا پروگرام نشر ہوتا تھا لیکن اس ریڈیو چینل کا وائس ڈائریکٹر ہماری مخالفت کیا کرتا تھا اور ہمارے پروگراموں میں روک پیدا کرنے کی کوشش کرتا تھا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ وہ اسی ریڈیو سٹیشن سے کرپشن کے الزام میں برطرف کیا گیا اور عدالت نے اسے قید کی سزا سنا دی۔ اور جو نئے وائس ڈائریکٹر بنے انہیں ہم نے مشن آنے کی دعوت دی اور انہیں جماعتی اور اسلامی عقائد کے متعلق بتایا گیا۔ کچھ لٹریچر بھی پڑھنے کے لئے دیا گیا اور اپنی تبلیغ کا مقصد بتایا۔ اس کے بعد وہ کچھ عرصے تک ہمارے تبلیغی پروگرام سنتے رہے۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد جب ان سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو یہ نئے ڈائریکٹر کہنے لگے کہ مَیں آپ کی تبلیغ سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ آپ کی تبلیغ کا انداز بہت دلکش ہے۔ مَیں آپ کو اسی رقم میں جو آپ ایک پروگرام کے لئے ادا کر رہے ہیں ایک اور ہفتہ وار پروگرام مستقل طور پر فری دیتا ہوں تا کہ اصلی مذہبی تعلیمات کا عوام کو علم ہو اور اسلام کے متعلق غلط عقائد کا ازالہ ہو۔

کہاں تو پروگرام کو جاری رکھنے کی فکر تھی اور کہاں اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل فرمایا کہ اسی خرچ میں ہمیں زائد وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کا مِل گیا۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا جو تائیدات کا وعدہ ہے اس کے نظارے ہر جگہ نظر آتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کے خود دلوں کو کھولنے کا ایک اور واقعہ ہے۔ مصر کے ایک دوست احمد صاحب ہیں۔ یہ کہتے ہیں اسلام کی صحیح اور سادہ تشریح کرنے پر مَیں آپ لوگوں کو داد دیتا ہوں۔ آپ جو پیش کرتے ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحمۃ للعالمین کا حقیقی اسلام ہے۔ ہم لوگ داعش اور اس کے کردار سے تھک چکے ہیں اور کاش کہ ہم تمام لوگوں کی سوچیں آپ جیسی ہو جائیں۔ کہتے ہیں کہ مَیں نے پروگرام میں بتائے گئے طریق کے مطابق دو رکعت استخارہ کی نماز ادا کی۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ میرے گھر کے سامنے سے تمام مکانات ہٹ رہے ہیں یہاں تک کہ میرے گھر کے سامنے خالی جگہ بن گئی۔ پھر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کو دیکھا جو آپ اکثر اپنے پروگراموں کی بیک سکرین پر دکھاتے رہتے ہیں (دارالمسیح کا قادیان کا علاقہ۔) کہتے ہیں وہ مَیں نے خواب میں دیکھا۔ کہتے ہیں میں نے اس گھر کو یعنی دارالمسیح کے علاقے کو زمین میں سے پودے کی طرح نکلتے ہوئے دیکھا۔ اور میں حیران تھا کہ یہ کس طرح نکل رہا ہے۔ پھر میں نے اس میں سے نور کو نکلتے ہوئے دیکھا۔ پھر میں نے لوگوں کو کہتے ہوئے سنا

کہ چاند دن میں نکلا ہے۔ میں نے اپنے پیچھے دیکھا کہ سورج بھی نکلا ہوا تھا تو میں نے ان سے کہا کہ سورج اور چاند دونوں نکلے ہیں۔ میں بہت خوش ہوا۔ کیونکہ پہلی مرتبہ میں نے استخارہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے جواب پایا۔ اگرچہ میں پہلے سے مسلمان تھا لیکن میں پہلی مرتبہ اللہ کا قرب حاصل کر پا رہا ہوں اور یہ صرف جماعت احمدیہ کی وجہ سے ہے۔ مَیں آپ لوگوں کا شکر گزار ہوں۔

قبول احمدیت کے لئے اللہ تعالیٰ کے دل کھولنے کا ایک اور واقعہ سیریا کے ایک دوست احمد درویش صاحب کا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں مسلمان تو تھا لیکن دین سے دور تھا۔ 2008ء میں میرے بھائی نے احمدیت قبول کر لی۔ دین سے دُوری کے باوجود مجھے بھائی کے اقدام پر شدید غصہ آیا۔ میں اپنے بھائی سے خوب بحث کرتا اور اکثر اس سے الجھ جاتا۔ بالآخر میرے بھائی نے مجھ سے علیحدگی اختیار کر لی۔ بچنے لگا۔ کہتے ہیں 2011ء میں شام کے حالات خراب ہوئے تو مَیں شامی حکومت کے مخالف گروہ میں شامل ہو گیا۔ اس دوران مجھے شامی معاشرے میں پائی جانے والی تمام دینی جماعتوں کو دیکھنے کا موقع ملا اور مَیں اس نتیجہ پر پہنچا کہ ان میں سے ہر فرقہ دوسرے کی تکفیر کرتا ہے۔ ہر ایک دوسرے کو کافر کہہ رہا ہے اور ہر ایک کے عقائد میں بے سروپا باتیں شامل ہیں۔ کہتے ہیں حالات کی خرابی کے باعث ہم اہل خاندان حلب شہر کے مضافاتی علاقے میں منتقل ہوئے تو مجھے اپنے بھائی کے ساتھ دوبارہ دینی امور کے بارے میں بحث کرنے کا موقع مل گیا۔ لیکن میں جب بھی اس سے کسی امر کے بارے میں سوال کرتا تو اس کا جواب مجھے حیران کر دیتا اور میں دل میں یہ کہنے پر مجبور ہو جاتا کہ دراصل اس مسئلہ کا یہی معقول جواب ہے جو احمدی بھائی دیتا ہے۔ لیکن شدت مخالفت کی وجہ سے میں حق بات نہ کہہ پاتا تھا۔ کہتے ہیں ہماری گفتگو چلتے چلتے وفات مسیح کے موضوع تک آ پہنچی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ اس گفتگو کے بعد میں نے اپنے بھائی سے بعض جماعتی کتب کا مطالبہ کر دیا۔ کہتے ہیں اس نے کہا کہ تمام کتابیں اسی گھر میں ہیں جسے ہم بمباری کے خوف سے چھوڑ کر یہاں آ گئے ہیں۔ جنگ کی وجہ سے گھر چھوڑ آئے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں اُسی وقت بمباری، دہشت گردی اور کشت وخون سے بھرپور علاقے میں گیا۔ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اگر کتابیں وہاں ہیں تو مَیں یہ خطرہ مول لے لیتا ہوں۔ میں گیا اور وہ کتابیں لے آیا۔ واپس آ کر میں نے ان کتب کا مطالعہ شروع کیا۔ یہاں تک کہ دل سے احمدی ہو گیا اور اپنے بھائی کو بھی اس کے بارے میں بتا دیا لیکن خانہ جنگی کی صورتحال میں میری بیعت ارسال نہ کی جا سکی۔ کہتے ہیں میں پہلے تو سیرین گورنمنٹ کے خلاف گروپ کے ساتھ مل کر حکومت مخالف سرگرمیوں میں مصروف تھا لیکن قبول احمدیت کے فیصلہ کے بعد جب میں نے خلیفۃ المسیح کے اس بارے میں خطبات سنے تو فوراً حکومت کے خلاف سرگرمیوں کو ترک کر دیا۔ کہتے ہیں میرے والد صاحب میری بیعت پر سخت ناراض ہوئے اور ایک دن شدید غصہ کی حالت میں یہ بھی کہہ دیا کہ جاؤ دفع ہو جاؤ۔ خدا مجھے تمہارا منہ نہ دکھائے اور کبھی تمہیں لوٹا کر میرے پاس نہ لائے۔ کہتے ہیں والد صاحب کے ان الفاظ کی میرے ایمان کے بالمقابل کوئی وقعت نہ تھی اور بفضلہٖ تعالیٰ میں اس کے جذباتی اثر سے محفوظ رہا اور پھر ہجرت کر کے ترکی آ گئے اور کہتے ہیں پہلا کام یہاں میں نے یہ کیا کہ بیعت فارم پُر کر کے آپ کو بھیج دیا۔

اللہ تعالیٰ کس طریق سے مخالفین کے حیلوں کو توڑ کر لوگوں کے دلوں کو کھولنے کا سامان کرتا ہے۔ اس کا ایک واقعہ مراکش کے ایک دوست کا ہے۔ عبدالکریم صاحب کہتے ہیں کہ میں تحقیق کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جماعت احمدیہ الٰہی جماعت ہے لیکن ایک الزام کا جواب تلاش کرتے ہوئے مجھے جماعت کی عربی ویب سائٹ میں منہاج الطالبین نامی ایک کتاب مل گئی۔ اس کتاب کی فہرست پڑھتے ہی میرے دل میں اس کے مطالعہ کا شوق پیدا ہو گیا۔ اس کتاب کی ابتداء میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعض لوگوں کے اعتراضات کا جواب دیا ہے جنہوں نے آپ کے بارے میں یہ کہا تھا کہ حضرت مصلح موعود خالی بیٹھے رہتے ہیں، فارغ بیٹھے رہتے ہیں۔ معترضین نے یہ کہا۔ اس کے جواب میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا روزمرہ کا جو شیڈول تھا وہ بیان فرمایا کہ مَیں صبح سے اٹھ کے رات تک کیا کرتا ہوں۔ یہ لکھنے والے مراکشی کہتے ہیں کہ میں ایک طرف اسے پڑھتا جا رہا تھا اور دوسری طرف میرے ذہن میں تفسیر کبیر گردش کر رہی تھی تو میں سوچ رہا تھا کہ جس کا روزمرہ کا پروگرام اس قدر غیر معمولی کاموں سے معمور ہو وہ تفسیر کبیر جیسا گہرا علمی اور تحقیقی کام کس طرح کر سکتا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ فرض کریں اگر مرزا غلام احمد قادیانی خدانخواستہ جھوٹے تھے تو انہوں نے اپنے بیٹے کو اس طرح کی مشقت میں کیوں ڈالا۔ اگر مرزا صاحب جھوٹے تھے تو ان کا بیٹا کیوں دن رات اسلام کی ترقی کی خاطر قرآن کریم کے خزانے نکال نکال کر دنیا کے سامنے پیش کرنے میں اس طرح مصروف ہے کہ اس جہاد میں نہ اسے اپنی پرواہ ہے، نہ اپنے اہل وعیال کی اور نہ اپنی صحت کا خیال ہے۔ کہتے ہیں میں ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ میرے ذہن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی آ گئی جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ جب آنے والا مسیح آئے گا تو وہ شادی کرے گا اور اس کی غیر معمولی اولاد ہوگی۔ جب میں نے اس پیشگوئی پر غور کیا تو میرا دل ایسے عجیب وغریب جذبات سے بھر گیا جن کو بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ مجھے یقین ہو گیا کہ یہی وہ بطلِ جلیل ہے جس کے ذریعہ کلام اللہ کا فہم پھیلایا گیا اور تفسیر کبیر جیسی عظیم تفسیر دنیا میں ظاہر ہوئی جس کا کوئی ثانی نہیں۔ منہاج الطالبین کے اس حصہ کے مطالعہ سے بیعت کے راستہ میں حائل رکاوٹیں دور ہو گئیں اور میں انشراح صدر کے ساتھ بیعت کے لئے تیار ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ بھی عجیب عجیب طریقوں سے راستے کھولتا ہے۔

پھر رؤیا کے ذریعہ سے خود اللہ تعالیٰ کس طرح رہنمائی فرماتا ہے، اس بارے میں یمن کی ایک خاتون ایمان صاحبہ کہتی ہیں کہ مجھے نوعمری کے عرصہ سے ہی امام مہدی کے زمانے تک زندہ رہنے کی خواہش تھی اور اس کے لئے دعا کرتی تھی۔ ایک روز میں ایک عربی چینل دیکھ رہی تھی کہ اس پر ایک دینی پروگرام میں ایک معروف مولوی سے کسی نے جماعت احمدیہ کا نام لئے بغیر پوچھا کہ اس کا دعویٰ ہے کہ امام مہدی آ چکے ہیں اور ان کے بعد خلافت قائم ہو چکی ہے۔ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ یہ لوگ اوہام باطلہ کا شکار ہیں۔ جھوٹے لوگ ہیں۔ اس لئے آپ ان چکروں میں پڑنے کی بجائے اپنی معمول کی زندگی گزاریں کیونکہ جب امام مہدی آئے گا تو سب کو پتا چل جائے گا۔ ان کو ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ کہتی ہیں یہ بات میرے دل میں، ذہن میں اٹک گئی اور پھر ایک روز 2009ء میں میرے چھوٹے بھائی نے مجھے بتایا کہ اس نے ایک چینل دیکھا ہے جس پر کچھ لوگ امام مہدی کے ظہور کا اعلان کر رہے تھے۔ یہ سنتے ہی مجھے مذکورہ مولوی صاحب سے پوچھا جانے والا سوال اور ان کا جواب یاد آ گیا اور مَیں سمجھ گئی کہ دراصل سوال امام مہدی کے ظہور کا اعلان کرنے والی اس جماعت کے بارے میں تھا۔ کہتی ہیں کہ میں نے اپنے بھائی سے اس چینل کی فریکوئینسی لی اور پھر جب یہ چینل لگایا تو وہاں پر پروگرام 'الحوار المباشر' لگا ہوا تھا۔ میں نے اس پروگرام کے شرکاء کو ایک ایک کر کے بڑی گہری نظر سے دیکھا۔ ان کے چہروں پر عجیب چمک اور نور تھا۔ لیکن مجھے ان پر ترس آیا کہ اتنے سمجھدار ہونے کے باوجود یہ لوگ راستہ بھٹک گئے ہیں۔ نیز میں نے کہا کہ آج تو ہمیں اتحاد کی ضرورت ہے لیکن انہوں نے آ کر ایک اَور فرقہ بنا لیا ہے۔ کیا اسلام میں اس سے پہلے کم فرقے تھے۔ باوجود اس احساس کے جب میں نے ان کی باتیں سنیں تو وہ میرے دل کو لگیں۔ ایک طرف یہ احساس کہ ایک نیا فرقہ بنا دیا دوسری طرف باتیں بھی اچھی لگ رہی ہیں۔ کہتی ہیں کہ پروگرام ختم ہونے پر ایک قصیدہ پیش کیا گیا جس کے بارے میں یہ لکھا گیا کہ یہ حضرت امام مہدی کا لکھا ہوا ہے۔ اس قصیدے کے کلمات اور تاثیر غیر معمولی تھی۔ میں اپنے خاوند کے ساتھ اس چینل کو ہر روز دیکھنے لگی۔ ہمارا اس چینل کے ساتھ لگاؤ بڑھتا گیا یہاں تک کہ محض چند روز میں ہی ہمارے گھر میں دیگر تمام چینلز بند ہو گئے اور صرف ایم ٹی اے چلنے لگا۔ ہمارے گھر کا ہر فرد اس چینل پر بیان ہونے والے مفاہیم کو پسند کرنے لگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات کی تاثیر ہی کچھ عجیب تھی۔ آپ کا قصیدہ سننے کے دوران میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے کیونکہ یہ الفاظ کسی خدا کی طرف سے آنے والے کے منہ سے ہی نکل سکتے ہیں۔ کسی عام انسان کی بس کی بات نہیں کہ ایسا مؤثر اور بلیغ کلام کہہ سکے۔ کہتی ہیں بہرحال تمام امور کے بارے میں اطمینان کر لینے کے بعد مَیں نے جنوری 2010ء میں بیعت کا خط لکھ دیا۔ اور پھر کہتی ہیں کہ میرے خاوند نے انٹرنیٹ کیفے سے متعدد بار خط ارسال کرنے کی کوشش کی لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ کہتی ہیں اس وقت جب یہ کامیابی نہیں ہو رہی تھی مجھے اپنے لڑکپن کے زمانے کا، بچپن کے زمانے کا ایک رؤیا یاد آ گیا۔ وہ یہ تھا کہ ایک بے آب وگیاہ سرزمین میں مجھے اپنے سامنے ایک بہت لمبا سایہ نظر آتا ہے جس کے بارے میں خواب میں ہی یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظل ہے۔ یہ سایہ میری طرف ہاتھ بڑھاتا ہے جسے پکڑنے کے لئے مَیں دوڑتی ہوں۔ اسی کشمکش میں کبھی گرتی ہوں اور پھر اٹھ کر دوڑنا شروع کر دیتی ہوں۔ کہتی ہیں ایسے میں میری آنکھ کھل جاتی ہے۔ پھر آگے لکھتی ہیں کہ میرا خیال ہے کہ اس خواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظل سے مراد مسیح موعود علیہ السلام تھے جو ظلی طور پر آپ کے کمالات کا عکس ہیں اور ظلی نبی ہیں اور یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے مجھے کوشش کر کے آپ کا ہاتھ تھامنے کی توفیق عطا فرمائی کیونکہ کئی کوششوں کی ناکامی کے بعد بالآخر مارچ 2010ء میں ہم بیعت بھجنے میں کامیاب ہو گئے۔ پھر کہتی ہیں کہ جب سے بیعت کی ہے خدائی افضال بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں اور عجائبِ قدرت اس قدر نظر آتے ہیں کہ جن کے بیان سے ہماری زبانیں عاجز ہیں۔ واقعی وہ بڑے عجائب والا خدا ہے۔ مَیں نے جب بھی دعا کی ہے قبولیت کے نشان دیکھے ہیں۔ ہمارا خدا بڑا ہی مہربان ہے۔ پھر آگے یہ لکھتی ہیں (مجھے لکھ رہی ہیں) کہ آپ کی اور تمام مومنوں کی محبت میرے دل میں میرے اپنے نفس اور اہل اور اولاد اور تمام لوگوں اور ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔

پس خدا تعالیٰ باوجود مخالفتوں کے، شیطانی حملوں کے سعید فطرت لوگوں کی رہنمائی فرماتا رہتا ہے اور ان کے سینے کھولتا ہے اور احمدیت قبول کرنے کی توفیق دیتا ہے۔ بیشمار ایسے واقعات سامنے آتے ہیں جب اللہ تعالیٰ خود پکڑ کر لوگوں کو قبول احمدیت کی توفیق عطا فرماتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تائید ونصرت کے نظارے دکھاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ ’’خدا تیرے نام کو اس روز تک جو دنیا منقطع ہو جائے عزت کے ساتھ قائم رکھے گا اور تیری دعوت کو دنیا کے کناروں تک پہنچا دے گا‘‘۔ پھر فرمایا ’’وہ لوگ جو تیری ذلّت کی فکر میں لگے ہوئے ہیں اور تیرے ناکام رہنے کے درپے اور تیرے نابود کرنے کے خیال میں ہیں وہ خود ناکام رہیں گے اور ناکامی اور نامرادی میں مریں گے‘‘۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو فرمایا کہ ’’میں تیرے خالص اور دلی مُحبّوں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا اور وہ مسلمانوں کے اس دوسرے گروہ پر تا بروز قیامت غالب رہیں گے جو حاسدوں اور معاندوں کا گروہ ہے۔‘‘ (یعنی مسلمانوں کے دوسرے فرقے بھی رہیں گے لیکن غلبہ جماعت احمدیہ کو انشاء اللہ حاصل ہوگا) اور فرمایا کہ ’’خدا انہیں (یعنی کہ وہ مومنین کو) نہیں بھولے گا اور فراموش نہیں کرے گا اور وہ علی حسب الاخلاص اپنا اپنا اجر پائیں گے‘‘۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 648)

پس اللہ تعالیٰ اس کے مطابق ہر روز جماعت میں اخلاص و وفا کے ساتھ ہر مخلص کو، ہر احمدی کو شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کئے گئے خدا تعالیٰ کے بیشمار وعدے پورے بھی ہوئے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ جو کثرت کا وعدہ ہے یہ بھی پورا ہوگا۔ حاسدوں اور معاندوں پر دلائل کی رُو سے ہمیشہ سے ہم غالب رہے رہیں۔ دلیل ان کے پاس ہے ن ہیں اور جیسا کہ واقعات میں بھی آپ نے سنا کئی لوگوں نے یہی ذکر کیا کہ دلیل کی رو سے ہمارے پاس کچھ نہیں تھا لیکن مخالفت تھی۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ دلائل کی رو سے ہم ہی ہمیشہ غالب رہیں گے۔

ضرورت ہے تو اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے ہم اپنے اخلاص میں اضافہ کریں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بننے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

’’کیا وہ (یعنی مخالفین) سمجھتے ہیں کہ اپنے منصوبوں سے اور اپنے بے بنیاد جھوٹوں سے اور اپنے افتراؤں سے اور اپنی ہنسی ٹھٹھے سے خدا کے ارادے کو روک دیں گے یا دنیا کو دھوکہ دے کر اس کام کو معرضِ التوا میں ڈال دیں گے جس کا خدا نے آسمان پر ارادہ کیا ہے۔ اگر کبھی پہلے بھی حق کے مخالفوں کو ان طریقوں سے کامیابی ہوئی ہے تو وہ بھی کامیاب ہو جائیں گے‘‘۔ (حق کے جو مخالف ہیں اگر تو پہلے کامیاب ہوئے ہیں تو اب بھی ہو جائیں گے) ’’لیکن اگر یہ ثابت شدہ امر ہے کہ خدا کے مخالف اور اس کے ارادے کے مخالف جو آسمان پر کیا گیا ہو ہمیشہ ذلّت اور شکست اٹھاتے ہیں تو پھر ان لوگوں کے لئے بھی ایک دن ناکامی اور نامرادی اور رُسوائی درپیش ہے۔ خدا کا فرمودہ کبھی خطا نہیں گیا اور نہ جائے گا۔ وہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ یعنی خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے اور اپنا قانون اور اپنی سنّت قرار دے دیا ہے کہ وہ اور اُس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ مَیں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اُسی نبی کریم خاتم الانبیاءؐ کا نام پا کر اور اُسی میں ہو کر اور اُسی کا مظہر بن کر آیا ہوں اس لئے مَیں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدم کے زمانے سے لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اِس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلے گا‘‘۔ انشاء اللہ۔ (نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 381-380)

☆...☆...☆

بقیہ: مکرم چوہدری رشید احمد صاحب (مرحوم) از صفحہ 18

4	Ahmad And Sarah go to Mosque	English, Bulgarian, Russian, Uzbek, Albanian, Bosnian, Maltese, Bosnian
5	Holy Prophet's Kindness to Children	English, Danish, Spanish, Russian, Bulgarian, French, Bosnian, Maltese, Bosnian
6	Golden Deeds of Muslims	English
7	Hadhrat Umar Farooq	Englsih, Bosnian
8	Hadhrat Nuh	English
9	Hadhrat Sayyedah Khadijah	English, Bosnian
10	Islamic Teachings for Ahmadi Muslim Children	English, German
11	The Words of Wisdom and Purification	English, Kiswahili
12	Stories from Early Islam	English, Arabic, Spanish, Bulgarian, Russian, Bosnian
13	Mosque, It's importance in the life of a Muslim	English
14	Muslim Festivals and Cermonies	English, Maltese
15	My Book about God	English, Khemer, French
16	The True Story of Jesus	English, French, Kiswahili
17	Bilal	English, Bosnian
18	Stories from Early Ahmadiyyat	English
19	The Promised Son	English

اس کے علاوہ آپ کی بعض کتب زیر تحریر اور زیر تکمیل تھیں یا قریباً مکمل ہو چکی تھیں تاہم آپ کی زندگی میں وہ اشاعت کے مراحل طے نہیں کر سکیں۔ اسی طرح آپ بعض کتب پر نظر ثانی بھی کر رہے تھے یا از سرِنَو انہیں مرتب کر رہے تھے۔

....

آپ کو ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل (لندن) کے پہلے ایڈیٹر ہونے کا تاریخی اعزاز بھی حاصل ہے۔ اس اخبار کے اجراء کے سلسلہ میں بھی آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زیر ہدایت غیر معمولی کام کرنے کی توفیق ملی۔

....

جیسا کہ خاکسار نے عرض کی آپ کو انگریزی اور اردو دونوں زبانوں پر کافی دسترس تھی۔ جب کبھی وہ کسی انگریزی مضمون کو اردو میں ڈھالتے تو اسے پڑھ کر ہرگز یہ احساس نہیں ہوتا تھا کہ یہ انگریزی سے ترجمہ کیا گیا ہے بلکہ اس کی روانی اور سلاست اور صراحتِ بیان کو دیکھ کر یوں لگتا تھا کہ یہ لکھا ہی اردو زبان میں گیا ہے۔ یہ ایک غیر معمولی بات تھی جو خاکسار نے کئی دفعہ نوٹ کی۔

....

آپ اس عاجز سے عمر اور رتبہ میں بڑے تھے۔ بہت قابل، بہت محنتی، بالغ نظر اور وسیع مطالعہ اور تجربہ رکھتے تھے۔ لیکن میں نے دیکھا کہ اگر کسی موقع پر ان کی کسی تحریر یا مضمون سے متعلق یہ خاکسار کوئی رائے دیتا تو اسے بخوشی نہ صرف قبول کرتے تھے بلکہ کئی دفعہ تو مضمون لکھ کر دیتے اور فرماتے کہ اس میں جیسے چاہو کانٹ چھانٹ کر لو یا ترمیم و اضافہ یا تصحیح کر لو میری طرف سے کھلی اجازت ہے۔ آپ کی اس حوصلہ افزائی کا نتیجہ تھا کہ مجھے بحیثیت ایڈیٹر الفضل انٹرنیشنل آپ کی طرف سے مکمل سپورٹ حاصل رہی اور آپ کے بہت سے مضامین اخبار میں شائع ہوئے۔ اور اگر کسی وجہ سے ان کی کوئی تحریر اخبار میں شائع نہیں بھی ہو سکی تو آپ نے کبھی کوئی شکوہ نہیں کیا کہ میں نے بڑی محنت سے اسے لکھا تھا یا ترجمہ کیا تھا تو شائع کیوں نہیں کیا۔ یقیناً یہ آپ کا بڑا پَن تھا۔ آپ کی عظمت کردار تھی اور آپ کا انکسار تھا۔ بارہا ایسا ہوا کہ خاکسار کے ذہن میں کوئی خیال آیا کہ فلاں واقعہ پر یا فلاں طرز پر ایک مضمون حالات حاضرہ پر آنا چاہئے تو آپ نے میری اس خواہش پر بڑی محنت سے مضمون لکھا اور بعض نہایت عمدہ تحقیقی مضامین الفضل میں شائع ہوئے جس کے لئے خاکسار اُن کا ممنون ہے اور ہمیشہ ان کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے۔

....

خاکسار نے اس تحریر کے آغاز میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی ایک الہامی بشارت کو درج کیا تھا جس میں آپ علیہ السلام کو ’**خالص دلی محبوں کا گروہ**‘ عطا کیے جانے اور ان کے ’**نفوس و اموال میں برکت**‘ اور ’**کثرت**‘ بخشنے کا ذکر ہے۔ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب کے حق میں یہ بشارت بھی پوری ہوئی اور آپ اللہ کے فضل سے دلی محبّوں کے اس گروہ سے تعلق رکھنے والے تھے جن کے اموال و نفوس میں بھی خدا نے برکت اور کثرت بخشی۔

آپ نے کئی دفعہ خاکسار سے ذکر کیا کہ جب بھی حضرت خلیفۃ المسیح کی طرف سے انہیں کوئی کام دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے کس طرح اس کو انجام دینے کے لئے حالات کو سازگار کیا۔ آپ کے وقت میں برکت ڈالی۔ آپ کے اموال میں برکت ڈالی۔ اور تمام مفوّضہ امور نہایت خوش اسلوبی سے انجام پاتے رہے۔ جن دنوں جماعتی کام کی کثرت کی وجہ سے یہ ضرورت تھی کہ آپ دن کے وقت بھی جماعت کے لئے پہلے سے بڑھ کر اپنا وقت نکالیں تو خدا تعالیٰ نے اپنے کرم سے اعجازی طور پر آپ کی جاب میں ترقی کی ایسی صورت پیدا کی کہ آپ کو Teaching کی زیادہ demanding ذمہ داریوں سے فارغ کر کے ٹیچرز کی ٹریننگ یا اُن کی نگرانی کی ذمہ داری دیدی گئی اور ایک اچھی اور بہتر پوزیشن اور مراعات عطا ہوئیں جن کے نتیجہ میں آپ بآسانی جماعت کے لئے زیادہ وقت نکال سکتے تھے اور کاموں کو زیادہ آسانی کے ساتھ انجام دے سکتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے بچوں کی تعلیم اور ان کی ملازمتوں کے سلسلہ میں بھی بہت برکت اور کثرت سے نوازا اور غیر معمولی طور پر اپنے افضال کی گویا ایک بارش برسائی۔ آپ کبھی کبھی تحدیث نعمت کے طور پر ان باتوں کا بھی ذکر فرمایا کرتے تھے۔

الغرض مکرم رشید احمد چوہدری صاحب ایک بہت ہی خوش نصیب انسان تھے۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی بشارتوں سے فیض پانے والے آپ کے دلی محبّوں کے گروہ میں شامل تھے۔ آپ خلیفۂ وقت کے سلطان نصیر تھے اور خلیفۃ المسیح کی دعاؤں سے وافر حصّہ پانے والے تھے۔ آپ کے کاموں کا مکمل تذکرہ تو ممکن نہیں۔ آپ کی اہلیہ محترمہ ان کے متعلق ایک کتاب تالیف کر رہی ہیں جس میں انہوں نے ان کی سچی، پاکیزہ، پُرخلوص، باوفا زندگی کے بعض پہلوؤں پر اجمال سے روشنی ڈالی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند سے بلند فرماتا چلا جائے۔ اور ان کے اہل و عیال بھی انہی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے خلافت احمدیہ کے ساتھ اپنے پُرخلوص اور باوفا تعلق بیعت و اطاعت میں مسلسل آگے بڑھتے چلے جائیں اور حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی پاک جماعت سے متعلق خدا تعالیٰ کے عظیم الشان فضلوں پر مشتمل بشارتوں کا فیض ہمیشہ ان میں جاری رہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو ایسے سلطان نصیر ہمیشہ اور کثرت سے عطا فرماتا رہے اور ان کے اموال و نفوس میں برکت اور کثرت کے نشان بڑھتے اور پھیلتے چلے جائیں۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔ آمین۔

☆...☆...☆

قرآن اور حدیث کی رُو سے صبر کے معانی، اقسام، خدا کی رضا کی خاطر صبر اور اس کا اجر۔ ذاتی و جماعتی زندگی میں صبر کا مظاہرہ

از افاضات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ 13 فروری 2004ء میں فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اسۡتَعِيۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيۡنَ (البقرہ:154)

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو، اللہ سے صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ مدد مانگو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

صبر ایک ایسا خلق ہے، اگر کسی میں پیدا ہو جائے یعنی اس طرح پیدا ہو جائے جو اس کا حق ہے تو انسان کی ذاتی زندگی بھی اور جماعتی زندگی میں بھی ایک انقلاب آ جاتا ہے۔ اور انسان اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش اپنے اوپر نازل ہوتے دیکھتا ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ صبر کرنے کا حق کس طرح ادا ہو؟ اس کو آزمانے کے لئے ہر روز انسان کو کوئی نہ کوئی موقع ملتا رہتا ہے، کوئی نہ کوئی موقع پیدا ہوتا رہتا ہے کوئی نہ کوئی دکھ، مصیبت، تکلیف، رنج یا غم کسی نہ کسی طرح انسان کو پہنچتا رہتا ہے، چاہے وہ معمولی یا چھوٹا سا ہی ہو۔ تو اس آیت میں فرمایا کہ جب کوئی ایسا موقع پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے جو تمہیں اس دکھ، تکلیف، پریشانی یا اس مشکل سے نکال سکتی ہے اس لئے اس کے سامنے جھکو، اس سے دعا مانگو کہ وہ تمہاری تکلیف اور پریشانی دور فرمائے لیکن دعا بھی تب ہی قبولیت کا درجہ پاتی ہے جب کسی قسم کا بھی شکوہ یا شکایت زبان پر نہ ہو اور لوگوں کے سامنے اس کا اظہار کبھی نہ ہو بلکہ ہمیشہ صبر کا مظاہرہ ہو اور ہمیشہ صبر دکھاتے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہو اور اس سے عرض کرو کہ اے اللہ! میں تیرے سامنے سر رکھتا ہوں، تیرے سامنے جھکتا ہوں، تجھ سے ہی اپنی اس پریشانی اور تکلیف اور مشکل کو دور کرنے کی التجا کرتا ہوں۔ میں نے کسی اور کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا۔ یہ تکلیف یا پریشانی جو مجھے آئی ہے میری کسی غلطی کی وجہ سے آئی ہے یا میرے امتحان کے لئے آئی ہے میں اس کی وجہ سے تیرا نافرمان نہیں ہوتا، نہ ہونا چاہتا ہوں، اس کو دور کرنے کے لئے میں کبھی بھی غیر اللہ کے سامنے نہیں جھکتا۔ بلکہ صبر سے اس کو برداشت تو کر رہا ہوں لیکن تجھ سے اے میرے پیارے خدا! میں التجا کرتا ہوں کہ مجھے اس سے نجات دے اور ساتھ ہی یہ بھی التجا کرتا ہوں کہ اس امتحان میں، اس ابتلاء میں مجھے اپنے حضور میں ہی جھکائے رکھنا کبھی کسی غیر اللہ کے در پر جانے کی غلطی مجھ سے نہ ہو۔ اور یہ صبر اور یہ تیرے در پہ جھکنا اے اللہ! تیرے فضل سے ہی ہو سکتا ہے اور اے اللہ! کبھی اپنے نافرمانوں میں سے مجھے نہ بنانا۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب یہ رویّہ تمہارا ہو گا اور اس فکر اور کوشش سے تم میرے در پر آؤ گے تو میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ پھر ایسے صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ایسے ایسے راستوں سے اس کی مدد کرتا ہے جہاں تک انسان کی سوچ بھی نہیں جاسکتی۔

صبر کے معانی

حضرت مصلح موعودؓ نے صبر کے معانی اور اس کی کیا کیا صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں کے بارے میں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے یہاں میں مختصراً کچھ عرض کر دیتا ہوں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ صبر کے معنی کیا ہیں، الصَّبۡرُ، صبر کے اصل معنی تو رکنے کے ہیں۔ مگر اس لفظ کے استعمال کے لحاظ سے اس کے مختلف معانی ہیں چنانچہ اس کے ایک معنی تَرۡكُ الشَّكۡوٰى مِنۡ اَلَمِ الۡبَلۡوٰى لِغَيۡرِ اللّٰهِ یعنی جب کوئی مصیبت اور ابتلاء وغیرہ انسان کو پہنچے اور اس سے تکلیف ہو تو خدا تعالیٰ کے سوا دوسروں کے پاس اس کی شکایت نہ کرنا صبر کہلاتا ہے، ہاں اگر وہ خدا تعالیٰ کے حضور اپنی بے کسی کی شکایت کرتا ہے تو یہ صبر کے منافی نہیں چنانچہ لغت کی کتاب اقرب الموارد میں لکھا ہے اِذَا دَعَا اللّٰهَ الۡعَبۡدُ فِيۡ كَشۡفِ الضُّرِّ عَنۡهُ لَا يُقۡدَحُ فِيۡ صَبۡرِهٖ جب بندہ خدا تعالیٰ سے اپنی مصیبت کے دور کرنے کے لئے دعا کرتا ہے تو اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اس نے بے صبری دکھائی ہے۔ چونکہ صبر کے اصل معنی رکنے کے ہوتے ہیں اس لئے محققین لغت نے لکھا ہے کہ اَلصَّبۡرُ صَبۡرَانِ، صَبۡرٌ عَلٰى مَا تَهۡوٰى وَ صَبۡرٌ عَلٰى مَا تَكۡرَهُ یعنی صبر کی دو قسمیں ہیں جس چیز کی انسان کو خواہش ہو اس سے باز رہنا بھی صبر کہلاتا ہے اور جس چیز کو ناپسند کرتا ہو لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے وہ آ جائے اس پر شکوہ نہ کرنا بھی صبر کہلاتا ہے۔

صبر کی اقسام

قرآن کریم اور احادیث سے ثابت ہے کہ صبر اصل میں تین قسم کا ہوتا ہے۔ پہلا صبر تو یہ ہے کہ انسان جزع فزع سے بچے۔ قرآن کریم میں آتا ہے {وَاصۡبِرۡ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ}(لقمان:18) تجھے جو بھی تکلیف پہنچے تو اس پر صبر سے کام لے یعنی جزع فزع نہ کر۔ دوسرے یہ ہے کہ نیک باتوں پر اپنے آپ کو روک رکھنا یعنی نیکی کو مضبوط پکڑ لینا۔ ان معنوں میں یہ الفاظ اس آیت میں استعمال ہوئے ہیں۔ {فَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ وَلَا تُطِعۡ مِنۡهُمۡ اٰثِمًا اَوۡ كَفُوۡرًا}(الدھر:25) اپنے رب کے حکم پر قائم رہ اور انسانوں میں سے گنہگار اور ناشکر گزار کی اطاعت نہ کر۔ پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس قدر احکام قرب الٰہی کے حصول کے لئے دیئے گئے ہیں ان پر استقلال سے قائم رہنا اور اپنے قدم کو پیچھے نہ ہٹانا بھی صبر کہلاتا ہے۔ اور تیسرے معنے اس کے بدی سے رکے رہنے کے ہیں یعنی برائی سے رکے رہنے کے ہیں۔ ان معنوں میں یہ لفظ اس آیت میں استعمال ہوا ہے کہ {وَلَوۡ اَنَّهُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰى تَخۡرُجَ اِلَيۡهِمۡ لَكَانَ خَيۡرًا لَّهُمۡ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ} ۔یعنی اگر وہ تجھے بلانے کے لئے گناہ سے باز رہتے اور اس وقت تک انتظار کرتے جب تک کہ تو باہر نکلتا تو یہ ان کے لئے بہت اچھا ہوتا مگر اب بھی وہ اصلاح کر لیں تو بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (تفسیر کبیر)

یہ جو تیسری مثال دی گئی ہے آیت کی اس سے پہلی آیت میں یہ ذکر ہے کہ لوگ آنحضرت ﷺ کو گھر سے بلانے کے لئے اونچی آواز سے گھر سے باہر کھڑے ہو کر بلاتے تھے تو اس پر یہ فرمایا کہ جب ان کے پاس وقت ہو گا کوئی ایسی ایمرجنسی نہیں ہے باہر آ جائیں گے، تم بلاوجہ نبی کا وقت ضائع نہ کیا کرو۔ یہ بے ادبی کی بات ہے کہ باہر کھڑے ہو کے آوازیں دینا اور انتہائی نامناسب ہے موقع محل کے لحاظ سے بات کرنا بھی صبر میں شمار ہوتا ہے اور بے موقع اور بے محل بات کرنا بے صبری ہے اور گناہ ہے۔

خدا تعالیٰ کا صبر

حدیث میں آتا ہے حضرت عبداللہ بن قیسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی بھی کسی تکلیف دہ بات کو سن کر صبر کرنے والا نہیں یعنی اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی بھی صبر کرنے والا نہیں۔ کیوں؟ وہ اس طرح کہ لوگ اللہ کا شریک بناتے ہیں اور اس کا بیٹا قرار دیتے ہیں اس کے باوجود وہ انہیں رزق دیئے جاتا ہے اور عافیت دیئے جاتا ہے اور عطا کئے جاتا ہے۔ (مسلم کتاب صفة القیامة)

تو دیکھیں کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں تمام گناہ معاف کر سکتا ہوں لیکن شرک کا گناہ معاف نہیں کروں گا۔ اور اس کے باوجود وہ مشرکوں کو بھی، عیسائیوں کو بھی جنہوں نے خدا کا بیٹا بنایا ہوا ہے، رزق بھی دیتا ہے اور دوسری نعمتیں بھی ان کو عطا فرما رہا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ صبر کرنے والی ذات تو پھر اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔

خیر پر شکر اور تکلیف پر صبر

حضرت صہیبؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے اس کا تمام معاملہ خیر پر مشتمل ہے اور یہ مقام صرف مومن کو حاصل ہے اگر اسے کوئی خوشی پہنچتی ہے تو یہ اس پر شکر بجا لاتا ہے، الحمدللہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہے تو یہ امر اس کے لئے خیر کا موجب ہوتا ہے اور اگر اس کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو یہ صبر کرتا ہے تو یہ امر بھی اس کے لئے خیر کا موجب بن جاتا ہے۔ (مسلم کتاب الزھد باب المؤمن امرہ کلہ خیر)

تو جس طرح خوشی کے موقع پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا اس کا شکر کرنا، اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا انسان کو وارث بناتا ہے۔ اسی طرح تکلیف میں صبر کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بناتا ہے۔ اس لئے ہر تکلیف جو مومن کو پہنچ رہی ہوتی ہے وہ اگر صابر ہے، صبر کرنے والا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والا بن جاتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، بیماری، بے چینی، تکلیف اور غم پہنچتا ہے، یہاں تک کہ اگر اس کو کوئی کانٹا بھی لگتا ہے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کی بعض خطائیں معاف کر دیتا ہے۔ (بخاری کتاب المرضی باب ما جاء فی کفارۃ المرض)

بے صبری اور غصّہ سے اجتناب

تو ان لوگوں کے لئے جو ذرا ذرا سی بات پر بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں، ان کے لئے انذار بھی ہے کہ اگر تم بے صبری کا مظاہرہ کرو گے، جزع فزع کرو گے تو اپنی خطائیں معاف کروانے کے موقع کو ضائع کر رہے ہو گے۔ دوسری طرف صبر کرنے والوں کے لئے کتنی بڑی خوشخبری ہے کہ ہلکی سی بھی تکلیف پر صبر کرنے والے کے صبر کو اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا، بغیر اجر دیئے نہیں جانے دیتا۔ اور خطائیں اور غلطیاں معاف فرماتا ہے۔

بعض لوگ بعض دفعہ کسی سے کوئی معمولی سی بات سن کر جھگڑے شروع کر دیتے ہیں۔ بعض دفعہ اس طرح بھی شکایات آ جاتی ہیں کہ اجلاسوں میں بیٹھے ہوئے تُو تُو مَیں مَیں اور پھر لڑائی شروع ہو جاتی ہے اور اس اجلاس کے ماحول کے تقدس کو بھی خراب کر رہے ہوتے ہیں۔ حوصلہ اور صبر ذرا بھی نہیں ہوتا جبکہ مومن کے لئے بڑا سخت حکم ہے کہ صبر دکھاؤ، حوصلہ دکھاؤ، پھر ہمسائے ہیں، ہمسائے نے اگر کوئی بات کہہ دی تو اس سے ذرا سی بات پر لڑائی شروع ہو گئی۔ یہاں سے اینٹ اٹھا کے وہاں کیوں رکھ دی، وہاں کوئی پتھر کیوں رکھ دیا گیٹ کیوں کھلا رہ گیا۔ کار کیوں میرے گھر کے گیٹ کے سامنے آ گئی۔ یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو لڑائی جھگڑے پیدا کر رہی ہوتی ہیں اور دونوں ہمسائے پھر ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے، لڑنے کے مختلف حیلے بہانے تلاش کرتے رہتے ہیں اور انتہائی چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑائیاں ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ مکان کی دیوار بنائی ہے۔ تمہاری دیوار میری زمین میں چند انچ سے بھی زائد آ گئی ہے۔ خالی کرو، یا تمہارے درخت کے پتے میرے گھر میں گرتے ہیں اس درخت کو وہاں سے کاٹو تو ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے قضاء میں مقدمے بھی چل رہے ہوتے ہیں۔ جو میں باتیں کر رہا ہوں یہ عملاً ایسا ہوتا ہے۔ شرم آتی ہے ایسی باتیں سن کر اور یہ باتیں پاکستان اور ہندوستان وغیرہ میں نہیں ہوتیں بلکہ اس طرح ہر جگہ ہو رہا ہے، یہاں بھی ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی وجہ سے بعض دفعہ لڑائی جھگڑے بڑھ رہے ہوتے ہیں۔ ہمسائے کو کچھ تعمیر نہیں کرنے دے رہے ہوتے حالانکہ دوسرے ہمسائے کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ ذرا ذرا سی بات پہ شکایتیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ تو احمدی کا یہ فرض ہے کہ اگر کوئی ایسی حرکت کرتا بھی ہے تو اس کو معاف کرنا چاہئے۔ اور غصے پر قابو رکھنا چاہئے اور صبر کرنا چاہئے۔ کیونکہ خدا کو یہی پسند ہے۔

حضرت حسنؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہنے والا قطرہ خون اور رات کے وقت تہجد میں خشیت باری تعالیٰ کے نتیجے میں آنکھ سے ٹپکنے والے قطرے سے زیادہ کوئی قطرہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ اور نہ ہی اللہ کو کوئی گھونٹ غم کے اس گھونٹ سے زیادہ پسند ہے جو انسان صبر کر کے پیتا ہے اور اسی طرح اللہ کو غصے کے گھونٹ سے زیادہ کوئی گھونٹ پسند نہیں جو غصہ دبانے کے نتیجہ میں وہ پیتا ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبة جلد 7 صفحہ 88)

پھر ایک روایت حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص پڑوسی کی شکایت لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آنحضورؐ نے اس کو فرمایا کہ جا اور صبر کر۔ یہ شخص دو یا تین بار حضورؐ کی خدمت میں شکایت لے کر آیا تو پھر آنحضرت ﷺ نے اس کو فرمایا کہ جا اور اپنا مال و متاع باہر رکھ دے یعنی اپنے گھر کا سامان سڑک پہ لے آ۔ چنانچہ اس نے اپنا مال راستے میں رکھ دیا۔ اس پر لوگوں نے اس کے بارے میں پوچھا کہ تم اس طرح کیوں کر رہے ہو تو ان کو بتاتا رہا کہ کس

وجہ سے کر رہا ہوں۔تب لوگوں نے اس ہمسائے پر لعنت ملامت کی اور کہنے لگے اللہ اس سے یوں کرے یوں کرے وغیرہ وغیرہ۔ اس پر اس کا ہمسایہ اس کے پاس آیا اور کہنے لگا تو اپنے گھر میں واپس چلا جا۔ اب تو مجھ سے کوئی ناپسندیدہ بات نہیں دیکھے گا۔(ترمذی کتاب الزھد باب مثل الدنیا قبل اربعۃ نفر)۔ تو یہاں بھی صبر کی وجہ سے ہی معاملہ حل ہو گیا۔

حضرت کبشہ انماریؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تین چیزوں کے بارے میں میں قسم کھا کے بتاتا ہوں کہ انہیں اچھی طرح یاد رکھو، صدقہ بندے کے مال میں سے کچھ بھی کمی نہیں کرتا۔ جب بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اسے اور عزت بخشتا ہے۔ پہلی بات یہ کہ صدقہ دو کیونکہ صدقے سے مال میں کمی نہیں ہوتی بلکہ اضافہ ہوتا ہے اور جب کسی پہ ظلم کیا جائے اور وہ صبر سے کام لے تو اللہ تعالیٰ اسے عزت بخشتا ہے اور تیسری بات یہ کہ جس نے سوال کرنے کا دروازہ کھولا اللہ تعالیٰ اس کے لئے فقر اور محتاجی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

(ترمذی کتاب الزھد باب مثل الدنیا مثلُ اربعۃ نَفَرٍ)

خدا کی رضا کی خاطر صبر اور اس کا اجر

زیادہ مانگنے والے ہوں تو ان کی محتاجی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ ایک تو خود ان میں بیٹھے رہنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ پھر خواہشات بھی بڑھتی رہتی ہیں۔ تو اس میں ایک تو صبر کرنے والے کے لئے خوشخبری ہے کہ صبر سے کام لو اگر تنگ بھی کئے جاؤ تو اپنے خدا کی رضا کی خاطر صبر کرو اور جب اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر صبر کرو گے تو اللہ تعالیٰ جو دینے سے کبھی نہیں تھکتا وہ تمہیں نہ صرف اس مشکل اور تکلیف سے نکالے گا بلکہ صبر کی وجہ سے تمہیں عزت بھی دے گا۔ پھر ایک اہم بات یہ یہاں بیان فرمائی کہ مانگنے کی عادت اپنے اندر کبھی نہ پیدا کرو۔ جیسے مرضی حالات ہوں صبر شکر کے ساتھ گزارا کرو اور اسی طرح گزارا کرنے کی کوشش کرو کیونکہ اگر ایک دفعہ مانگنے کی عادت پڑ گئی تو پھر یہ بڑھتی چلی جائے گی۔ قناعت پھر بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ تن آسانی کی بھی عادت پڑ جاتی ہے، پتہ ہے کہ کھانے کو مل رہا ہے، کسی قسم کا کام کرنے کو دل نہیں چاہتا، اور صرف اس لئے کہ میری ساری ضروریات پوری ہو رہی ہیں مدد کے ذریعے سے تو ایسے نکمے مرد بیٹھے رہتے ہیں اور بیوی بچوں کی بھی کوئی فکر نہیں ہوتی۔ اگر جماعتی وسائل کے مطابق محدود پیمانے پر ضروریات پوری ہو رہی ہوں تو بیوی بچوں کی بہت سی ایسی ضروریات بھی ہیں جو ان وسائل کے ساتھ پوری نہیں ہو سکتیں، ایک محدود مدد ہوتی ہے۔ تو بہرحال ہر انسان کو اگر مدد ہو بھی رہی ہو تو کام کرنا چاہئے، اپنی ذمہ داری خود اٹھانی چاہئے اس لئے جس قسم کا بھی کام ملتا ہو کرنا چاہئے اور ہر ایک کو اپنے پاؤں پر ہر ایک کو کھڑا ہونے کی کوشش کرنی چاہئے۔ فرمایا کہ اگر تم سوال کرنے کی عادت جاری رکھو گے تو پھر اللہ تعالیٰ محتاجی میں بھی اضافہ کرتا چلا جائے گا اور اس وجہ سے پھر گھر سے برکت بھی اٹھ جاتی ہے۔ چنانچہ دیکھ لیں ایسے گھروں میں میاں بیوی کی لڑائیاں بھی ہو رہی ہوتی ہیں۔ بچے الگ پریشان ہو رہے ہوتے ہیں، نفسیاتی مریض بن رہے ہوتے ہیں۔ اس بات کو کوئی معمولی بات نہ سمجھیں۔ عزت اور وقار اسی میں ہے کہ خود محنت کر کے کمایا جائے۔ اور امدادوں یا وظیفوں کو کبھی مستقل آمدنی کا ذریعہ نہیں بنانا چاہئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھیں کہ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ فرائض کی طرح محنت کی کمائی بھی فرض ہے۔ آپؐ نے فرمایا کہ جہاں اللہ تعالیٰ کے اور بہت سے فرائض ہیں ان میں یہ بھی فرض ہے کہ محنت کر کے کماؤ اور کھاؤ۔

میں نے دیکھا ہے کہ جن کو اپنی عزت نفس کا خیال ہو مانگنے سے گھبراتے ہیں۔ یہ مجھے پاکستان کا تجربہ ہے۔ ایسے خاندان بھی میری نظر سے گزرے ہیں جن کے وسائل اتنے بھی نہیں تھے کہ پورا مہینہ کھانا کھا سکیں تو بعض دن ایسے بھی آ جاتے تھے کہ لنگر خانے سے آ کے سوکھے ٹکڑے لے جاتے تھے اور ان کو پانی میں بھگو کر کھاتے رہے۔ لیکن کبھی ہاتھ نہیں پھیلایا۔ گو بعد میں پتہ لگ گیا اور ان کی مدد کی گئی اور ضرورت پوری کی گئی، لیکن انہوں نے خود کبھی ہاتھ نہیں پھیلایا، ایسے سفید پوش بھی ہوتے ہیں۔ لیکن بعض ایسے ہیں کہ اچھی بھلی آمدنی ہو جس سے بہت اچھا نہ سہی لیکن غریبانہ گزارا چل رہا ہوتا ہے پھر بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمیں وظیفہ دیا جائے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے گھروں سے اللہ تعالیٰ برکت اٹھا لیتا ہے۔ اگر ہمت ہو اور نیک نیتی ہو تو بہت معمولی رقم قرضہ حسنہ کے طور پر لے کر بھی کام کیا جا سکتا ہے۔ مَیں نے بعض لوگوں کو اس طرح معمولی رقم سے کاروبار وسیع کرتے بھی دیکھا ہے۔ تو جب انسان ہمت کرے تو خدا تعالیٰ برکت بھی ڈالتا ہے۔ یہاں یورپ میں بھی بعض لوگ جو جوان ہیں بعض فارغ بیٹھے رہتے ہیں کہ ضروریات تو پوری ہو رہی ہیں تو ان کو بھی چاہئے کہ چاہے چھوٹے سے چھوٹا کام ملے اپنی تعلیم کے مطابق نہ بھی کام ملے تب بھی کام کرنا چاہئے فارغ بہرحال نہیں بیٹھنا چاہئے۔

ایک حدیث میں آتا ہے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انصار کے بعض افراد نے رسول اللہ ﷺ سے کچھ مال طلب کیا جس شخص نے بھی آنحضور ﷺ سے مانگا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نواز دیا حتی کہ آپ کے پاس جمع شدہ مال ختم ہو گیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ میرے پاس جو مال ہوتا ہے جب تک وہ میرے پاس ہوتا ہے تو میں اسے دونوں ہاتھوں سے خرچ کرتا رہتا ہوں۔ میں اسے تم سے بچا کر تو نہیں رکھتا لیکن تم میں سے جو شخص سوال کرنے سے بچے گا اللہ تعالیٰ بھی اس سے عفو کا سلوک فرمائے گا، اور جو کوئی صبر کا مظاہرہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے صبر عطا کر دے گا۔ اور جو کوئی استغناء ظاہر کرے گا اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دے گا۔ اور تمہیں کوئی عطا صبر سے بہتر اور وسیع تر نہیں دی گئی۔ (بخاری کتاب الرقاق باب الصبر عن محارم اللّٰہ)

پھر حضرت براء بن عازب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دنیا میں اپنی بھوک مٹا لی قیامت کے دن یہ اس کی امیدوں کے درمیان روک ہو گی۔ اور جس نے حالت فقر میں اہل ثروت کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا وہ رسوا ہو گا اور جس نے حالت فقر میں صبر سے کام لیا اللہ تعالیٰ اسے جنت فردوس میں جہاں وہ شخص چاہے گا اسے ٹھہرائے گا۔

(مجمع الزوائد جلد 10 صفحہ 248)

بیٹیاں۔صبر سے جنت کی خوشخبری

پھر ہمارے معاشرے کی ایک یہ بھی بیماری ہے کہ جس کے ہاں صرف بیٹیاں پیدا ہو جائیں یا زیادہ بیٹیاں پیدا ہو جائیں وہ بیٹیوں کے حقوق اس طرح ادا نہیں کرتے جس طرح اولاد کے کرنے چاہئیں۔ بلکہ بعض تو باقاعدہ اپنی بیٹیوں کو کوسنے بھی دیتے رہتے ہیں اور بعض بچیاں تو اتنی تنگ آ جاتی ہیں کہ لکھتی ہیں کہ لگتا ہے کہ ہم ماں باپ پر بوجھ بن گئے ہیں، ہمیں تو اب اپنی موت کی خواہش ہونے لگ گئی ہے۔ تو ایسے ماں باپ کو جو بیٹیوں سے اس قسم کا سلوک کرتے ہیں خوف کرنا چاہئے۔ ان کو تو اس بات پر خوش ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بچیاں دے کر ان کے لئے آگ سے بچنے کے لئے انتظام کر دیا ہے۔

حدیث میں آتا ہے حضرت عائشہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ جسے زیادہ بیٹیوں سے آزمایا گیا اور اس نے ان پر صبر کیا تو اس کی بیٹیاں اس کے لئے آگ سے پردے یا ڈھال کا باعث ہوں گی۔

(ترمذی کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی النفقۃ علی البنات والأخوات)

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ایک یتیم یا دو یتیموں کو پناہ دی اور پھر اس پر ثواب کی نیت سے صبر کیا تو آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ میں اور وہ جنت میں اس طرح ساتھ ہوں گے جس طرح شہادت کی انگلی اور ساتھ والی انگلی ساتھ ساتھ ہوتی ہیں۔ (المجمع الاوسط جلد 8 صفحہ 227)

تو یتیموں کی پرورش کرنا اور ان کو حوصلے اور ہمت سے اپنے گھروں میں رکھنا اور اپنے بچوں کی طرح ان سے سلوک کرنا، یہ بڑی نیکی کا کام ہے اور اس حدیث میں ایسا کام کرنے والوں کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے جو یتیموں کو پالتے ہیں کیونکہ پیار اور محبت سے کسی کے بچے کو پالنا اور پھر اس کی سب باتوں کو حوصلے اور صبر سے برداشت کرنا اور ان کی تربیت کرنا اور اپنی کمائی میں سے حوصلے اور ہمت سے خرچ کرنا اپنی بعض خواہشات پر صبر کرتے ہوئے ان کو دبانا اور یتیم بچوں کے اخراجات پورے کرنا کوئی معمولی بات نہیں ہے یہ بہت بڑی نیکی ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بہت بڑی خوشخبری فرمائی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں قرآن کریم کی یہ تعلیم ہرگز نہیں ہے کہ عیب دیکھ کر اسے پھیلاؤ اور دوسروں سے تذکرہ کرتے پھرو بلکہ وہ فرماتا ہے تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ کہ وہ صبر اور رحم سے نصیحت کرتے ہیں۔ مَرْحَمَہ یہی ہے کہ دوسرے کے عیب دیکھ کر اسے نصیحت کی جاوے۔ اور اس کے لئے دعا بھی کی جاوے۔ دعا میں بڑی تاثیر ہے اور وہ شخص بہت ہی قابل افسوس ہے کہ ایک کے عیب کو بیان تو سو مرتبہ کرتا ہے لیکن دعا ایک مرتبہ بھی نہیں کرتا۔ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 61-60۔ جدید ایڈیشن)

اگر اس اصول پہ عمل کریں تو ہو ہی نہیں سکتا کہ کوئی کسی کا عیب بیان کرے۔ نہ آپ چالیس دن دعا کریں گے اور نہ عیب بیان ہو گا۔ یہ بہت اہم نصیحت ہے کہ اگر کسی سے کوئی تکلیف بھی پہنچے اس میں کوئی عیب بھی دیکھو تو بجائے لوگوں میں پھیلانے کے ان کے لئے دل میں رحم پیدا کرو، ان کے لئے دعا کرو، اس پر صبر کرو اور صبر اور مستقل مزاجی سے اس کے لئے دعا کرو، اگر یہ باتیں کسی معاشرے میں پیدا ہو جائیں تو کیا اس معاشرے میں کوئی مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے؟ بہت ساری برائیاں معاشرے سے ختم ہو جائیں۔

جماعتی زندگی میں ذاتی صبر کا مظاہرہ

اب جماعتی زندگی میں انسان کو صبر کا کس طرح مظاہرہ کرنا چاہئے۔ یعنی ہمارے اندر جو نظام ہے اس کے اندر وہ یہی ہے کہ امیر کی یا کسی عہدیدار کی طرف سے اگر زیادتی بھی ہو جائے تو برداشت کریں، صبر کریں، حوصلہ دکھائیں۔ زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ خلیفہ وقت تک اس کی شکایت پہنچا دیں لیکن اپنی اطاعت میں کبھی فرق نہ آنے دیں۔

حدیث میں آیا ہے، حضرت ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے امیر میں ایسی بات دیکھی جسے وہ ناپسند کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ وہ صبر کرے یاد رکھو کہ جس نے جماعت سے بالشت بھر بھی انحراف کیا اور وہ اسی حالت میں مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔

(مسلم کتاب الامارۃ باب وجوب ملازمۃ جماعۃ المسلمین عند ظھور الفتن)

ہمیں ان حدیثوں میں مختلف صورتوں میں اور مختلف موقعوں پر صبر کی تلقین کی گئی ہے۔ اور ساتھ یہ بھی کہ اگر صبر کرو گے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا قرب پاؤ گے، میری جنتوں کے وارث ٹھہرو گے۔ لیکن جب دعا کرنے کے طریقے اور سلیقے سکھائے تو یہ نہیں فرمایا کہ مجھ سے صبر مانگو بلکہ فرمایا کہ مجھ سے میرا فضل مانگو اور ہمیشہ ابتلاؤں سے بچنے کی دعا مانگو۔ اس کی وضاحت اس حدیث سے ہوتی ہے۔

ترمذی میں روایت ہے حضرت معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دعا کرتے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا کہ اے اللہ! میں تجھ سے تیری نعمت کی انتہا کا طلب گار ہوں۔ آپؐ نے اس سے فرمایا نعمت کی انتہا سے کیا مراد ہے اس شخص نے جواب دیا میری اس سے مراد ایک دعا ہے جو میں نے کی ہوئی ہے اور جس کے ذریعے میں خیر کا امیدوار ہوں۔ آپؐ نے فرمایا نعمت کی ایک انتہاء یہ ہے کہ جنت میں داخلہ نصیب ہو جائے اور آگ سے نجات عطا ہو۔ اسی طرح آپؐ نے ایک اور شخص کی دعا سنی جو کہہ رہا تھا یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَام تو آپؐ نے فرمایا تمہاری دعا قبول ہو گئی اب مانگ جو مانگنا ہے۔ تو اس طرح اللہ کا واسطہ دے کر مانگا جا رہا ہے۔ اسی طرح آپؐ نے ایک اور شخص کو سنا جو دعا کر رہا تھا۔ اے میرے اللہ! میں تجھ سے صبر مانگتا ہوں آپؐ نے فرمایا تم نے اللہ تعالیٰ سے ابتلاء مانگا ہے۔ (صبر مانگنے کا مطلب یہی ہے کہ ابتلا مانگا ہے) یعنی کوئی ابتلاء آئے گا تو صبر کرو گے۔ خدا سے عافیت کی دعا کرو۔(ترمذی کتاب الدعوات)۔ آنحضرتؐ نے فرمایا اگر مانگنا ہے تو اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگا کرو۔ کبھی اس طرح دعا نہ مانگو کہ مَیں صبر مانگتا ہوں۔

اجتماعی ابتلا پر صبر

یہ تو بعض ذاتی معاملات کے بارے میں بتایا۔ اب جماعتی ابتلاء ہے، مخالفین کی طرف سے جماعت پر مختلف وقتوں میں آتے رہتے ہیں۔ ان میں بھی ہر احمدی کو ثابت قدم رہنے کی دعا کرتے رہنا چاہئے۔ ہمیشہ صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی مدد مانگنی چاہئے، پاکستان میں تو یہ حالات تقریباً جب سے پاکستان بنا ہے احمدیوں کے ساتھ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ احمدیوں نے صبر اور حوصلے سے ان کو برداشت کیا ہے۔ اور کبھی اپنے ملک سے وفا میں کمی نہیں آنے دی، یا اس وجہ سے ایک قدم بھی وفا میں پیچھے نہیں ہٹے۔ اور جب بھی ملک کو ضرورت پڑی۔ سب سے پہلے احمدیوں کی گردنیں کٹیں۔ اور گردن کٹوانے کے لئے سب سے پہلے یہی آگے ہوئے۔ اور

آئندہ بھی ملک کو ضرورت پڑے گی تو احمدی ہی صف اول میں شمار ہوں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسی طرح آج کل بنگلہ دیش میں بھی احمدیوں کے خلاف کوئی نہ کوئی فتنہ وفساد اٹھتا رہتا ہے۔ چند سال پہلے مسجد میں بم پھٹا وہاں بھی چند احمدی شہید ہوئے اور گزشتہ سال بھی مخلص احمدی شاہ عالم صاحب کو شہید کیا گیا۔ تو ایک مستقل تلوار یہاں بھی احمدیوں پر لٹکی ہوئی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے بڑے حوصلے اور صبر سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر بھی اپنا فضل فرمائے۔ جتنا چاہیں یہ ہم پر ظلم کر لیں اور جہاں جہاں بھی اور جس جس ملک میں ظلم کرنا چاہتے ہیں کر لیں لیکن احمدی ہر جگہ اپنے ملک کے ہمیشہ وفادار رہی ہوں گے۔ اور جتنا دعویٰ کرنے والے یہ مخالفین ہیں اپنی وفاؤں کے ان سے زیادہ وفادار ہوں گے۔ اور الٰہی جماعتوں سے دشمنی اور مخالفت کا سلوک ہمیشہ رہا ہے۔ سب سے زیادہ تو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سلوک ہوا اور آپؐ نے کمال صبر کا مظاہرہ کیا، طائف کا واقعہ اس کی یاد دلاتا ہے کس طرح پتھر برسائے گئے لیکن آپؐ کا سلوک اس کے بعد کیا تھا۔

ابن شہاب روایت کرتے ہیں کہ مجھے عروہؓ نے بتایا کہ انہیں ام المومنین حضرت عائشہؓ نے بتایا کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپؐ پر جنگ احد سے سخت تر دن بھی کبھی آیا ہے۔ اس پر آنحضورؐ نے فرمایا مجھے تیری قوم سے بڑے مصائب پہنچے ہیں اور عقبہ والے دن مجھے سب سے زیادہ تکلیف پہنچی تھی۔ جب میں نے اپنا دعویٰ عبد یالیل بن کلال کے سامنے پیش کیا تو اس نے میری خواہش کے مطابق مجھے جواب نہ دیا اور لڑکوں کو میرے پیچھے لگا دیا پھر میں غمزدہ چہرے کے ساتھ قرن الثعالب نامی مقام تک آیا میں نے اپنا سر اوپر اٹھایا تو کیا دیکھا کہ میرے اوپر ایک بادل سایہ فگن ہے۔ میں نے غور سے دیکھا تو اس میں جبرئیل تھے۔ اس نے مجھے پکارا اور کہا اللہ تعالیٰ نے تیری قوم کے تیرے بارے میں تبصرے اور جواب سن لئے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے تا کہ تو ان کے بارے میں اسے جو چاہے حکم دے۔ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے پکارا، مجھے سلام کہا پھر کہا اے محمد! آپ کو ان کے بارے میں اختیار ہے آپ چاہتے ہیں کہ میں ان پر یہ دونوں پہاڑ گرا دوں؟ تو میں ایسا کرنے پر تیار ہوں۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، میں ان کو تباہ کرنا پسند نہیں کرتا بلکہ میں تو یہ اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولادوں میں سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں اور اس کا کسی کو بھی شریک قرار نہ دیں۔ (بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبیؐ من الاحزاب ومخرجه الی بنی قریظة ومحاصرته ایاهم)۔ ہمیں بھی انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے آئندہ بھی ایسا ہی ہوگا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی جماعت کو صبر کی تلقین

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

تیرہ برس کا زمانہ کم نہیں ہوتا اس عرصہ میں آپؐ نے (یعنی آنحضرت ﷺ نے) جس قدر دکھ اٹھائے ان کا بیان بھی آسان نہیں ہے۔ قوم کی طرف سے تکالیف اور ایذا رسانی میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑی جاتی تھی۔ اور ادھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صبر و استقلال کی ہدایت ہوتی اور بار بار حکم ہوتا تھا کہ جس طرح پہلے نبیوں نے صبر کیا ہے تو بھی صبر کر اور آنحضرت ﷺ کمال صبر کے ساتھ ان تکالیف کو برداشت کرتے تھے اور تبلیغ میں سست نہ ہوتے تھے۔ بلکہ قدم آگے ہی پڑتا تھا اور اصل یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا صبر پہلے نبیوں جیسا نہ تھا کیونکہ وہ تو ایک محدود قوم کے لئے مبعوث ہو کر آئے تھے اس لئے ان کی تکالیف اور ایذا رسانیاں بھی اسی حد تک محدود ہوتی تھیں لیکن اس کے مقابلے میں آنحضرتؐ کا صبر بہت ہی بڑا تھا کیونکہ سب سے اول تو اپنی ہی قوم آپ ﷺ کی مخالف ہو گئی اور ایذا رسانی کے درپہ ہوئی اور عیسائی بھی دشمن ہو گئے۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 153۔ جدید ایڈیشن)

پھر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ: ”ہماری جماعت کے لئے بھی اسی قسم کی مشکلات ہیں جیسے آنحضرت ﷺ کے وقت مسلمانوں کو پیش آئے تھے۔ چنانچہ نئی اور سب سے پہلی مصیبت تو یہی ہے کہ جب کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہوتا ہے تو معاً دوست، رشتہ دار، برادری الگ ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات ماں باپ اور بہن بھائی مخالف ہو جاتے ہیں۔ السلام علیکم تک کے روادار نہیں رہتے اور جنازہ پڑھنا نہیں چاہتے۔ اس قسم کی بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔ میں جانتا ہوں کہ بعض کمزور طبیعت کے آدمی بھی ہوتے ہیں اور ایسی مشکلات پر وہ گھبرا جاتے ہیں لیکن یاد رکھو کہ اس قسم کی مشکلات کا آنا ضروری ہے۔ تم انبیاء اور رسل سے زیادہ نہیں ہو، ان پر اس قسم کی مشکلات اور مصائب آئے اور یہ اسی لئے آتی ہیں کہ خدا تعالیٰ پر ایمان قوی ہو اور پاک تبدیلی کا موقع ملے۔ دعاؤں میں لگے رہو، پس یہ ضروری ہے کہ تم انبیاء اور رُسل کی پیروی کرو اور صبر کے طریق کو اختیار کرو، تمہارا کچھ بھی نقصان نہیں ہوتا۔ وہ دوست جو تمہیں قبول حق کی وجہ سے چھوڑتا ہے وہ سچا دوست نہیں ہے۔ ورنہ چاہئے تھا کہ تمہارے ساتھ ہوتا۔ تمہیں چاہئے کہ وہ لوگ جو محض اس وجہ سے تمہیں چھوڑتے اور تم سے الگ ہوتے ہیں کہ تم نے خدا تعالیٰ کے قائم کردہ سلسلے میں شمولیت اختیار کر لی ہے۔ ان سے دنگا یا فساد مت کرو بلکہ ان کے لئے غائبانہ دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کو بھی وہ بصیرت اور معرفت عطا کرے جو اس نے اپنے فضل سے تمہیں دی ہے۔ تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔ دیکھو میں اس امر کے لئے مامور ہوں کہ تمہیں بار بار ہدایت کروں کہ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو، بدی کا جواب نیکی سے دو اور کوئی فساد کرنے پر آمادہ ہو تو بہتر ہے کہ تم ایسی جگہ سے کھسک جاؤ اور نرمی سے جواب دو۔ بار ہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص بڑے جوش سے مخالفت کرتا ہے اور مخالفت میں وہ طریق اختیار کرتا ہے جو مفسدانہ طریق ہو جس سے سننے والوں میں اشتعال کی تحریک ہو لیکن جب سامنے سے نرم جواب ملتا ہے اور گالیوں کا مقابلہ نہیں کیا جاتا۔ تو خود اسے شرم آ جاتی ہے۔ اور وہ اپنی حرکت پر نادم اور پشیمان ہونے لگتا ہے۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ صبر کو ہاتھ سے نہ دو۔ صبر کا ہتھیار ایسا ہے کہ توپوں سے وہ کام نہیں نکلتا جو صبر سے نکلتا ہے صبر ہی ہے جو دلوں کو فتح کر لیتا ہے“۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 157-156۔ جدید ایڈیشن)

پھر آپ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ”فتنہ کی بات نہ کرو، شر نہ کرو، گالی پر صبر کرو کسی کا مقابلہ نہ کرو جو مقابلہ کرے اس سے سلوک اور نیکی سے پیش آؤ شیریں بیانی کا عمدہ نمونہ دکھلاؤ۔ سچے دل سے ہر حکم کی اطاعت کرو کہ خدا تعالیٰ راضی ہو اور دشمن بھی جان لے کہ اب بیعت کر کے یہ شخص وہ نہیں رہا جو کہ پہلے تھا۔ مقدمات میں سچی گواہی دو۔ اس سلسلے میں داخل ہونے والے کو چاہئے کہ پورے دل، پوری ہمت اور ساری جان سے راستی کا پابند ہو جائے دنیا ختم ہونے پر آئی ہوئی ہے“۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 621-620۔ جدید ایڈیشن)۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

صبر کا پھل شیریں ہے

صبر ہر رنگ میں اچھا ہے پر اے مرد عقیل
غلط الزام پہ ہو صبر تو ہے صبر جمیل
لوگ سمجھیں گے تو سمجھیں یہ خطا کا ہے ثبوت
تم سمجھ لو کہ ہے سو بات کی اک بات ”سکوت“
شعلہ جو دل میں بھڑکتا ہے دبا دو اس کو
جھوٹ پر آگ جو لگتی ہے بجھا دو اس کو
ضبط کی شان کچھ اس طرح نمایاں ہو جائے
آپ سے آپ ہی دشمن بھی ہراساں ہو جائے
آج جو تلخ ہے بے شک وہی کل شیریں ہے
سچ کسی نے ہے کہا ”صبر کا پھل شیریں ہے“
کیا یہ بہتر نہیں مولا ترا ناصر ہو جائے
نامرادی عدو خلق پہ ظاہر ہو جائے
صبر کر صبر کہ اللہ کی نصرت آئے
تیری کچلی ہوئی غیرت پہ وہ غیرت کھائے
وہ لڑے تیرے لئے اور تو آزاد رہے
خوب نکتہ ہے یہ اللہ کرے یاد رہے
لب خاموش کی خاطر ہی وہ لب کھولتا ہے
جب نہیں بولتا بندہ تو خدا بولتا ہے

(کلام حضرت نواب مبارکہ بیگم رضی اللہ عنہا)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

حج بیت اللہ کا مختصر تعارف

(رحمت اللہ بندیشہ ۔ مربی سلسلہ واستاد جامعہ احمدیہ جرمنی)

فرضیت حج

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ حج کی فرضیت کے متعلق فرماتا ہے: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ترجمہ: اورلوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ اس کے گھر کا حج کریں جو بھی اس گھر تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔ (آل عمران:98)

★ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا میں اللہ تعالیٰ نے حج سے متعلق بنیادی شرائط بیان کردی ہیں کہ حج صرف ان لوگوں پر فرض ہے جو بیت اللہ جانے کی طاقت رکھتے ہوں۔ چنانچہ اگر کسی کے پاس سامانِ سفر نہیں ہے تو آیت کریمہ کے مطابق اس پر حج فرض نہیں، اسی طرح اگر زادِ راہ تو ہے لیکن بیمار ہے اور صحتِ بدن اسے سفر کی اجازت نہیں دیتی تو پھر بھی حج فرض نہیں رہتا۔ اگر مذکورہ بالا دونوں شرائط موجود ہوں لیکن راستہ پر امن نہ ہو اور فتنہ کا اندیشہ ہو اور پابندیاں ہوں تو آیت کریمہ کے مطابق اس پر بھی حج فرض نہیں رہتا۔

لازمی ارکانِ حج

حج کے تین بنیادی ارکان ہیں :

☆ 1۔احرام یعنی نیت باندھنا

☆ 2۔وقوفِ عرفات یعنی 9 ذی الحجہ کو میدان عرفات میں ٹھہرنا

☆ 3۔طوافِ زیارت جسے طوافِ افاضہ بھی کہتے ہیں یعنی وہ طواف جو وقوف عرفہ کے بعد 10 ذی الحجہ یا اس کے بعد کی تاریخوں میں کیا جاتا ہے۔

حج کے متعلقہ بعض اصطلاحات

میقات:

مکہ معظّمہ کے گرد، وہ مقامات جہاں سے حاجی احرام باندھ کر ہی آگے جاسکتے ہیں۔

احرام :

احرام لغت میں حرام کرنے کو کہتے ہیں، حاجی جب میقات سے حج کی نیت کرلیتا اور تلبیہ پڑھ لیتا ہے تو اس پر چند حلال اور جائز چیزیں حرام ہوجاتی ہیں۔ اس لیے اس کو احرام کہتے ہیں ۔مردوں کے احرام میں دو بے سِلی چادریں ہوتی ہیں ۔ایک تہ بند کا کام دیتی ہے، دوسری چادر کندھوں پر ڈالی جاتی ہے۔ جبکہ عورتیں اپنے عام سادہ کپڑوں میں حج ادا کرتی ہیں۔

تلبیہ :

وہ وِرد جو حج اور عمرہ کے دوران حالتِ احرام میں کیا جاتا ہے۔ اس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

لبیک اللھم لبیک ،لبیک لا شریک لک لبیک، انّ الحمد وا لنعمة لک و الملک، لاشریک لک لبیک۔

طواف :

خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانے کو طواف کہتے ہیں۔ ہر چکر کو طواف حجر اسود سے شروع کیا جاتا ہے۔

سعی:

صفا اور مروہ پہاڑیوں کے درمیان سات مرتبہ چکر لگانا۔ سعی صفا سے شروع کی جاتی ہے۔

رمیِ جمار :

جِمار کی واحد جمرہ ہے۔ جمرہ کنکری کو کہتے ہیں، یہاں جمرات سے مراد وہ 3 ستون ہیں، جو منٰی میں ہیں۔ جن کو جمرۃ الاولیٰ، جمرۃ الوسطیٰ اور جمرۃ العقبہ کہا جاتا ہے۔ ان جمرات (ستونوں) پر مختلف اوقات میں 7.7 کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ جسے رمی جمار کہتے ہیں جمروں کو لوگ عرفِ عام میں ”شیطان“ کہتے ہیں۔

استلام :

حجرِ اسود کو بوسہ دینا اور ہاتھ سے چھونا۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو سکے تو پھر صرف دور سے اشارہ کرکے بوسہ دینا۔

مقامِ ابراھیم :

خانہ کعبہ کے مشرق کی طرف ایک پتھر رکھا ہوا ہے، جسے مقامِ ابراہیم کہا جاتا ہے۔ روایات کے مطابق حضرت ابراہیمؑ نے اس پتھر پر کھڑے ہو کر تعمیر کعبہ فرمائی تھی۔

حطیم:

کعبہ کی شمالی دیوار کے متصل ایک گول دیوار میں گھرا ہوا احاطہ، جو خانہ کعبہ کا حصہ ہے اسے حجر اسمٰعیل بھی کہا جاتا ہے۔

وقوف :

اس کے معنے ہیں ٹھہرنا۔ اصطلاحِ شریعت میں عرفات، مزدلفہ اور منٰی میں حاجیوں کا ہدایات کے مطابق قیام کرنا۔

حج کی 3 اقسام

حجِ مفرد :

عمرہ کے بغیر صرف حج ادا کرنا، حج افراد کہلاتا ہے۔ ایسے شخص کے لیے جو حج مفرد ادا کر رہا ہو، ضروری ہے کہ وہ ایام حج کے آغاز میں احرام باندھے اور 10 ذی الحجہ کو رمی کے بعد احرام کھول ڈالے۔ حج مفرد میں قربانی فرض نہیں ہے۔

حجِ تمتع:

اس سے مراد یہ ہے کہ حج کے مخصوص مہینوں میں سب سے پہلے صرف عمرہ کا احرام باندھے اور مکہ پہنچ کر عمرہ ادا کرے۔ اس کے بعد احرام کھول دے۔ پھر 8 ذی الحجہ کہ دوبارہ حج کے لیے احرام باندھے اور حج کی ادائیگی کے بعد 10 ذی الحجہ کو رمی الجمار کے بعد احرام کھول دے ۔تمتع کے معنے فائدہ اٹھانے کے ہیں حج کرنے والا ایک ہی سفر سے دو فائدے اٹھاتا ہے۔ حج تمتع کرنے والے کے لیے قربانی ضروی (فرض ہے) اگر قربانی نہ کرسکے، تو قرآنی تعلیم کے مطابق دس روزے رکھے۔ 3 حج کے دنوں میں اور 7 روزے واپس گھر آ کر پورے کرے۔

حجِ قِران:

اس سے مراد ہے کہ شروع میں عمرہ اور حج دونوں کا اکٹھا احرام باندھے یعنی حج اور عمرہ دونوں کی نیت کرتے ہوئے تلبیہ کہے۔ اس طرح احرام باندھنے والا مکہ پہنچ کر پہلے عمرہ کرے گا، اس کے بعد احرام نہیں کھولے گا، بلکہ اسی احرام کے ساتھ حج کے مناسک بھی ادا کریگا اور جس طرح اس نے عمرہ اور حج کا اکٹھا احرام باندھا تھا اسی طرح دسویں ذی الحجہ کو دونوں کا اکٹھا ہی احرام کھولے گا۔ اس قسم کا حج کرنے والے کے لیے قربانی ضروری (فرض) ہے۔ اگر قربانی میسر نہ ہو، تو اسے بھی دس روزے رکھنے ہوں گے 3 ایام حج میں اور 7 اپنے گھر واپس پہنچ کر۔

عمرہ:

حالت احرام میں بیت اللہ کے طواف اور سعی بین الصفا والمروہ وغیرہ کا نام عمرہ ہے۔ عمرہ کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے ۔ یہ عبادت سال کے ہر حصہ میں ہو سکتی ہے البتہ نویں ذی الحجہ سے لے کر تیرہ ذی الحجہ تک ان چار دنوں میں عمرہ کا احرام باندھنا درست نہیں کیونکہ یہ حج ادا کرنے کے دن ہیں۔

طریقِ حج اور مناسک حج ایک نظر میں

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے حج کرنے کے طریق کے متعلق تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں کہ:۔

”حج اسلامی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے اور ہر شخص جو بیت اللہ کا حج کرنا چاہے اس کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ وہ میقات پر پہنچنے کے بعد احرام باندھ لے۔ میقات اُن مقامات کو کہتے ہیں جہاں پہنچنے پر اسلامی ہدایات کے مطابق حاجیوں کو احرام باندھنا پڑتا ہے ۔مدینہ منورہ کی طرف سے آنے والوں کے لیے **ذو الحلیفه**، شام کی طرف سے آنے والوں کے لیے **جحفه**، عراق کی طرف سے آنے والوں کے لیے **ذاتِ عرق** ،نجد کی طرف سے آنے والوں کے لیے **قرن المنازل** اور یمن کی طرف سے آنے والوں کے لیے **یلملم** میقات مقرر ہیں۔ پاکستان سے جانے والوں کے لیے **یلملم** ہی میقات ہے اور حاجیوں کو جہاز میں ہی احرام باندھنا پڑتا ہے۔ جو لوگ ان میقات کے اندر رہتے ہوں انہیں احرام کے لیے باہر جانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ اپنی اپنی جگہوں سے ہی احرام باندھ سکتے ہیں۔ احرام کا طریق یہ ہے کہ انسان حجامت بنوا کر غسل کرے ۔خوشبو لگائے اور اس کے بعد سلے ہوئے کپڑے اتار کر ایک چادر تہ بند کے طور پر کمر سے باندھ لے اور دوسری چادر جسم کے اوپر اوڑھ لے۔ سر کو ننگا رکھے اور دو رکعت نفل پڑھے اور اس کے بعد اپنے اوقات کا اکثر حصہ تکبیر و تلبیہ اور تسبیح و تحمید میں بسر کرے اور بار بار **لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد و النعمة لک والملک لا شریک لک لبیک** کہتا رہے۔ ہر نماز کے بعد خصوصیت کے ساتھ بلند آواز کے ساتھ تلبیہ کہنا چاہیے۔ محرم کے لیے سلے ہوئے کپڑے یعنی قمیض، شلوار، پاجامہ یا کوٹ وغیرہ پہننا، سر کو ڈھانپنا، جرابیں پہننا، خوشبو لگانا، خوشبو دار رنگوں سے رنگے ہوئے کپڑے پہننا، سر منڈوانا، ناخن اتارنا، جوئیں نکالنا یا انکو مارنا، جنگل کے کسی جانور کا شکار کرنا، شکار کے جانور کو ذبح کرنا۔ کسی کو شکار کے لیے کہنا یا کسی شکاری کی مدد کرنا، شہوانی تعلقات قائم کرنا یا شہوانی گفتگو کرنا، فحش کلامی کرنا یا فحش اشعار پڑھنا، فسق و فجور اور لڑائی جھگڑے میں حصہ لینا، یہ سب امور ناجائز ہوتے ہیں۔ البتہ محرم غسل کرسکتا ہے۔ کپڑے دھوسکتا ہے اور دریائی جانور کا شکار بھی کر سکتا ہے۔ محرم عورت کے لیے بھی ان ہدایات کی پابندی ضروری ہے۔ البتہ اسے بے سلے کپڑے پہننے کی ضروت نہیں۔ اسے اپنا معمولی لباس یعنی قمیض، پاجامہ اور دوپٹہ ہی رکھنا چاہیے۔ البتہ وہ برقعہ نہیں اوڑھ سکتی۔

جب حاجی حدود حرم میں داخل ہو (یعنی مکہ معظّمہ اور اس کے ارد گرد کے علاقہ میں جو حرم کہلاتا ہے) تو وہ آدابِ حرم کو ملحوظ خاطر رکھے اور جب بیت اللہ پر پہلی مرتبہ نظر پڑے تو اللہ تعالیٰ کے حضور فورًا دعا کے لیے اپنے ہاتھ اٹھا دے کیونکہ وہ قبولیتِ دعا کا خاص وقت ہوتا ہے۔ اس کے بعد جب بیت اللہ کے پاس پہنچے تو حجر اسود سے خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کرے۔ طواف کرتے ہوئے اگر ممکن ہو تو ہر دفعہ حجر اسود کو بوسہ دینا چاہیے اور اگر ممکن نہ ہو تو صرف ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کردینا بھی کافی ہے۔

طواف سے فارغ ہونے کے بعد دو رکعت نفل پڑھے اور پھر صفا اور مروہ کے درمیان سات مرتبہ چکر لگائے۔ صفا سے مروہ تک ایک چکر شمار ہوگا اور مروہ سے صفا تک دوسرا۔ پھر مکہ معظّمہ میں ٹھہر کر ایام حج کا انتظار کرے۔

جب ذوالحجہ کی آٹھویں تاریخ ہو تو وہ مکہ سے منٰی چلا جائے اور وہاں پانچوں نمازیں پڑھے ۔ پھر وہاں سے دوسری صبح نماز فجر ادا کرنے کے بعد عرفات کی طرف ایسے وقت میں چلے کہ وہاں بعد زوال داخل ہو اور ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے ادا کرے اور سورج کے ڈوبنے تک عرفات میں ہی رہے اور دعاؤں اور عبادات میں اپنا وقت گزارے۔ اس کے بعد مزدلفہ مقام میں آئے۔ جہاں مغرب اور عشاء کی نمازیں جمع کرکے پڑھے اور وہاں رات بھر عبادت اور دعاؤں میں بسر کرے۔ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد سورج نکلنے سے پہلے مشعر الحرام پر جاکر دعا کرے اور وہاں سے سورج نکلنے سے پہلے ہی روانہ ہو کر منٰی پہنچے اور وہاں جا کر **جمرة العقبه** پر سات کنکریاں مارے اور ہر دفعہ کنکر پھینکنے کے ساتھ ساتھ تکبیر کہے۔ مگر یہ کام سورج نکلنے کے بعد کرے۔ یہاں سے فارغ ہو کر قربانی کرے۔ سر منڈوائے اور پھر اسی دن شام تک یا اگلے دن مکہ مکرمہ جا کر خانہ کعبہ کا طواف کرے۔ افضل یہ ہے کہ اسی دن شام تک جا کر کعبہ کا طواف کر آئے۔ پھر دوسرے دن منٰی میں واپس آجائے اور بعد زوال **جمرة الدنیا ،جمرة الوسطیٰ، جمرة العقبه** پر سات سات پتھر مارے۔ اسی طرح تیسرے دن اور پھر چوتھے دن بھی جو ایام تشریق کہلاتے ہیں یعنی گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں ذوالحج کو۔ تیرھویں تاریخ کو منٰی سے واپس آجائے اور بیت اللہ کا طواف الوداع کرے۔ جو شخص یہ تمام مناسک بجا لائے وہ فریضہ حج ادا کرلیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حضور سرخرو ہوجاتا ہے۔“

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 33-432:)

قائم شدہ
1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

مناسک حج کا ایک جدول

8ذی الحجہ یوم الترویہ	9ذی الحجہ یوم عرفات/یوم الحج	10ذی الحجہ یوم النحر	11ذی الحجہ یوم تشریق	12ذی الحجہ یوم تشریق
احرام کی حالت میں مکہ سے منٰی کو روانگی	فجر کی نماز منٰی میں ادا کر کے عرفات کو روانگی	مزدلفہ میں فجر کی نماز اور وقوف کے بعد منٰی کو روانگی	منٰی میں رمی کرنا زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک	منٰی میں رمی کرنا زوال کے بعد سے غروب آفتاب تک
منٰی میں آج کے دن	زوال کے بعد وقوفِ عرفات	پہلے: بڑے شیطان کی رمی	پہلے: چھوٹے شیطان کی	پہلی: چھوٹے شیطان کی
ظہر۔عصر۔مغرب۔عشاء پڑھنی ہیں	ظہر، عصر کی نمازیں عرفات میں پڑھنی ہیں	پھر قربانی کرنا	پھر: درمیانے شیطان کی رمی کرنا ہے	پھر: درمیانے شیطان کی
رات منٰی میں قیام کرنا ہے	غروب آفتاب کے بعد مغرب کی نماز پڑھے بغیر مزدلفہ کو روانگی	پھر سر کے بال منڈوانا یا کتروانا اور احرام کھولنا	پھر: بڑے شیطان کی رمی کرنا ہے	پھر بڑے شیطان کی رمی کرنا ہے
	مزدلفہ میں عشاء کے وقت مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کرنی ہیں	پھر طواف زیارت کے لیے مکہ جانا	طواف زیارت اگر کل نہیں کیا تھا تو آج کیا جائے	طواف زیارت اگر نہیں کیا تھا تو آج مغرب سے پہلے ضرور کیا جائے
	رات مزدلفہ میں قیام کرنا ہے	رات منٰی میں قیام کرنا ہے	رات منٰی میں قیام کرنا ہے	

☆ اگر 13 کو قیام کا ارادہ ہو تو زوال سے پہلے کنکریاں ماری جاسکتی ہیں۔وطن روانگی سے پہلے طواف وداع کرنا بھی ضروری ہے۔

فلسفہ حج

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''اسلام نے ...... محبت کی حالت کے اظہار کے لیے حج رکھا ہے،۔۔۔۔حج میں محبت کے سارے ارکان پائے جاتے ہیں بعض وقت شدت محبت میں کپڑے کی بھی حاجت نہیں رہتی عشق بھی ایک جنون ہوتا ہے ،کپڑوں کو سنوار کر رکھنا یہ عشق میں نہیں رہتا۔۔۔۔غرض یہ نمونہ جو انتہائے محبت کا لباس میں ہوتا ہے وہ حج میں موجود ہے،سر منڈایا جاتا ہے، دوڑتے ہیں،محبت کا بوسہ رہ گیا وہ بھی ہے جو خدا کی ساری شریعتوں میں تصویری زبان میں چلا آیا ہے پھر قربانی میں بھی کمال عشق دکھایا ہے۔''

(الحکم مورخہ 24 جولائی 1902ء صفحہ 3)

حج کا فلسفہ بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ:

''حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور سمندر چیر کر چلا جاوے اور رسمی طور پر کچھ لفظ منہ سے بول کر ایک رسم ادا کر کے چلا آوے۔اصل بات یہ ہے کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے، سمجھنا چاہیے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور تعشق باللہ اور محبت الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اس کے مقابلہ میں نہ اسے کسی سفر کی تکلیف ہو اور نہ جان و مال کی پرواہو، نہ عزیز واقارب سے جدائی کا فکر ہو جیسے عاشق اور محبّ اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی کرنے سے دریغ نہ کرے اس کا نمونہ حج میں رکھا ہے جیسے عاشق اپنے محبوب کے گرد طواف کرتا ہے اسی طرح حج میں بھی طواف رکھا ہے۔یہ ایک باریک نکتہ ہے جیسا بیت اللہ ہے ایک اس سے بھی اوپر ہے جب تک اس کا طواف نہ کرو یہ طواف مفید نہیں اور ثواب نہیں۔اس کے طواف کرنے والوں کی بھی یہی حالت ہونی چاہیے جو یہاں دیکھتے ہو کہ ایک مختصر سا کپڑا رکھ لیتے ہیں اسی طرح اس کا طواف کرنے والوں کو چاہیے کہ دنیا کے کپڑے اتار کر فروتنی اور انکساری اختیار کرے اور عاشقانہ رنگ میں پھر طواف کرے۔طواف عشق الٰہی کی نشانی ہے اور اس کے معنے یہ ہیں کہ گویا مرضات اللہ ہی کے گرد طواف کرنا چاہیے اور کوئی غرض باقی نہیں۔

(الحکم جلد 11 نمبر 2 مورخہ 17 جنوری 1907ء صفحہ 9)

حضرت مسیح موعودؑ اور حج بیت اللہ

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حج بیت اللہ کیوں نہیں کیا؟ یہ اعتراض خود حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے زمانے میں، آپؑ پر بھی کیا گیا تھا۔آپ علیہ السلام نے نہ صرف اس سوال کا کافی وشافی جواب عطا فرمایا۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اپنے الفاظ میں ہی اس کا جواب تحریر خدمت ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکام دیئے ہیں۔بعض اُن میں سے ایسے ہیں کہ اُن کی بجا آوری ہر ایک کو میسر نہیں ہے، مثلاً حج۔ یہ اُس آدمی پر فرض ہے جسے استطاعت ہو، پھر راستہ میں امن ہو، پیچھے جو متعلقین ہیں اُن کے گذارہ کا بھی معقول انتظام ہو اور اس قسم کی ضروری شرائط پوری ہوں تو حج کرسکتا ہے۔''

(الحکم 31 جولائی 1902ء صفحہ 6)

فرمایا: ''اور جس پر حج فرض ہو چکا ہے اور کوئی مانع نہیں، وہ حج کرے''۔

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 17)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام۔حج پر نہ جانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

''یہ لوگ شرارت کے ساتھ ایسا اعتراض کرتے ہیں۔آنحضرت ﷺ دس سال مدینہ میں رہے۔صرف دو دن کا راستہ مدینہ اور مکّہ میں تھا مگر آپؐ نے دس سال میں کوئی حج نہ کیا۔حالانکہ آپؐ سواری وغیرہ کا انتظام کر سکتے تھے۔لیکن حج کے واسطے صرف یہی شرط نہیں کہ انسان کے پاس کافی مال ہو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ کسی قسم کے فتنہ کا خوف نہ ہو۔ وہاں تک پہنچنے اور امن کے ساتھ حج ادا کرنے کے وسائل موجود ہوں۔ جب وحشی طبع علماء اس جگہ ہم پر قتل کا فتویٰ لگا رہے ہیں اور گورنمنٹ کا بھی خوف نہیں کرتے تو وہاں یہ لوگ کیا نہ کریں گے۔لیکن ان لوگوں کو اس امر سے کیا غرض ہے کہ ہم حج نہیں کرتے۔ کیا اگر ہم حج کریں گے تو وہ ہم کو مسلمان سمجھ لیں گے؟ اور ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے؟ اچھا یہ تمام مسلمان علماء اوّل ایک اقرار نامہ لکھ دیں کہ اگر ہم حج کرآویں تو وہ سب کے سب ہمارے ہاتھ پر توبہ کر کے ہماری جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہمارے مرید ہو جائیں گے۔اگر وہ ایسا لکھ دیں اور اقرار حلفی کریں تو ہم حج کرآتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے اسباب آسانی کے پیدا کردے گا تا کہ آئندہ مولویوں کا فتنہ رفع ہو۔ناحق شرارت کے ساتھ اعتراض کرنا اچھا نہیں ہے۔ یہ اعتراض ان کا ہم پر نہیں پڑتا بلکہ آنحضرت ﷺ پر بھی پڑتا ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے بھی صرف آخری سال میں حج کیا تھا۔''(ملفوظات جلد 5 صفحہ 248۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آپ علیہ السلام مزید فرماتے ہیں کہ:

''حج کا مانع صرف زادِ راہ نہیں اَور بہت سے امور ہیں جو عند اللہ حج نہ کرنے کے لئے عذر صحیح ہیں۔ چنانچہ ان میں سے صحت کی حالت میں کچھ نقصان ہونا ہے۔ اور نیز ان میں سے وہ صورت ہے کہ جب راہ میں یا خود مکہ میں امن کی صورت نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا (ال عمران:98) عجیب حالت ہے کہ ایک طرف بد اندیش علماء مکہ سے فتویٰ لاتے ہیں کہ یہ شخص کافر ہے اور پھر کہتے ہیں کہ حج کے لئے جاؤ۔ اور خود جانتے ہیں کہ جبکہ مکہ والوں نے کفر کا فتویٰ دے دیا تو اب مکہ فتنہ سے خالی نہیں اور خدا فرماتا ہے کہ جہاں فتنہ ہو اس جگہ جانے سے پرہیز کرو۔ سو میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسا اعتراض ہے۔ ان لوگوں کو یہ بھی معلوم ہے کہ فتنہ کے دنوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی حج نہیں کیا اور حدیث اور قرآن سے ثابت ہے کہ فتنہ کے مقامات میں جانے سے پرہیز کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ...وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَیۡدِیۡکُمۡ اِلَی التَّہۡلُکَۃِ (البقرۃ:196) پس ہم گنہگار ہوں گے اگر دیدہ دانستہ تہلکہ کی طرف قدم اٹھائیں گے اور حج کو جائیں گے اور خدا کے حکم کے برخلاف قدم اٹھانا معصیت ہے۔ حج کرنا مشروط بشرائط ہے مگر فتنہ اور تہلکہ سے بچنے کے لئے قطعی حکم ہے جس کے ساتھ کوئی شرط نہیں۔ اب خود سوچ لو کہ کیا ہم قرآن کے قطعی حکم کی پیروی کریں یا اس حکم کی جس کی شرط موجود ہے باوجود تحقق شرط کے پیروی اختیار کریں۔''

(روحانی خزائن جلد 14۔ ایام الصلح صفحہ 415,416)

شیخ ابوسعید محمد حسین بٹالوی نے خط میں اعتراض کیا کہ آپؑ کیوں حج نہیں کرتے؟ تو فرمایا کہ:

''میرا پہلا کام خنزیروں کا قتل اور صلیب کی شکست ہے۔ ابھی تو مَیں خنزیروں کو قتل کر رہا ہوں۔ بہت سے خنزیر مر چکے ہیں اور بہت سے سخت جان ابھی باقی ہیں۔ ان سے فرصت اور فراغت تو ہولے۔ شیخ بٹالوی صاحب اگر انصاف سے کام لیں تو امید ہے، یہ لطیف جواب انہیں تسلیم ہی کرنا پڑے گا۔ کیوں شیخ صاحب! ٹھیک ہے نا! پہلے خنزیروں کو قتل کرلیں؟''

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ۔ جلد 2۔ صفحہ 283۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

مخالفوں کے اس اعتراض پر کہ مرزا صاحب حج کیوں نہیں کرتے؟ فرمایا:

''کیا وہ یہ چاہتے ہیں کہ جو خدمت خدا تعالیٰ نے اوّل رکھی ہے، اس کو پس انداز کر کے دوسرا کام شروع کر دیوے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عام لوگوں کی خدمات کی طرح ملہمین کی عادت کام کرنے کی نہیں ہوتی۔ وہ خدا تعالیٰ کی ہدایت اور رہنمائی سے ہر ایک امر کو بجالاتے ہیں۔ اگرچہ شرعی تمام احکام پر عمل کرتے ہیں، مگر ہر ایک حکم کی تقدیم و تاخیر الٰہی ارادہ سے کرتے ہیں۔ اب اگر ہم حج کو چلے جاویں، تو گویا اس خدا کے حکم کی مخالفت کرنیوالے ٹھہریں گے اور مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا (آل عمران:98) کے بارے میں کتاب حجج الکرامہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر نماز کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو حج ساقط ہے۔ حالانکہ اب جو لوگ جاتے ہیں، ان کی کئی نمازیں فوت ہوتی ہیں۔ مامورین کا اول فرض تبلیغ ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم 13 سال مکہ میں رہے، آپؐ نے کتنی دفعہ حج کیے تھے؟ ایک دفعہ بھی نہیں کیا تھا''۔

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ۔ جلد 3۔ صفحہ 280۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی طرف سے حج بدل

احادیث میں لکھا ہے کہ جو شخص بوجوہ حج نہ کر سکے ،اس کی طرف سے حج بدل کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں لکھا ہے کہ خثعم قبیلہ کی ایک خاتون نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے باپ پر حج اس وقت فرض ہوا جبکہ وہ انتہائی ضعیف ہو چکا ہے اور سواری پر بیٹھ بھی نہیں سکتا۔ تو کیا میں اپنے باپ کی طرف سے حج کا فریضہ ادا کردوں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔"

(بخاری کتاب الحج باب وجوب الحج و فضلہ)

اسی طرح حیات نبی ﷺ میں ایک شخص کا اپنے بھائی شبرمہ کی طرف سے حج بدل کرنے کا تذکرہ بھی احادیث میں ملتا ہے

(ابو داؤد کتاب المناسک باب الرجل یحج عن غیر)

چنانچہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ تحریر کرتے ہیں کہ:

''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ **ایک دفعہ آخری ایام میں حضرت مسیح موعود نے میرے سامنے حج کا ارادہ ظاہر فرمایا تھا۔ چنانچہ میں نے آپ کی وفات کے بعد آپ کی طرف سے حج کروا دیا۔** (حضرت والدہ صاحبہ نے حافظ احمد اللہ صاحب مرحوم کو بھیج کر حضرت صاحب کی طرف سے حج بدل کروایا تھا) اور حافظ صاحب کے سارے اخراجات والدہ صاحبہ نے خود برداشت کئے تھے۔ حافظ صاحب پرانے صحابی تھے اور اب عرصہ ہوا فوت ہو چکے ہیں۔''

(سیرت المہدی روایت نمبر 55 جلد اول صفحہ نمبر 44)

تاریخ احمدیت صوبہ سرحد میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حج بدل کی مزید تفصیل میں لکھا ہے کہ حضرت حافظ احمد اللہ صاحبؓ کا اصل وطن ہندوستان تھا۔ آپ اپنے وطن سے پشاور آئے تھے اور پشاور صدر میں مقیم

تھے۔مذہباً اہلحدیث تھے۔حضرت مولانا غلام حسنؓ کی احمدیت کی وجہ سے، ان کو بھی حضرت احمدؑ کی طرف توجہ ہوئی اور آخر کار بعد از تحقیقات احمدی ہو گئے۔ آپ اہلحدیث کے امام الصلوٰۃ تھے۔ احمدیت آپؓ نے ۱۸۹۷ء سے قبل اختیار کی اور بعد ازاں پشاور سے قادیان ہجرت کر لی اور وہیں سکونت پذیر رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانے میں، جب حضرت محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ اور حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ بغرض حج بیت اللہ شریف ۱۹۱۲ء میں حجاز مقدس تشریف لے گئے۔تو آپ کو بھی حضرت ام المومنینؓ نے آنے جانے کا خرچ دیا۔تا کہ وہ حضرت احمدؑ کی طرف سے حج بدل کر آویں۔ چنانچہ آپ بھی اس قافلہ میں جس کا سالار حضرت محمود احمد تھا، شامل ہوئے اور حج بدل کر آئے اور اس طرح حضرت مسیح موعودؑ کا حج، بذریعہ حضرت احمد اللہ، ادا ہوا۔ آپؓ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے زمانہ خلافت میں کئی سال زندہ رہ کر فوت ہوئے اور بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئے

(تاریخ احمدیت صوبہ سرحد۔از قاضی محمد یوسف فاروقی۔صفحہ 59,58)

مقام عرفات پر کی جانے والی دعا۔
از حضرت مسیح موعودؑ

1886ء میں جب حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ حج بیت اللہ کے لیے تشریف لے جانے لگے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو ایک خط میں لکھا کہ:۔

’’اس عاجز ناکارہ کی ایک عاجزانہ التماس یاد رکھیں کہ جب آپ کو بیت اللہ کی زیارت بفضل اللہ تعالیٰ میسر ہو تو اس مقام محمود مبارک میں اس احقر عباد اللہ کی طرف سے انہیں لفظوں جسے مسکنت وغربت کے ہاتھ بحضور اُٹھا کر گزارش کریں کہ:۔

اے ارحم الراحمین! ایک تیرا بندہ عاجز و ناکارہ پُر خطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے۔ اس کی یہ غرض ہے کہ اے ارحم الراحمین تو مجھ سے راضی ہو اور میرے خطیات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور اور رحیم ہے اور مجھ سے وہ کرا جس سے تو بہت ہی راضی ہو جائے۔ مجھ میں اور میرے نفس میں مشرق اور مغرب کی دوری ڈال اور زندگی اور میری موت اور میری ہر ایک قوت جو مجھے حاصل ہے اپنی ہی راہ میں کرا اور اپنی ہی محبت میں مجھے زندہ رکھ اور اپنی ہی محبت میں مجھے مار اور اپنے ہی کامل محبین میں اُٹھا۔اے ارحم الراحمین! جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک ......اور عاجز کے ہاتھ سے حجت اسلام مخالفین پر اور ان سب پر ...... جو اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کرا اور اس عاجز اور......اور مخلصوں اور ہم مشربوں کو مغفرت اور مہربانی کے......حمایت میں رکھ کر دین اور دنیا میں ان کا مستقل...اور سب کو اپنے دارالرضا میں پہنچا اور اپنے...اور اس کے آل واصحاب پر زیادہ سے زیادہ درود و سلام نازل کر۔ **آمین یارب العلمین۔**

(مکتوبات احمدیہ جلد3 صفحہ 27,28)

بقیہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کے انبیاء کی ہجرتوں کے واقعات کا تذکرہ

از صفحہ 18

جبکہ حقیقت یہ تھی کہ بیابان میں عید کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا بلکہ مصر سے کنعان کی طرف ہجرت کرنے کا ارادہ تھا۔ بائبل کے بیان کے مطابق خود خدا نے فرعون کے سامنے غلط بات کہنے کا حکم دیا تھا جو کہ ایک ناممکن بات ہے۔

اس کے بعد بائبل میں بیان کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے حکم دیا:

’’اور یوں ہوگا کہ جب تم نکلو گے تو خالی ہاتھ نہیں نکلو گے بلکہ تمہاری ایک ایک عورت اپنی اپنی پڑوسن سے اور اپنی اپنی گھر کی مہمان سے سونے چاندی کے زیور اور لباس مانگ لے گی۔ ان کو تم اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو پہناؤ گے اور مصریوں کو لوٹ لو گے۔‘‘

(خروج باب 22 آیت ۳)

گویا بائبل کے مطابق اس طرح اس سفر سے پہلے زیور لوٹنے کی تعلیم بھی دی گئی۔لیکن قرآنِ کریم میں اس قسم کے حکم کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

فرعون اور اس کی قوم کو تمام نشان دکھانے کے بعد جب حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل نے مصر سے ہجرت کی تو بائبل کے مطابق بچوں کو چھوڑ کر صرف بالغ افراد کی تعداد چھ لاکھ تھی۔(خروج باب 37 آیت 12) جبکہ قرآنِ کریم بیان کرتا ہے کہ ان کی تعداد چند ہزار تھی۔ (سورۃ البقرۃ:244)۔حضرت مصلح موعود نے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے کہ قرآنِ کریم نے بائبل کی بیان کردہ تعداد کی تردید کی ہے کیونکہ چھ لاکھ کا قافلہ بے آب وگیاہ بیابان میں سے نہیں گذر سکتا۔

قرآنِ کریم اور بائبل میں بیان کردہ واقعات کا سرسری موازنہ ہی اس بات کو واضح کر دیتا ہے کہ بائبل میں ایسی باتیں بیان کی گئی ہیں جو کہ مذہبی اور اخلاقی اعتبار سے کسی طرح مناسب نہیں ہیں بلکہ ان پر طرح طرح کے اعتراضات اُٹھتے ہیں۔ دوسری طرف قرآنِ کریم کے بیان کردہ واقعات پر اس طرح کے اعتراضات نہیں اُٹھ سکتے۔ اس طرح قرآنِ کریم نے بائبل کے بیان کردہ واقعات کی غلطیاں دور کر کے ان کو ان کی اصل حالت میں دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔

....

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت

قرآنِ کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت کا ذکر کیا گیا ہے۔اور عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسی خاکی جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اُٹھائے گئے تھے۔

قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’اور ابنِ مریم اور اس کی ماں کو بھی ہم نے ایک نشان بنایا تھا اور ان دونوں کو ہم نے ایک مرتفع مقام کی طرف پناہ دی جو پُرامن اور چشموں والا تھا۔‘‘

(سورۃ المومنون آیت 51)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت اپنی ذات میں ایک وسیع مضمون ہے۔ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم تحقیق میں سے صرف چند حوالے درج کیے جاتے ہیں۔ ان حوالوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجرت کی علتِ غائی واضح ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

’’ہم نے عیسیٰ اور اس کی والدہ کو ایک ایسے ٹیلہ پر جگہ دی جو آرام کی جگہ تھی اور پانی صاف یعنی چشموں کا پانی وہاں تھا۔سو اس میں خدا تعالیٰ نے کشمیر کا نقشہ کھینچ دیا ہے۔اور اٰوٰی کا لفظ لغتِ عرب میں کسی مصیبت یا تکلیف سے پناہ دینے کے لیے آتا ہے اور صلیب سے پہلے عیسیٰ اور اس کی والدہ پر کوئی زمانہ مصیبت کا نہیں گزرا جس سے پناہ دی جاتی۔ پس متعین ہوا کہ خدا تعالیٰ نے عیسیٰ اور اس کی والدہ کو واقعہ صلیب کے بعد اس ٹیلے پر پہنچایا تھا۔‘‘

(کشتی نوح۔روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 17 حاشیہ)

’’یاد رہے کہ اٰوٰی کا لفظ عربی زبان میں اس جگہ بولا جاتا ہے جب ایک مصیبت کے بعد کسی شخص کو پناہ دیتے ہیں ایسی جگہ جو دارالامان ہوتا ہے پس وہ دارالامان ملک شام نہیں ہو سکتا کیونکہ ملکِ شام قیصرِ روم کی عملداری میں تھا۔ اور حضرت عیسیٰ قیصر کے باغی قرار پا چکے تھے۔پس وہ کشمیر ہی تھا جو شام کے ملک سے مشابہ تھا اور قرار کی جگہ تھی۔یعنی امن کی جگہ تھی یعنی قیصرِ روم کو اس سے کچھ تعلق نہ تھا۔‘‘ (براہینِ احمدیہ جلد پنجم روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 402 تا 405)

’’کیونکہ مسیح زمین کے پیٹ میں سے نکل کر اپنی ان قوموں کی طرف گیا جو کشمیر اور تبت وغیرہ مشرقی ممالک میں سکونت رکھتی تھیں یعنی بنی اسرائیل کے وہ دس فرقے جن کو شالمندر شاہِ اسور سامریہ سے مسیح سے سات سو اکیس برس پیشتر اسیر کر کے لے گیا۔آخر وہ ہندوستان کیطرف آ کر اس ملک کے مختلف مقامات پر سکونت پذیر ہو گئے تھے اور ضرور تھا کہ مسیح اس سفر کو اختیار کرتا۔کیونکہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے یہی اس کی نبوت کی علتِ غائی تھی کہ وہ ان گمشدہ یہودیوں کو ملتا جو ہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔‘‘

(مسیح ہندوستان میں۔روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 17)

’’اب حاصلِ کلام یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام افغانستان سے ہوتے ہوئے پنجاب کی طرف آئے۔اس ارادہ سے کہ پنجاب اور ہندوستان دیکھتے ہوئے پھر کشمیر کی طرف قدم اُٹھاویں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ افغانستان اور کشمیر کی حدِ فاصل چترال کا علاقہ اور کچھ حصہ پنجاب کا ہے۔ اگر افغانستان سے کشمیر میں پنجاب کے رستے آویں۔تو قریباً اسی کوس یعنی 130 میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے اور چترال کی راہ سے سو کوس کا فاصلہ ہے۔لیکن حضرت مسیح نے بڑی عقلمندی سے افغانستان کا راہ اختیار کیا تا اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑیں جو افغان تھے فیضیاب ہو جائیں۔ اور کشمیر کی مشرقی حد ملک تبت سے متصل ہے اس لئے کشمیر میں آ کر باسانی تبت میں جا سکتے تھے۔اور پنجاب میں داخل ہو کر ان کے لئے کچھ مشکل نہ تھا کہ قبل اس کے جو کشمیر اور تبت کی طرف آویں ہندوستان کے مختلف مقامات کا سیر کریں۔سو جیسا کہ اس ملک کی پورانی تاریخیں بتلاتی ہیں یہ بات بالکل قرینِ قیاس ہے کہ حضرت مسیح نے نیپال اور بنارس وغیرہ مقامات کا سیر کیا ہو اور پھر جموں سے یا راولپنڈی کی راہ سے کشمیر کی طرف گئے ہوں گے۔‘‘

(مسیح ہندوستان میں۔روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 70)

مندرجہ بالا حقائق پر سرسری نظر اس بات کو واضح کر دیتی ہے کہ قرآنِ کریم بیان فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے انبیاء اللہ تعالیٰ کے احکام کے تحت عظیم الشان دینی مقاصد کے لیے ہجرت کرتے ہیں۔ کبھی یہ ہجرت اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پھیلانے کی خاطر کی جاتی ہے۔ کبھی اپنا وطن اس لیے چھوڑنا پڑتا ہے کیونکہ قوم اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کا شکار ہو رہی تھی۔ہجرت مخالفین کے مظالم سے بچنے کے لیے بھی کی گئی ہے۔لیکن ان واقعات کے بارے میں بائبل کے بیان میں ایسی غلطیاں شامل ہو گئی ہیں، جن سے ان ہجرتوں کی حکمت اور ان واقعات کا بلند مقام مشتبہ ہو جاتا ہے۔

☆...☆...☆

آسمانی شفا

مکرم مولانا فضل الٰہی انوری صاحب (مرحوم) سلسلہ احمدیہ کے ایک جیّد عالم تھے۔ آپ کو یورپ اور افریقہ کے مختلف ممالک میں لمبا عرصہ بطور مبلغ خدمت دین کی توفیق ملی۔ آپ نے ’’درویشانِ احمدیت‘‘ کے نام سے متعدد کتب تحریر فرمائیں جن میں نہایت اہم موضوعات پر مختلف عناوین کے تحت بہت ہی مفید علمی اور ایمان افروز مواد یکجا کیا گیا ہے۔

ذیل میں ’’درویشان احمدیت جلد چہارم‘‘ سے بعض واقعات کا انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔ اللہ تعالیٰ محترم انوری صاحب (مرحوم) کو اپنی رضا کی جنّتوں میں بلند مقام عطا فرمائے۔آمین (مدیر)

....

آپ کہتے ہیں کہ ’’ہر تکلیف اور بیماری کا اصل علاج تو اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے۔ جب تک اس کا اذن نہ ہو، نہ بیماری رفع ہوتی ہے، نہ دوا اثر کرتی ہے۔معرفت کے اسی نکتہ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام نے فرمایا ہے: ’’**طب تو ظاہری محکمہ ہے۔ ایک اس کے وراء محکمہ پردہ میں ہے۔ جب تک وہاں دستخط نہ ہوں، کچھ نہیں ہوتا۔**‘‘ (اخبار ’’بدر‘‘ مورخہ 31 اگست 1905ء بحوالہ ’’تذکرہ‘‘ طبع چہارم۔صفحہ 561)

دراصل طبیب کی رہنمائی بھی اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے۔اسی لئے دعا کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے تا کہ ایک طرف وہ شافیٔ مطلق خدا طبیب کے دل میں ڈالے کہ کونسی دوا مفید ہوگی۔ دوسری طرف دوا کو حکم دے کہ وہ اپنا اثر کرے۔ بلکہ خدا یہ بھی کر سکتا ہے کہ بغیر دوائی کے شفا عطا فرمادے۔ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام ایک اَور مقام پر فرماتے ہیں:

’’**ہم نے جو تصرّفات اللہ کے دیکھے ہیں، اس سے تو بعض وقت دواؤں کا بھی خیال نہیں آتا۔ بعض وقت ہم کو دوا سے شفا ہوئی اور بعض وقت محض دعا سے۔ مَیں نے دعا کی کہ بدون دوا کے شفا دے تو پھر اذن ہوا کہ ہم نے شفا دی اور شفا ہوگئی۔**‘‘ (ملفوظات جلد2۔صفحہ 399)

مناسب ہوگا کہ اس سلسلے میں آپؑ کے بیان کردہ دو واقعات بھی درج کر دئے جائیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے بغیر علاج کے آپؑ کو شفا بخش دی۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’ایک دفعہ مجھے دانت میں سخت درد ہوئی۔ ایک دَم قرار نہ تھا۔کسی شخص سے مَیں نے دریافت کیا کہ اس کا کوئی علاج ہے؟ اُس نے کہا کہ علاج دنداں اخراج دنداں۔اور دانت نکالنے سے میرا دل ڈرا۔تب اُس وقت مجھے غنودگی آ گئی۔اور مَیں زمین پر بیتابی کی حالت میں بیٹھا ہوا تھا اور چارپائی پاس بچھی تھی۔ مَیں نے بیتابی کی حالت میں اُس چارپائی کی پائینتی پر اپنا سر رکھ دیا اور تھوڑی سی نیند آ گئی۔ جب مَیں بیدار ہوا تو درد کا نام ونشان نہ تھا اور زبان پر یہ الہام جاری تھا: ’’اِذَا مَرِضْتَ فَهُوَ يَشْفِيْ۔

باقی صفحہ نمبر 22 پر ملاحظہ فرمائیں

قرآن کریم اور بائبل کے بیانات کی روشنی میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کے انبیاء کی ہجرتوں کے واقعات کا تذکرہ

(ڈاکٹر مرزا سلطان احمد)

اللہ تعالیٰ کے انبیاء کو بہت سی مشکلات اور صبر آزما حالات سے گذرنا پڑتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو مختلف ادوار میں اور مختلف حالات میں اپنے مسکن سے ہجرت بھی کرنی پڑی ہے۔ یہ ہجرتیں اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تحت اور خاص حکمتوں کے تحت کی گئیں۔ ان ہجرتوں کی معراج آنحضرت ﷺ کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت تھی جس کے ساتھ ایک نئی شان سے اللہ تعالیٰ کا پیغام پھیلنا شروع ہوا۔ آنحضرت ﷺ سے قبل انبیاء کی ہجرتوں کا پس منظر اور حالات قرآنِ کریم اور بائبل دونوں میں بیان کئے گئے ہیں۔ اس مضمون میں بعض انبیاء علیہم السلام کی ہجرتوں کے واقعات جو قرآنِ کریم اور جو بائبل میں بیان کئے ہیں، ان کا ایک موازنہ پیش کیا جائے گا۔

....

حضرت آدم علیہ السلام کی ہجرت

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے: ’’اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کی خاطر سجدہ کرو تو وہ سب سجدہ ریز ہو گئے سوائے ابلیس کے۔ اس نے انکار کیا اور استکبار سے کام لیا۔ اور وہ کافروں میں سے تھا۔

اور ہم نے کہا اے آدم! تو اور تیری زوجہ جنت میں سکونت اختیار کرو اور تم دونوں اس میں جہاں سے چاہو با فراغت کھاؤ مگر اس مخصوص درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم دونوں ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔

پس شیطان نے ان دونوں کو اس (درخت) کے معاملہ میں پھسلا دیا پس اس سے انہیں نکال دیا جس میں وہ پہلے تھے۔ اور ہم نے کہا تم نکل جاؤ (اس حال میں کہ) تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہوں گے اور تمہارے لئے (اس) زمین میں ایک عرصہ تک قیام اور استفادہ (مقدر) ہے۔

پھر آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمات سیکھے۔ پس وہ اس پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھکا۔ یقیناً وہی بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔‘‘

(البقرۃ:25 تا28)

اور بائبل میں اس واقعہ کے بارے میں لکھا ہے:

’’اور خداوند نے مشرق کی طرف عدن میں ایک باغ لگایا اور انسان کو جسے اس نے بنایا تھا وہاں رکھا۔ اور خداوند خدا نے ہر درخت کو جو دیکھنے میں خوشنما اور کھانے کے لئے اچھا تھا زمین سے اگایا اور باغ کے بیچ میں حیات کا درخت اور نیک و بد کی پہچان کا درخت بھی لگایا۔ اور عدن سے ایک دریا باغ کے سیراب کرنے کو نکلا۔ اور وہاں سے چار ندیوں میں تقسیم ہوا۔ پہلی کا نام فیسون ہے جو حویلہ کی ساری زمین کو جہاں سونا ہوتا ہے گھیرے ہوئے ہے۔ اور اس زمین کا سونا چوکھا ہے اور وہاں موتی اور سنگِ سلیمانی بھی ہیں۔ اور دوسری ندی کا نام جیحون ہے جو کوش کی ساری زمین کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور تیسری ندی کا نام دجلہ ہے جو اسور کے مشرق کو جاتی ہے اور چوتھی ندی کا نام فرات ہے۔ اور خداوند خدا نے آدم کو لے کر باغِ عدن میں رکھا کہ اس کی باغبانی اور نگہبانی کرے۔ اور خداوند خدا نے آدم کو حکم دیا اور کہا کہ تو باغ کے ہر درخت کا پھل بے روک ٹوک کھا سکتا ہے۔ لیکن نیک و بد کی پہچان کے درخت کبھی نہیں کھانا کیونکہ جس روز تو نے اس میں سے کھایا تو مرا۔‘‘ (پیدائش۔ باب 2)

اور پھر حضرت آدمؑ کی بھول کے بارے بائبل میں لکھا ہے:

’’اور سانپ کل دشتی جانوروں سے جنکو خداوند خدا نے بنایا تھا چالاک تھا اور اس نے عورت سے کہا کیا واقعی خدا نے کہا ہے کہ باغ کے کسی درخت کا پھل تم نہ کھانا؟ عورت نے سانپ سے کہا کہ باغ کے درختوں کا پھل تو ہم کھاتے ہیں۔ پر جو درخت باغ کے بیچ میں ہے اس کے پھل کی بابت خدا نے کہا ہے کہ تم نہ تو اسے کھانا اور نہ چھونا ورنہ مر جاؤ گے۔ سانپ نے عورت سے کہا کہ تم ہرگز نہ مرو گے۔ بلکہ خدا جانتا ہے کہ جس دن تم اسے کھاؤ گے تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی اور تم خدا کی مانند نیک و بد کے جاننے والے بن جاؤ گے۔ عورت نے جو دیکھا کہ وہ درخت کھانے کے لئے اچھا اور آنکھوں کو خوشنما معلوم ہوتا ہے اور عقل بخشنے کے لئے خوب ہے تو اس کے پھل میں سے لیا اور کھایا اور اپنے شوہر کو بھی دیا اور اس نے کھایا۔ تب دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور انکو معلوم ہوا کہ وہ ننگے ہیں اور انہوں نے انجیر کے پتوں کو سی کر اپنے لیے لنگیاں بنائیں۔‘‘ (پیدائش۔ باب3)

پھر حضرت آدمؑ اور حضرت حوّاؑ کے جنت سے نکالے جانے کے بارے میں بائبل میں لکھا ہے:

’’اور خداوند خدا نے کہا کہ دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا۔ اب کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ لے کر کھائے اور ہمیشہ جیتا رہے۔ اس لئے خداوند خدا نے اس کو باغِ عدن سے باہر کر دیا تا کہ وہ اس زمین کی جس میں سے وہ لیا گیا تھا کھیتی کرے۔‘‘

(پیدائش۔ باب3)

وہ مقام کون سا تھا جو کہ حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا کو رہنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا؟ بعض پرانے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ جنت زمین پر تھی اور بعض کے نزدیک یہ جنت اصل میں وہی جنت تھی جس میں بالآخر نیک لوگ داخل کیے جائیں گے۔

(تفسیرِ قرطبی اردو ترجمہ از اکرام الحق یٰسین جلد دوم، ناشر شریعہ اکیڈمی اگست 2011 صفحہ 98 تا100، تفسیر ابنِ کثیر اردو ترجمہ از محمد جونا گڑھی جلد دوم، ناشر فقہ الحدیث پبلیکیشنز 2009 صفحہ 166)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

’’جنت سے مراد بعض نے کہا ہے کہ وہی جنت ہے جس میں انسان بعد الموت جائے گا اور بعض مفسرین نے اسے اسی زمین کا کوئی ٹکڑا قرار دیا ہے۔ بائبل میں ہے: ’’اور خداوند خدا نے عدن میں پورب کی طرف ایک باغ لگایا اور آدم کو جسے اس نے بنایا تھا اس میں رکھا (پیدائش باب 2 آیت 8) اس کے بعد آیت 14 میں یہ ذکر ہے کہ اس باغ کو دجلہ اور فرات سیراب کرتے ہیں گویا بائبل کا یہ بیان استعارہ اور حقیقت اور صحیح اور غلط سے مخلوط ہے لیکن دجلہ اور فرات کے پاس کے علاقہ کی اس سے تعین ہو جاتی ہے۔ چونکہ حضرت نوحؑ اور ان کی قوم کے واقعات بھی اس علاقہ سے تعلق رکھتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مولد بھی اُور ہے جو عراق میں ہے اور جدید تحقیق سے بھی اُور اور اس کے گرد کا علاقہ کھودنے سے معلوم ہوا ہے کہ یہ ملک نہایت قدیم تہذیب کا گہوارہ رہا ہے پس ان حالات سے قرین قیاس یہی ہے کہ آدم کا مولد عراق کا علاقہ ہی تھا اور جس جنت کا ان کے متعلق ذکر آتا ہے وہ بھی اس علاقہ کا کوئی مقام تھا جسے مقام کے آرام دہ ہونے اور اچھے نظام کی وجہ سے جو آدم نے قائم کیا جنت کہا گیا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد اول صفحہ 335)

جہاں تک اس واقعہ میں حضرت آدم علیہ السلام کی بھول کا تعلق ہے تو بائبل کے بیان میں ایک بڑا نقص یہ ہے کہ اس کے مطابق خدا تعالیٰ نے حضرت آدم کو اُس درخت کا پھل سے روکنے کی جو وجہ بتائی تھی وہ غلط تھی کیونکہ انہیں بتایا گیا تھا کہ جب انہوں نے اس درخت کا پھل کھایا تو ان کی موت ہو جائے گی جبکہ حقیقت میں ایسا بالکل نہیں ہوا۔ بائبل کے مطابق تو اگر کسی نے سچ بولا تو وہ سانپ یا شیطان تھا کیونکہ اس نے حضرت آدم اور حضرت حوا کو کہا تھا کہ اس کا پھل کھانے سے تم ہرگز نہیں مرو گے بلکہ نیک و بد کی پہچان کرنے لگو گے اور یہ بات بالکل سچ تھی۔ اس وجہ سے اس بات کی کوئی معقول وجہ نہیں کہ فقط سچ بولنے پر سانپ کو ملعون کیوں قرار دیا گیا۔

قرآنِ کریم کے بیان میں یہ بنیادی نقص دُور کیا گیا ہے۔ قرآنِ کریم میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا کہ اس درخت کے قریب نہ جانے ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے۔ اور شیطان نے یہ وسوسہ ڈالا تھا یہ ہمیشگی کا درخت ہے اور میں تمہیں ایسے ملک کا پتہ دے رہا ہوں جو کبھی بوسیدہ نہیں ہوگا۔ (طٰہٰ۔121)

اس طرح شیطان نے جھوٹ بولا تھا اور خدا تعالیٰ کی بات غلط نہیں تھی۔

حضرت آدمؑ اور حضرت حوّا کو جنت سے نکلنے کا حکم کیوں ملا؟ قرآنِ کریم اور بائبل میں اس کی مختلف وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ بائبل کے مطابق خدا نے کہا کہ اب آدمؑ اس درخت کا پھل کھا کر نیک و بد کی پہچان کرنے لگ گیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ حیات کے درخت کا پھل بھی کھا لے اور ہمیشہ جیتا رہے۔ اس لیے آدم کو عدن کے باغ سے نکال دیا گیا تا کہ وہ زمین میں کھیتی کرے۔ جب کہ قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مقام سے نکل جانے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں:

’’هُوَالتَّوَّابُ الرَّحِيْم کے بعد قُلْنَا اهْبِطُوا فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ بطور سزا کے ہرگز نہیں۔ یہ قرآن شریف کے سیاق کے بالکل خلاف ہے۔‘‘

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’یہ حکم اللہ تعالیٰ کے فضل کا نشان۔ حضرت آدم غالباً ہند بلکہ سراندیپ میں چلے آئے جیسے جابر، ابنِ عمر، سیدنا علی اور تابعین اور من بعدھم سے مروی ہے۔ کیونکہ جس مکان پر کسی سے غلطی ہوتی ہے وہ منحوس جگہ اس قابل نہیں ہوتی کہ محتاط لوگ وہاں رہیں۔ علاوہ بریں ایسے مکان سے ہجرت کرنا آئندہ کے واسطے ہوشیار اور خبردار کر دیتا ہے۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد 140و141)

اس مقام سے نکل کر حضرت آدمؑ اور حضرت حوا کہاں آئے تھے، اس بارے میں تفاسیر میں مختلف روایات بیان ہوئی ہیں۔ بعض روایات کے مطابق حضرت آدمؑ نے جس جگہ کی طرف ہجرت کی تھی وہ ہندوستان تھا، بعض نے سراندیپ (موجودہ سری لنکا) بیان کیا ہے۔ اور بعض روایات کے مطابق یہ مقام مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان تھا۔

(تفسیرِ قرطبی اردو ترجمہ از اکرام الحق یٰسین جلد دوم، ناشر شریعہ اکیڈمی اگست 2011 صفحہ 133، تفسیر ابنِ کثیر اردو ترجمہ از محمد جونا گڑھی جلد دوم، ناشر فقہ الحدیث پبلیکیشنز صفحہ 167)

حضرت آدم کی اس ہجرت کے ساتھ نسلِ انسانی ایک نئے دور میں داخل ہوئی۔

....

حضرت نوح علیہ السلام کی ہجرت

حضرت نوح کی ہجرت اس پس منظر میں ہوئی جب ان کی قوم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر کو پر ایمان نہ لانے اور مسلسل اس کو جھٹلانے کے نتیجہ میں ایک طوفان سے ہلاک کر دی گئی۔ اور حضرت نوحؑ نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت ایک کشتی بنائی، جس میں بیٹھ کر حضرت نوح اور تمام ایمان لانے والے اس طوفان سے محفوظ رہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بچا کر ایک نئی تہذیب کا بانی بنا دیا۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

’’اور نوح کی طرف وحی کی گئی کہ اس کے سوا جو ایمان لا چکا تیری قوم میں سے کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ پس اس سے دل برا نہ کر جو وہ کرتے ہیں۔

اور ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنا اور جن لوگوں نے ظلم کیا ان کے بارہ میں مجھ سے کوئی بات نہ کر۔ یقیناً وہ غرق کئے جانے والے ہیں۔

اور وہ کشتی بناتا رہا اور جب بھی اس کی قوم کے سرداروں کا اس پر گذر ہوا وہ اس سے تمسخر کرتے رہے۔ اس نے کہا اگر تم ہم سے تمسخر کرتے ہو تو یقیناً ہم بھی سے اسی طرح تمسخر کریں گے جیسے تم کر رہے ہو۔

پس عنقریب تم جان لو گے کہ وہ کون ہے جس پر وہ عذاب آئے گا جو اسے ذلیل کر دے گا اور اس پر ایک ٹھہر جانے والا عذاب اترے گا۔

یہاں تک جب ہمارا فیصلہ آ پہنچا اور بڑے جوش سے چشمے پھوٹ پڑے تو ہم نے (نوح سے) کہا کہ اس (کشتی) میں ہر ایک (ضرورت کے جانور) میں سے جوڑا جوڑا سوار کرا اور اپنے اہل کو بھی سوائے اس کے جس کے خلاف فیصلہ گزر چکا ہے اور (اسے بھی سوار کر) جو ایمان لایا ہے اور اس کے ہمراہ ایمان نہیں لائے مگر تھوڑے۔

اور اس نے کہا کہ اس میں سوار ہو جاؤ۔ اللہ کے نام کے ساتھ ہی اس کا چلنا اور اس کا لنگر انداز ہونا ہے۔ یقیناً میرا رب بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اور وہ انہیں لئے ہوئے پہاڑوں جیسی موجوں میں چلتی رہی۔ اور نوح نے اپنے بیٹے کو پکارا جبکہ وہ ایک علیحدہ جگہ میں تھا۔ اے میرے بیٹے! ہمارے ساتھ سوار ہو جا اور کافروں کے ساتھ نہ ہو۔

اس نے جواب دیا میں جلد ہی ایک پہاڑ کی طرف پناہ (ڈھونڈ) لوں گا جو مجھے پانی سے بچالے گا۔ اس نے کہا کہ آج کے دن اللہ کے فیصلہ سے کوئی بچانے والا نہیں مگر جس پر وہ رحم کرے (صرف وہی بچے گا)۔ پس ان کے درمیان ایک موج حائل ہوگئی اور وہ غرق کئے جانے والوں میں ہوگیا۔

اور کہا گیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان! تھم جا۔ اور پانی خشک کر دیا گیا اور فیصلہ صادر کر دیا گیا۔ اور وہ (کشتی) جودی (پہاڑ) پر ٹھہر گئی اور کہا گیا ہلاکت ہو ظالم قوم پر۔‘‘

(سورۃ ھود آیت 37 تا 45)

بائبل میں بھی حضرت نوحؑ کے زمانہ میں آنے والے طوفان کے حالات بیان ہوئے ہیں اور یہ حالات پیدائش کے باب 6 تا 8 میں بیان کیے گئے ہیں۔ بائبل کے بیان میں اور قرآن کریم کی مندرجہ بالا آیات میں بیان فرمودہ واقعات میں بعض بنیادی فرق ہیں۔ بائبل میں بیان کیا گیا ہے کہ جب نسلِ انسانی میں بدی بہت بڑھ گئی تو خدا تعالیٰ نے فیصلہ کیا کہ انسانوں کو جانوروں کو اور رینگنے والے جانوروں کو مٹا دیا جائے۔ البتہ حضرت نوح علیہ السلام خدا کی نظر میں مقبول تھے۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے حضرت نوح کو کشتی بنانے کا حکم دیا گیا۔ اس بارے میں بائبل میں بیان کیا گیا ہے:

’’تو گوپھر کی لکڑی کی ایک کشتی اپنے لئے بنا۔ اس کشتی میں کوٹھریاں تیار کرنا اور اس کے اندر اور باہر رال لگانا۔ اور ایسا کرنا کہ کشتی کی لمبائی تین سو ہاتھ۔ اس کی چوڑائی پچاس ہاتھ اور اس کی اونچائی تیس ہاتھ ہو۔ اور اس کشتی میں ایک روشندان بنانا اور اوپر سے ہاتھ بھر چھوڑ کر اسے ختم کر دینا اور اس کشتی کا دروازہ اس کے پہلو میں رکھنا اور اس میں تین درجے بنانا۔ نچلا دوسرا اور تیسرا۔‘‘

(پیدائش باب 6)

جہاں تک کشتی کا تعلق ہے تو قرآنِ کریم سورۃ القمر میں بیان کرتا ہے:

’’اور اسے (یعنی نوح کو) ہم نے تختوں اور میخوں والی (کشتی) پر سوار کیا۔‘‘ (القمر: 14)

بائبل اور قرآنِ کریم کے بیانات میں ایک فرق تو یہ ہے کہ قرآنِ کریم کے مطابق اس کشتی کو تختوں اور میخوں سے بنایا گیا تھا (میخوں سے ضروری نہیں کہ دھات کی میخیں مراد لی جائیں قدیم تاریخ میں جہاز سازی میں کثرت سے لکڑی کی میخیں استعمال ہوتی رہی ہیں۔) اور بائبل میں گوپھر کی لکڑی اور رال (پ pitch) کا ذکر ہے۔ اور بائبل میں کشتی کی لمبائی چوڑائی اور اونچائی کا ذکر ہے۔ ایک ہاتھ (cubit) تقریباً اٹھارا انچ کے برابر ہوتا ہے۔ لیکن کشتی کا حجم اتنا زیادہ بن جاتا ہے کہ اس دور میں اس حجم کا بحری جہاز بنانا ممکن ہی نہیں تھا۔ انیسویں صدی تک بھی صنعت نے اتنی ترقی نہیں کی تھی کہ صرف لکڑی سے اتنا بڑا بحری جہاز بنایا جاسکے۔ اتنے بڑے بحری جہاز کو قائم رکھنے کے لئے دھات کے فریم کی ضرورت پڑتی ہے۔

قرآنِ کریم میں اس کشتی کا کوئی سائز نہیں بیان ہوا جبکہ بائبل میں اس کشتی یا جہاز کا بہت معین سائز بیان کیا گیا ہے۔ لیکن یہ سائز اتنا زیادہ ہے کہ اس پر بہت سے ماہرین نے یہ سوال اُٹھایا ہے کہ محض لکڑی اور رال سے خاص طور پر اُس دور میں یعنی آج سے پانچ ہزار سال قبل اس سائز کا جہاز بنانا ممکن نہیں تھا۔

قرآن کریم اور بائبل کے بیان میں ایک فرق یہ ہے کہ بائبل کے مطابق اس طوفان نے ساری زمین کو اپنی زد میں لے لیا تھا اور سوائے کشتی میں موجود جانداروں کے تمام دنیا سے زندگی ختم ہو گئی تھی۔ جبکہ قرآنِ کریم میں یہ ذکر موجود نہیں ہے کہ اس طوفان نے تمام زمین کو غرق کر دیا تھا۔

بائبل میں لکھا ہے:

’’اور چالیس دن تک طوفان زمین پر رہا اور پانی بڑھا اور اس نے کشتی کو اوپر اُٹھا دیا۔ سو کشتی زمین پر سے اُٹھ گئی۔ اور پانی زمین پر چڑھتا ہی گیا اور بہت بڑھا اور کشتی پانی کے اوپر تیرتی رہی۔ اور پانی زمین پر بہت ہی زیادہ چڑھا اور سب اونچے پہاڑ جو دنیا میں ہیں چھپ گئے۔ اور پانی ان سے پندرہ ہاتھ اور اوپر چڑھا اور پہاڑ ڈوب گئے۔ اور سب جانور جو زمین پر چلتے تھے، پرندے اور چوپائے اور جنگلی جانور اور زمین کے سب رینگنے والے جاندار اور سب آدمی مر گئے۔ اور خشکی کے سب جاندار جنکے نتھنوں میں زندگی کا دم تھا مر گئے۔ بلکہ ہر جاندار شے جو رویِ زمین پر تھی مر مٹی۔ کیا انسان کیا حیوان۔ کیا رینگنے والے جاندار کیا ہوا کا پرندہ یہ سب کے سب زمین پر سے مر مٹے۔ فقط ایک نوح باقی بچا یا وہ جو اس کے ساتھ کشتی میں تھے۔‘‘ (پیدائش باب 7)

سائنسی طور پر بائبل کا بیان غلط اور قرآنِ کریم کا بیان صحیح ہے۔ ہر بڑے پیمانے کا سیلاب اپنے آثار زمین پر چھوڑتا ہے۔ اب تک ہونے والی تحقیق کے مطابق زمین کی تاریخ میں اتنا بڑا طوفان کبھی نہیں آیا جس نے تمام زمین کو زیر آب کر دیا ہو۔ اور نہ ہی زمین میں اتنا پانی موجود ہے کہ ایسا طوفان آسکے جو کہ دنیا کی بلند ترین چوٹی سے بھی اوپر نکل جائے۔ صدیوں کی تحریف نے بائبل کے بیان میں بہت سی مبالغہ آمیز تفصیلات شامل کر دی تھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’بائبل اور سائنس کی آپس میں ایسی عداوت ہے جیسے کہ دو سوکنیں ہوتی ہیں۔ بائبل میں لکھا ہے کہ وہ طوفان ساری دنیا میں آیا اور کشتی تین سو ہاتھ لمبی اور پچاس ہاتھ چوڑی تھی اور اس میں حضرت نوحؑ نے ہر قسم کے پاک جانوروں میں سے سات جوڑے اور ناپاک میں سے دو جوڑے ہر قسم کے کشتی میں چڑھائے حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں۔ اول تو اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر عذاب نازل نہیں کیا جب تک پہلے رسول کے ذریعے اس کو تبلیغ نہ کی ہو اور حضرت نوح کی تبلیغ ساری دنیا کی قوموں پر کہاں پہنچی تھی کہ سب غرق ہو جاتے دوم اتنی چھوٹی سی کشتی میں جو صرف 300 ہاتھ لمبی اور 50 ہاتھ چوڑی ہو ساری دنیا کے بہائم چرند پرند سات سات جوڑے یا دو دو جوڑے کیوں کر سما سکتے ہیں۔‘‘ (الحکم جلد 5 نمبر 29 صفحہ 3)

قرآنِ کریم میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت نوحؑ کی کشتی جُودی پر جا کر رکی تھی اور بائبل میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ کشتی اَرارَت کی چوٹی پر جا کر رکی تھی۔ یہ چوٹی کہاں پر ہے؟ اس بارے میں بہت سی قیاس آرائیاں اور تحقیق کی گئی ہے۔ بہت سے محققین نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ یہ چوٹی ترکی میں ہے۔ چند نے اس بات کا اظہار کیا ہے کہ یہ چوٹی ایران میں بھی ہوسکتی ہے۔ بہت سی ٹیموں نے کئی مرتبہ اس کشتی کے آثار کو ڈھونڈنے کی کوشش بھی کی ہے۔ تاریخ طبری میں بیان کیا گیا ہے کہ جُودی موصل کے علاقہ میں خفیض میں ہے۔

(تاریخِ طبری۔ اردو ترجمہ از محمد اصغر مغل و اعجاز احمد صمدانی، ناشر دار الاشاعت 2003 جلد اول صفحہ 152)

(Biblica: The Bible Atlas, published by Global Book Publishing, 2008, p98-99)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’لفظ اراراٹ جس پر نوح کی کشتی ٹھہری اصل میں ارِی ریت ہے جس کے معنی ہیں میں پہاڑ کی چوٹی کو دیکھتا ہوں رِیت پہاڑ کی چوٹی کو کہتے ہیں۔ قرآنِ کریم میں اللہ تعالیٰ نے لفظ جودی رکھا ہے جس کے معنے ہیں میرا جود و کرم یعنی وہ کشتی میرے جود و کرم پر ٹھہری۔‘‘

(الحکم جلد 5 نمبر 92 صفحہ 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

’’اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح کی رہائش کا مقام پہاڑوں میں گھرا ہوا تھا۔ کیونکہ تبھی تو ان کا بیٹا کہتا ہے کہ میں کسی پہاڑ پر چڑھ جاؤنگا۔ کسی کا لفظ علاقہ کے ساتھ ساتھ پہاڑوں کی کثرت پر دلالت کرتا ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد سوم صفحہ 193)

حضرت نوحؑ کو ہجرت سے قبل ایک نہایت طویل عرصہ قوم کے انکار اور ان کی مخالفت کی مشکلات سے گزرنا پڑا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کو ختم کرنے کا فیصلہ فرمایا اور آپ اور آپ کے متبعین نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت اور اس کے سکھائے ہوئے طریق کے مطابق ہجرت کی۔

یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ دنیا کی تقریباً تمام اہم تہذیبوں میں ایک عظیم سیلاب اور اس میں چنیدہ لوگوں کی ایک کشتی کے ذریعہ محفوظ رہنے کی کہانی ملتی ہے۔ میسوپوٹیمیا کے جنوب میں Sumerian تہذیب کے آثار ملے ہیں۔ اس میں مٹی کی تختیوں پر لکھی ہوئی ایک قدیم کہانی بھی ہے جس کو Epic of Gilgamesh کہا جاتا ہے۔ یہ دنیا کا قدیم ترین لٹریچر ہے جو محفوظ ہے۔ اس کے آخر میں ایک عظیم طوفان کا ذکر ہے جس میں اس قصہ کے ہیرو کو دیوتا کی طرف سے ایک بہت بڑی کشتی بنانے کا حکم دیا گیا تھا تا کہ اس کے ذریعہ وہ اور ان کے ساتھی محفوظ رہیں۔

(Gilgamesh, compiled by Stephen Mitchell, First South Asian Edition 2006, p180-195)

اسی طرح قدیم ہندو روایات میں بھی ایک عظیم سیلاب کا ذکر ملتا ہے۔ یہ سیلاب اُس دور میں آیا جب زمین بدی سے بھر گئی تھی۔ تب دنیا کو ایک عظیم سیلاب کے ذریعہ تباہ کیا گیا۔ اِس وقت ہندو دیوتا ’وشنو‘ نے ایک مچھلی کا روپ دھارا اور ایک نیک ’منو‘ کو اور اس کے ساتھیوں کو ایک کشتی عطا کی جس پر بیٹھ کر انہوں نے اپنی جان بچائی۔ اس کشتی میں مختلف جانور اور ادویات میں کام آنے والی جڑی بوٹیاں بھی لادی گئی تھیں۔ طوفان کے دوران اس کشتی کو اِس عظیم مچھلی سے باندھ دیا گیا تھا۔

(Devi-Devata: Gods and Godesses of India, by Subhadra Sen Gupta, published by Rupa& Co 2001, p101-104)

....

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہجرت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے اپنی قوم کو بت پرستی میں مبتلا دیکھا تو ان کی بت پرستی سے اظہارِ بیزاری فرمایا اور فرمایا کہ تمہارا ربّ تو زمین و آسمان کا ربّ ہے جس نے انہیں پیدا کیا ہے۔

اور پھر ان بتوں کو سوائے بڑے بت کے توڑ دیا۔ اور قوم کو کہا کہ اس بڑے بت سے پوچھ لو۔ اس پر وہ لاجواب ہو گئے۔ اور کہا کہ یہ کلام نہیں کرے۔ اس پر حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ تم ان کی عبادت کرتے ہو جو تمہیں نہ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نقصان۔ اور فرمایا:

’’تُف ہے تم پر اور اس پر جس کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو۔ پس کیا تم عقل نہیں کرتے؟

انہوں نے کہا اس کو جلا ڈالو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو اگر تم کچھ کرنے والے ہو۔

ہم نے کہا اے آگ! تو ٹھنڈی پڑ جا اور سلامتی بن جا ابراہیم پر۔

اور انہوں نے اس سے ایک چال چلنے کا ارادہ کیا تو ہم نے خود انہی کو کلیۃً نامراد کر دیا۔

اور ہم نے اسے اور لوط کو ایک ایسی زمین کی طرف نجات دی جس میں ہم نے تمام جہانوں کے لئے برکت رکھی تھی۔‘‘

(الانبیاء: 28 تا 72)

حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں:

’’حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلے اُور میں رہتے تھے جو عراق کے علاقہ میں تھا۔ وہاں سے آپ حاران کی طرف جو بالائی عراق میں ہے تشریف لے گئے اور وہاں سے کنعان کی طرف خدا تعالیٰ کے حکم سے آپ نے ہجرت کی اور یہ زمین آئندہ ان کی اولاد کیلئے مقرر کر دی گئی۔

(تفسیر کبیر جلد 5 صفحہ 532)

بائبل میں حضرت ابراہیمؑ کی ہجرت کے بارے میں یہ تفاصیل لکھی ہیں:

’’اور تارح نے اپنے بیٹے ابرام کو اور اپنے پوتے لوط کو جو حاران کا بیٹا تھا اور اپنی بہو ساری کو جو اس کے بیٹے ابرام کی بیوی تھی ساتھ لیا اور وہ سب کسدیوں کے اُور سے روانہ ہوئے کہ کنعان کے ملک میں جائیں اور وہ حاران تک آئے اور وہیں رہنے لگے۔ اور تارح کی عمر دو سو پانچ برس کی ہوئی اور اُس نے حاران میں وفات پائی۔

اور خداوند نے ابرام سے کہا کہ تو اپنے وطن اور اپنے ناطے داروں کی بیچ سے اس ملک میں جا جو میں تجھے دکھاؤں گا۔ اور میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ اور برکت دونگا۔ اور تیرا نام سرفراز کروں گا۔....... اور وہ ملک کنعان کو روانہ ہوا اور ملکِ کنعان میں آئے۔ اور ابرام اس ملک میں سے گذرتا ہوا مقامِ سکم میں مورہ کے بلوط تک پہنچا۔ اس وقت ملک میں کنعانی رہتے تھے۔ تب خداوند نے ابرام کو دکھائی دے کر کہا کہ یہی ملک میں تیری نسل کو دوں گا اور اس نے وہاں خداوند کے لئے جو اسے دکھائی دیا تھا ایک قربان گاہ بنائی۔ اور وہاں سے کوچ کر کے اس پہاڑ کی طرف گیا جو بیت ایل کے مشرق میں ہے اور اپنا ڈیرا ایسے لگایا بیتِ ایل مغرب میں اور عی مشرق میں پڑا اور وہاں اس نے خداوند کے لیے ایک قربان گاہ بنائی اور خداوند سے دعا کی۔ اور ابرام سفر کرتا کرتا جنوب کی طرف بڑھ گیا۔‘‘

(پیدائش باب 11 و 12)

یہاں پر یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ ایک پڑھنے والے کو قرآنِ کریم اور بائبل کے بیان میں یہ بنیادی فرق نظر آتا ہے کہ قرآنِ کریم میں ہجرت کے بیان سے قبل اس بات کا تفصیلی ذکر ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی قوم بت پرستی میں مبتلا تھی۔ حضرت ابراہیم نے ان کے اس عمل سے بیزاری کا اظہار فرمایا، ان کو ان کی غلطی سے آگاہ کیا اور انہیں توحید کی تبلیغ کی۔ اس پر ان کی قوم ان کے خلاف

بھڑک اُٹھی اوران کوقتل کرنے کی سازش کی جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ناکام ونامراد کردیا۔ اوراس کے بعد حضرت ابراہیمؑ اورحضرت لوطؑ، جوآپ کے بھتیجے تھے، نے ایک ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کی جسے اللہ تعالیٰ نے بابرکت کیا تھا۔ اس کے برعکس بائبل اس بیان سے بالکل خالی ہے کہ آخر حضرت ابراہیمؑ کی قوم میں کیا روحانی بیماری تھی اورحضرت ابراہیمؑ نے اللہ تعالیٰ کے ایک جلیل القدر نبی ہونے کی حیثیت سے ان کی روحانی بیماری کے علاج کے لیے کیا سعی فرمائی اور کس طرح انہیں ایک خدا کی طرف بلایا۔صرف ان کے شجرہ نسب کا ذکر ہے اور یہ ذکر ہے کہ ان کا خاندان کس مقام سے کس مقام کی طرف منتقل ہوا۔مذہبی اعتبار سے جو پہلو اہم ہوسکتا تھا اس کا ذکر بالکل نہیں کیا گیا اوراس طرح ان کی ہجرت کا پس منظر واضح نہیں ہوتا۔

جہاں تک بائبل میں بیان کردہ مقامات کا تعلق ہے تو اُور نام کا ایک قدیم شہر قدیم میسوپوٹیمیا (Mespotamia) کے جنوب میں موجود تھا جو کہ آج کے عراق کا حصہ ہے۔ یہ شہر چار ہزار سے پانچ ہزار سال قبلِ مسیح میں آباد ہوا تھا اور حضرت عیسیٰؑ سے تقریباً چارسو پچاس سال قبل تک آباد رہا۔بعض محققین اس بات سے اختلاف کرتے ہیں کہ یہ شہر وہ اُور ہے جس کا بائبل میں ذکر ہے۔ ان کے نزدیک حضرت ابراہیمؑ کا مسکن شمال میں ایک اور شہر URA تھا۔اور حاران کا قدیم شہر اُور سے شمال میں یعنی شمالی میسوپوٹومیا میں ہے۔اور یہ شہر چاند دیوتا کی پرستش کا اہم مرکز تھا۔

(Ancient History Encyclopedia-Ur)

(Harpers Bible Dictionary -Harran)

اکثر مغربی محققین کے نزدیک عی اور بیت ایل کے مقامات فلسطین میں یروشلم کے شمال میں ہیں۔لیکن یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ بائبل کے بیان میں بھی ان مقامات کے بعد حضرت ابراہیم کا جنوب کی طرف مزید سفر کرنے کا ذکر ہے۔ اور مکہ مکرمہ فلسطین سے جنوب میں ہے۔اور قرآنِ کریم کے مطابق یہاں پر حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ نے ازسرِ نو خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔ ویسے بھی لفظ بیت ایل عربی میں بیت اللہ کے ہم معنی ہے۔

....

حضرت لوط علیہ السلام کی ہجرت

حضرت لوطؑ حضرت ابراہیمؑ کے بھتیجے تھے اوراُن پر ایمان لے آئے تھے۔ اورحضرت ابراہیمؑ نے جب حاران سے ہجرت کی تو اس ہجرت میں آپ بھی شامل تھے۔ (پیدائش باب 12 آیت 5)۔لیکن ایک مرحلہ پر آپ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام سے علیحدہ ہوکر ایک اور مقام کی طرف منتقل ہونا پڑا۔ایسا کیوں کرنا پڑا اس کے بارے میں بائبل میں لکھا ہے:

''اور لوط کے پاس بھی جو ابرام کا ہم سفر تھا بھیڑ بکریاں گائے اور ڈیرے تھے ۔اور اُس ملک میں اتنی گنجائش نہ تھی کہ وہ اکٹھے رہیں کیونکہ ان کا پاس اتنا مال تھا کہ وہ اکٹھے نہیں رہ سکتے تھے۔اور ابرام کے چرواہوں اور لوط کے چرواہوں میں جھگڑا ہوا اور کنعانی اور فرزی اُس وقت ملک میں رہتے تھے۔تب ابرام نے لوط سے کہا کہ میرے اور تیرے درمیان اور میرے چرواہوں اور تیرے چرواہوں کے درمیان جھگڑا نہ ہوا کرے کیونکہ ہم بھائی ہیں۔ کیا یہ سارا ملک تیرے سامنے نہیں؟ سوتو مجھ سے الگ ہوجا۔ اگر تو بائیں جائے تو میں دہنے جاؤں گا اور اگر تو دہنے جائے تو میں بائیں جاؤں گا۔''

(پیدائش باب 13 آیت 5 تا 9)

اللہ تعالیٰ کے انبیاء کی ہجرت خاص مصالح اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تحت ہوتی ہے۔اور خاص دینی اغراض اوروجوہات کی بناپر یہ ہجرت کی جاتی ہے۔

بائبل کا یہ بیان درست نہیں معلوم ہوتا کہ جب حضرت لوطؑ حضرت ابراہیم سے علیحدہ ہو کر ایک نئے علاقے میں گئے تو اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ ملک ان دونوں کے جانوروں کے لیے چھوٹا ہوگیا تھا۔

بائبل کے مطابق حضرت لوطؑ نے سدوم کے قریب رہائش اختیار کی۔ سدوم اورعمورہ کی آبادیاں ہم جنسیت میں مبتلا تھیں۔

یہ بستیاں کہاں پر آباد تھیں؟ اس بارے میں محققین کا عمومی نظریہ یہ ہے کہ یہ بستیاں بحیرہ مردار (Dead Sea) کے قریب تھیں۔ پہلے یہ خیال بھی کیا گیا تھا کہ یہ بستیاں اب بحیرہ مردار کے جنوبی حصہ کے نیچے ہیں اور یہ جنوبی حصہ پہلے خشک زمین تھا بعد میں پانی کی سطح سے نیچے لگا۔لیکن ابھی تک اس کے کوئی معین شواہد نہیں ملے۔ اب یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ بستیاں بحیرہ مردار کے مشرق یا جنوب میں واقعہ تھیں۔

(Harper Bible Dictionary, edited by Paul J. Achtemeir, published by Theological publications in India, Banglore 1999 p974)

بحیرہ مردار انتہائی نمکین پانی کا سمندر ہے اور اس میں کوئی آبی حیات بھی زندہ نہیں رہ سکتی۔تفسیر ابنِ کثیر میں لکھا ہے کہ یہ بستی اب گندے اور بدمزہ پانی کی جھیل بنی ہوئی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر جلد 3، اردو ترجمہ از محمد جونا گڑھی صفحہ 630)

قرآن کریم کے مطابق حضرت لوطؑ نے انہیں ان الفاظ میں انذار فرمایا:

''جب ان سے ان کے بھائی لوط نے کہا کیا تم تقویٰ اختیار نہیں کرو گے؟ یقیناً میں تمہارے لیے ایک امانت دار پیغمبر ہوں۔ پس اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو اور میری اطاعت کرو۔ اور میں اس پر تم سے کوئی اجر نہیں مانگتا۔ میرا اجر تو تمام جہانوں کے ربّ پر ہے۔ کیا تم دنیا بھر میں مردوں کے پاس ہی آتے ہو؟ اور اسے چھوڑ دیتے ہو جو تمہارے ربّ نے تمہارے لئے تمہارے ساتھی پیدا کئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تم حد سے تجاوز کرنے والے لوگ ہو۔ انہوں نے کہا اے لوط! اگر تو باز نہیں آیا تو یقیناً تو (اس بستی سے) نکالے جانے والوں میں سے ہوجائے گا۔'' (الشعراء 162 تا 168)

اسی طرح اللہ تعالیٰ سورۃ العنکبوت میں فرماتا ہے:

''اور لوطؑ کو بھی (بھیجا) جب اس نے اپنی قوم سے کہا کہ تم یقیناً بے حیائی کی طرف (دوڑے) آتے ہو۔ تمام جہانوں میں سے کبھی کوئی اس میں تم پر سبقت نہ لے جا سکا۔ کیا تم (شہوت کے ساتھ) مردوں کی طرف آتے ہو اور راہزنی کرتے ہو اور اپنی مجالس میں سخت ناپسندیدہ باتیں کرتے ہو۔ پس اس قوم کا جواب کچھ نہ تھا مگر (یہ) کہ انہوں نے کہا ہمارے پاس اللہ کا عذاب لے آ اگر تو سچوں میں سے ہے۔'' (العنکبوت آیت 29و30)

بائبل کی کتاب پیدائش میں جہاں حضرت لوطؑ کے حالات کا ذکر ہے وہاں یہ ذکر نہیں ہے کہ حضرت لوطؑ نے اپنی قوم کو تبلیغ کرکے اور انذار کرکے ان کی برائیوں سے روکا تھا۔عقل کی رو سے اللہ تعالیٰ کے نبی کا اولین کام تو یہی ہوسکتا تھا کہ وہ گمراہ قوم کو انذار کرے مگر بائبل اس بیان سے مکمل طور پر خالی ہے جبکہ قرآنِ کریم نے یہ تفاصیل بیان کی ہیں۔ پھر وہ مرحلہ آتا ہے جب اس سرکش قوم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہونے کا وقت قریب آیا۔ اور قرآنِ کریم اور بائبل دونوں میں بیان کیا گیا ہے کہ اس کی خبر لے کر فرشتے یا اللہ تعالیٰ کے نیک افراد پہلے حضرت ابراہیمؑ اور پھر حضرت لوطؑ کے پاس آئے مگر فرق یہ ہے کہ بائبل میں بیان کیا گیا ہے۔

''اوراس سے پیشتر کہ وہ آرام کرنے کے لیے لیٹیں سدوم شہر کے مردوں نے جوان سے لے کر بڑھے تک سب لوگوں نے ہرطرف سے اس گھر کو گھیر لیا۔ اورانہوں نے لوط کو پکار کر اُس سے کہا کہ وہ مرد جو آج رات تیرے ہاں آئے کہاں ہیں؟ ان کو ہمارے پاس لے آتا کہ ہم ان سے صحبت کریں۔ تب لوط نکل کر دروازے سے اور اپنے پیچھے کواڑ بند کردیا۔ اور کہا کہ اے بھائیو! ایسی بدی تو نہ کرو۔ دیکھو میری دو بیٹیاں ہیں جو مرد سے واقف نہیں۔ مرضی ہو تو میں ان کو تمہارے پاس لے آؤں اور جو تم کو بھلا معلوم ہو ان سے کرو۔ مگر ان مردوں سے کچھ نہ کہنا کیونکہ وہ اسی واسطے میرے پاس آئے ہیں۔ انہوں نے کہا یہاں سے ہٹ جا۔ پھر کہنے لگے یہ شخص ہمارے پاس قیام کرنے آیا تھا اور اب حکومت جتاتا ہے۔ سو ہم تیرے ساتھ ان سے زیادہ بدسلوکی کریں گے۔ تب وہ اُس مرد یعنی لوط پر پل پڑے اور نزدیک آئے تاکہ کواڑ توڑ ڈالیں لیکن ان مردوں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر لوط کو اپنے پاس گھر میں کھینچ لایا اور دروازہ بند کردیا۔ اوران مردوں کو جو گھر کے دروازے کیا چھوٹے کیا بڑے اندھا کردیا۔''

(پیدائش باب 19 آیت 4 تا 11)

اس طرح بائبل میں حضرت لوط پر یہ بھیانک الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی معصوم بیٹیوں کی حفاظت کرنے کی بجائے خود انہیں بدکاری کے لیے پیش کیا نعوذُ باللہ۔ بدقسمتی سے کئی مفسرین نے قرآنی آیات پر غور کرنے کی بجائے انہی غلط الزامات کو بائبل سے لے کر نقل کردیا۔

قرآنِ کریم میں اس واقعہ کے متعلق بیان کیا گیا ہے:

''اور شہر کے رہنے والے خوشیاں مناتے ہوئے آئے۔ اس نے کہا یہ میرے مہمان ہیں پس مجھے رسوا نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو اور مجھے ذلیل نہ کرو۔ انہوں نے کہا کیا ہم نے تجھے سب جہانوں (سے راہ ورسم رکھنے) سے منع نہیں کیا تھا؟ اس نے کہا (دیکھو) یہ میری بیٹیاں ہیں (ان کی حیا کرو) اگر تم کچھ کرنے والے ہو۔''

(الحجر آیت 432)

حضرت مصلح موعودؓ ان آیات کی پُرمعرفت تفسیر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

''.......چونکہ حضرت لوطؑ کو کسی بہانے سے بستی سے نکالنا چاہتے تھے وہ خوش بھی ہوئے اب یہ قابو آگئے ہیں اب ہم ان کو یہاں سے چلے جانے پر مجبور کرسکیں گے۔ ان کا یہ تردّد اس لئے تھا کہ حضرت لوطؑ کی بیٹیاں وہاں بیاہی ہوئی تھیں اور اس وجہ سے وہ شہر کے ساکن تھے اور انہیں بلاوجہ نہیں نکالا جاسکتا تھا۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ ان مردوں سے بدکاری کی نیت سے نہیں آئے تھے۔ اگر وہ اجنبیوں سے ایسے فعل کیا کرتے تھے تو وہ یہ نہ کہتے کہ جب ہم نے منع کیا ہوا کہ کہ اجنبی آدمی نہ لایا کرو پھر تو کیوں اجنبیوں کو لایا۔ تب تو انہیں حضرت لوط کے مہمان بلانے پر خوش ہونا چاہیے تھا...... پھر یہ کیسے تعجب کی بات ہے کہ حضرت لوط جو خدا کے نبی تھے۔ خود ان لوگوں کو ایک اور بدکاری کی جو پہلی سے کم نہیں تھی تعلیم دیتے ہیں کیا کوئی عقلمند آدمی بھی اس بات کو باور کرسکتا ہے کہ عین اس وقت جب بدکاریوں کی وجہ سے اس قوم پر عذاب آنے لگا تھا حضرت لوط ان کو ایک اور بدکاری کا مشورہ دیتے ہیں اور یہ بھول جاتے ہیں کہ ایسے ہی کاموں کی وجہ سے عذاب آرہا ہے۔''

(تفسیر کبیر جلد چہارم صفحہ 95)

اس کے بعد حضرت لوطؑ اور آپ کے اہلِ خانہ کا سدوم سے نکلنے کا مرحلہ آتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ انبیاء کی ہجرت کا ہر پہلو اللہ تعالیٰ کے احکامات کے تحت ہو رہا ہوتا ہے۔ حضرت لوطؑ اُس بستی سے نکل کر کہاں گئے؟ اس بارے میں قرآنِ کریم بیان کرتا ہے:

''پس اپنے اہل کو لے کر رات کے ایک حصہ میں نکل کھڑا ہو۔ اور ان کے پیچھے چل اور تم میں سے کوئی پیچھے مُڑ کر نہ دیکھے اور تم چلتے رہو جس طرف (چلنے کا) تمہیں حکم دیا جاتا ہے۔'' (الحجر: 431)

اس آیتِ کریمہ میں صاف ذکر کیا گیا ہے کہ یہ ہجرت اس جگہ کی طرف کی گئی جس مقام کی طرف اللہ تعالیٰ نے ہجرت کرنے کا حکم دیا تھا۔

بائبل میں بیان کیا گیا ہے کہ جب فرشتے حضرت لوطؑ کو باہر لے کر آئے تو انہوں نے کہا:

''نہ تو پیچھے مڑ کر دیکھنا نہ کہیں میدان میں ٹھہرنا۔ اُس پہاڑ کو چلا جانا ہو کہ تو ہلاک ہوجائے۔ اور لوط نے ان سے کہا اے میرے خداوند ایسا نہ کر دیکھ تو نے اپنے خادم پر کرم کی نظر کی ہے اور ایسا بڑا افضل کیا کہ اپنے خادم کی جان بچائی میں پہاڑ تک نہیں جاسکتا کہیں ایسا نہ ہو مجھ پر مصیبت آپڑے اور میں مرجاؤں۔ دیکھ یہ شہر ایسا نزدیک ہے کہ وہاں بھاگ سکتا ہوں۔'' (پیدائش۔ باب 17 تا 20)

ان حوالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ بائبل کے نزدیک حضرت لوط نے جہاں اللہ تعالیٰ نے جانے کا حکم دیا تھا وہاں جانے سے انکار کیا اور پہاڑ کی بجائے ایک بستی کی طرف جانے کی اجازت مانگی۔

قرآنِ شریف میں اس کے برعکس بیان کیا گیا ہے۔

انبیاء کی ہجرت خاص مقاصد کی خاطر ہوتی ہیں۔ اور ان کی تاریخ کا مطالعہ ان کے بابرکت ثمرات کو ظاہر کرتا ہے۔ حضرت لوطؑ کی ہجرت کے مقصد اور انجام کے بارے میں قرآنِ کریم بیان فرماتا ہے:

''اور لوط کو ہم نے حکمت اور علم عطا کئے اور ہم نے ایسی بستی سے نجات بخشی جو پلید کام کیا کرتی تھی۔ یقیناً وہ ایک بڑی بدی میں مبتلا بدکار لوگ تھے۔'' (الانبیاء 75)

پھر سورۃ الشعراء میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ حضرت لوطؑ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس طرح اس دعا کو شرفِ قبولیت بخشا:

''اے میرے رب مجھے اور میرے اہل کو اس سے نجات بخش جو وہ کرتے ہیں۔ پس ہم نے اسے اور اس کے اہل سب کو نجات بخشی۔ سوائے ایک بڑھیا کے جو پیچھے رہنے والوں میں سے تھی۔'' (الشعراء 170 تا 172)

مگر بائبل میں حضرت لوطؑ اور ان کی بیٹیوں کے لئے اس ہجرت کا ایسا گھناؤنا اور گندہ انجام بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس قابل بھی نہیں ہے کہ اسے دہرایا جائے۔ اور نعوذُ باللہ انہیں محرم رشتوں میں جنسی تعلقات میں ملوث بیان کیا گیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت لوطؑ کی آج تک دنیا میں جو اولاد موجود ہے، اس کا آغاز محرم

رشتوں میں تعلقات کے نتیجے میں ہوا تھا۔عقل اس بات کو قبول نہیں کرسکتی کیونکہ حضرت لوطؑ کی بستی کی تباہی تو بدکاری کے جرم کی وجہ سے ہوئی تھی۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ اس کا نتیجہ اس سے بھی بھیانک بدکاری کی صورت میں نکلا ہو۔ (پیدائش باب19 آیت 31 تا33)

....

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ہجرت

اللہ تعالیٰ کی خاص بشارات اور حکمتوں کے تحت حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بڑے بیٹے حضرت اسماعیلؑ اور اپنی بیوی حضرت ہاجرہ کو مکہ مکرمہ میں آباد کیا۔اور قرآن کریم اس کے بارے میں فرماتا ہے:

''اے ہمارے ربّ! یقیناً میں نے اپنی اولاد میں سے بعض کو ایک بے آب وگیاہ وادی میں تیرے معزز گھر کے پاس آباد کر دیا ہے۔اے ہمارے ربّ! تا کہ وہ نماز قائم کریں۔پس لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر دے اور انہیں پھلوں میں رزق عطا کرتا کہ وہ شکرادا کریں۔''

(سورۃ ابراہیم:38)

اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''اور جب ہم نے (اپنے) گھر کو لوگوں کے بار بار اکٹھا ہونے کی اور امن کی جگہ بنا دیا۔اور ابراہیم کے مقام میں سے نماز کی جگہ پکڑو۔اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل کو تاکید کی کہ تم دونوں میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور اعتکاف بیٹھنے والوں اور رکوع کرنے والوں (اور) سجدہ کرنے والوں کے لئے خوب پاک وصاف بنائے رکھو۔ اور جب ابراہیم نے کہا کہ اے میرے رب! اس کو ایک پُرامن اور امن دینے والا شہر بنا دے اور اس کے بسنے والوں کو جواُن میں سے اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان لائے ہر قسم کے پھلوں میں سے رزق عطا کر۔اس نے کہا کہ جو کفر کرے گا اسے بھی میں کچھ عارضی فائدہ پہنچاؤں گا۔ پھر میں اُسے آگ کے عذاب کی طرف جانے پر مجبور کر دوں گا اور (وہ) بہت ہی برا ٹھکانا ہے۔اور جب ابراہیم اس خاص گھر کی بنیادوں کو استوار کر رہا تھا اور اسماعیل بھی (یہ دعا کرتے ہوئے) کہ اے ہمارے رب! ہماری طرف سے قبول کرلے۔یقیناً تو ہی بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔اور اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے دو فرمانبردار بندے بنا دے ور ہماری ذریت میں سے بھی اپنی ایک فرمانبردار امت (پیدا کر دے)۔اور ہمیں اپنی عبادتوں اور قربانیوں کے طریق سکھا اور ہم پر توبہ قبول کرتے ہوئے جھک جا۔یقیناً تو ہی توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔اور اے ہمارے ربّ! تو انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کر جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہی کتاب کی تعلیم دے اور (اس کی) حکمت بھی سکھائے اور ان کا تزکیہ کر دے۔ یقیناً تو ہی کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا ہے۔''

(سورۃ البقرۃ126 تا130)

ان آیاتِ کریمہ سے واضح ہے کہ قرآنِ کریم بیان فرما رہا ہے کہ حضرت ابراہیم نے خاص عظیم الشان دینی اغراض کے لیے اپنے بیٹے کو ایک بے آب وگیاہ وادی میں آباد کیا۔اور اس اقدام کے جو عظیم نتائج نکلنے تھے ان کا انتہائی مقام آنحضرت ﷺ کی بعثت تھی۔عیسائی اور یہودی حضرت اسماعیلؑ کو تو نبی نہیں مانتے لیکن حضرت ابراہیمؑ کو تو اللہ تعالیٰ کا ایک جلیل القدر نبی مانتے ہیں۔ یہاں اس بات کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ بائبل میں اس واقعہ کی کیا تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔

اس واقعہ کے بارے میں بائبل بیان کرتی ہے:

''اسحاق کے دودھ چھڑانے کے دن ابرہام نے بڑی ضیافت کی۔اور سارہ نے دیکھا کہ ہاجرہ مصری کا بیٹا جو اس کے ابراہام سے ہوا تھا ٹھٹھے مارتا ہے۔تب اس نے ابرہام سے کہا کہ اس لونڈی کو اور اس کے بیٹے کو نکال دے کیونکہ اس لونڈی کا بیٹا میرے بیٹے اسحاق کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔پر ابرہام کو اس کے بیٹے کے باعث یہ بات نہایت بری معلوم ہوئی۔اور خدا نے ابرہام سے کہا کہ تجھے اس لڑکے اور لونڈی کے باعث برا نہ لگے جو کچھ سارہ تجھ سے کہتی ہے تو اس کی بات مان کیونکہ اسحاق سے تیری نسل کا نام چلے گا اور اس لونڈی کے بیٹے سے بھی میں ایک قوم پیدا کروں گا۔اسلئے کہ وہ تیری نسل ہے۔تب ابراہام نے صبح سویرے اُٹھ کر روٹی اور پانی کی ایک مشک لی اور اسے ہاجرہ کو دیا بلکہ اس کے کاندھے پر دھر دیا اور لڑکے کو بھی اس کے حوالے کر کے اسے رخصت کر دیا۔سو وہ چلی گئی اور بیرسبع کے بیابان میں آوارہ پھرنے لگی۔اور جب مشک کا پانی ختم ہو گیا تو اس نے لڑکے کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا۔اور آپ اس کے مقابل ایک تیر کے ٹپے پر دور جا بیٹھی اور کہنے لگی کہ میں اس لڑکے کا مرنا تو نہ دیکھوں۔سو وہ اس کے مقابل بیٹھ گئی اور چلا چلا کر رونے لگی۔اور خدا نے اس لڑکے کی آواز سنی اور خدا کے فرشتہ نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اس سے کہا اے ہاجرہ تجھ کو کیا ہوا؟ مت ڈر کیونکہ خدا نے اس جگہ سے جہاں لڑکا پڑا ہوا ہے اس کی آواز سن لی ہے۔اُٹھ اور لڑکے کو اُٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کیونکہ میں اس کو ایک بڑی قوم بناؤں گا۔پھر خدا نے اس کی آنکھیں کھولیں اور اس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا اور جا کر مشک سے پانی کو بھر لیا اور لڑکے کو پلایا اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا۔''

(پیدائش باب21)

اس بیان میں تحریف کا عنصر اور اس کے پیچھے یہود کا بنو اسماعیل سے بغض صاف نظر آتا ہے۔اس بیان میں حقارت کا عنصر شامل کرنے کے لیے حضرت ہاجرہ کے لیے بار بار لونڈی کا لفظ استعمال کیا گیا۔حالانکہ خود بائبل کے بیان کے مطابق وہ حضرت ابراہیم کی بیوی تھیں۔ (پیدائش باب 16 آیت 6)۔ساری تحریف کا مقصد صاف یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سارہ کا مقام بلند ظاہر کیا جائے اور حضرت ہاجرہ کا مقام ادنیٰ ظاہر کیا جائے۔لیکن اس کے باوجود حضرت سارہ کی طرف بائبل نے برے اخلاق منسوب کیے ہیں۔ پہلے باب 16 میں یہ لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت ہاجرہ پر اتنی سختی کی کہ انہیں گھر چھوڑنا پڑا اور پھر باب 21 میں یہ لکھا ہے کہ صرف اس بات پر ایک معصوم کم عمر لڑکا ہنس رہا تھا انہیں اتنا غصہ آیا کہ اس کو اور اس کی ماں کو گھر سے نکال دینے کا مشورہ دے دیا اور وہ بھی اس خوف سے کہ کہیں وہ وراثت میں شریک نہ ہو جائے۔ ان سب باتوں کے باوجود خود بائبل یہ بیان کرتی ہے کہ حضرت ہاجرہ کا مقام خدا کی نظر میں اتنا بلند تھا کہ جب بھی ان پر مشکل وقت آیا تو خدا تعالیٰ کا فرشتہ ان پر نازل ہوا اور انہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے خوش خبری عطا کی اور ان کی مشکلات حل کر دیں۔اور انہیں ایک فرزند اور اس فرزند سے ایک عظیم قوم کی بشارت دی۔دوسری طرف خود بائبل کے بیان کے مطابق حضرت سارہ پر کبھی کوئی فرشتہ نازل نہیں ہوا تھا۔

ایک اور اہم پہلو یہ ہے کہ بائبل کے مطابق حضرت ابراہیمؑ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی اور بیٹے کو کو گھر سے رخصت کر دے اور اس کے نتیجہ میں ایسے دردناک حالات پیدا ہوئے کہ بچے کی موت یقینی نظر آ رہی تھی۔لیکن خدا تعالیٰ کا کوئی حکم بغیر حکمت کے نہیں ہوتا۔ بائبل میں یہ بیان نہیں کیا گیا کہ آخر اس میں کیا حکمت تھی؟ فقط یہ وجہ کہ حضرت ابراہیم کا نام حضرت اسحاقؑ سے چلنا تھا اور ان کی والدہ کو حضرت اسماعیلؑ کا ہنسنا برا لگ رہا تھا۔تو یہ تو کوئی معقول وجہ یا حکمت نہیں کہلا سکتی۔لیکن جیسا کہ حوالہ درج کیا گیا ہے قرآنِ کریم اس عمل کی گہری حکمت بیان فرماتا ہے۔اور وہ حکمت یہ تھی کہ حضرت اسماعیل اور ان کی والدہ کو ایک مقدس مقام پر آباد کیا گیا تھا تا کہ وہ اس مقام کو اس لیے آباد کریں تا کہ یہ مقام خدائے واحد کی عبادت کرنے والوں کے لیے ایک مرکز کا کام دے۔ اور اس عمل کی معراج آنحضرت ﷺ کی مبارک بعثت تھی۔

....

حضرت ایوب علیہ السلام کی ہجرت

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

''اور ہمارے بندے ایوب کو بھی یاد کر جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ یقیناً مجھے شیطان نے بہت دکھ اور عذاب دیا ہے۔(ہم نے اسے کہا) اپنی سواری کو ایڑ لگا۔ یہ (قریب ہی) نہانے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے اور پینے کے لیے بھی۔اور پھر ہم نے اسے اس کے اہلِ خانہ اور ان کے علاوہ ان جیسے اور بھی عطا کر دیئے اپنی رحمت کے طور پر اور اہلِ عقل کے لئے ایک سبق آموز ذکر کے طور پر۔ اور خشک اور تر شاخوں کا ایک گچھا اپنے ہاتھ میں لے اور اسی سے ضرب لگا اور (اپنی) قسم کو جھوٹا نہ کر۔یقیناً ہم نے اسے بہت صبر کرنے والا پایا۔کیا ہی اچھا بندہ تھا۔ یقیناً وہ بار بار عاجزی سے جھکنے والا تھا۔

(سورۃ صٓ: آیت43 تا45)

حضرت مصلح موعودؓ تحریر فرماتے ہیں:

''ان دونوں کے بعد حضرت ایوبؑ کا ذکر کیا گیا ہے۔جن کی ساری عمر مشکلات میں کٹ گئی تھی۔رسولِ کریم ﷺ کے زمانے کے لحاظ سے شاید حضرت علیؓ کو حضرت ایوبؑ سے نسبت دی جا سکے۔اور مسیح موعود علیہ السلام کے وقت کے لحاظ سے تو بہر حال یہ ایک پیشگوئی ہے جو وقت پر آ کر ظاہر ہوگی۔''

(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ 549)

اس بارے میں تفسیر کبیر میں حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی تحقیق تحریر فرمائی ہے۔حضور تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت ایوبؑ سے ملتا جلتا واقعہ ہندوستان کے لٹریچر میں بھی پایا جاتا ہے۔اور یہ واقعہ ہریش چندر کا واقعہ ہے۔ اور بائبل میں لکھا ہے کہ اہلِ مشرق میں ایوبؑ جیسا مالدار کوئی نہیں تھا۔جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایوب کا تعلق ہندوستان سے تھا۔قرآنِ کریم کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ایوبؑ ایک بہت مالدار شخص تھے جو کہ ایک مشرک بادشاہ کی عملداری میں رہتے تھے۔یہ مشرک بادشاہ آپ کو تکالیف پہنچاتا تھا اور ان تکالیف کے بارے میں آپ نے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی تھی۔اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو وہاں سے ہجرت کر جانے کا حکم دیا تھا۔اور یہ تسلی دی تھی کہ وہاں آپ کے اہل وعیال پہنچا دیئے جائیں گے۔اور ان کے علاوہ بھی وہاں آپ کے خیر خواہ پیدا ہو جائیں گے۔(تفسیر کبیر جلد پنجم صفحہ 549)

بائبل کی کتاب 'ایوب' میں حضرت ایوبؑ پر آنے والے ابتلاء اور پھر اس ابتلاء سے رہائی کے واقعات درج ہیں لیکن وضاحت سے ان کی ہجرت یا اس ہجرت کی وجوہات کا ذکر نہیں ہے۔

....

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہجرت

حضرت موسیٰؑ اور بنی اسرائیل کا فرعون کی ظلم سے نجات پانا اور ارضِ موعود کی طرف ہجرت کرنا دنیا کی مذہبی تاریخ کا ایک اہم واقعہ ہے۔یہ واقعات بائبل کی کتاب خروج میں تفصیل سے بیان ہوئے ہیں اور قرآنِ کریم میں اس ہجرت کا ایک سے زیادہ مقام پر اس ہجرت کا ذکر کیا گیا ہے۔یہ موضوع اپنی ذات میں ایک تفصیلی موضوع ہے۔یہاں صرف اس کے ایک دو بنیادی نکات کے بارے میں بائبل اور قرآنِ کریم کے بیان کا موازنہ کرنا مقصود ہے۔

قرآنِ کریم اور بائبل میں بیان کردہ واقعات کا موازنہ کرتے ہوئے سب سے پہلے اس بات کا جائزہ لینے ضروری ہے کہ اس ہجرت کا مقصد کیا تھا اور یہ کہ ان دونوں کتبِ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت موسیٰؑ کو کیا ارشاد ہوا تھا کہ فرعون کے سامنے کیا بنی اسرائیل کی نسبت کیا بیان کیا جائے۔

قرآنِ کریم میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو ارشاد فرمایا:

''پس تم دونوں اس کے پاس جاؤ اور اسے کہو کہ ہم تیرے رب کے دو ایلچی ہیں۔پس ہمارے ساتھ تو بنی اسرائیل کو بھیج دے اور انہیں عذاب نہ دے۔.....''

(سورۃ طٰہٰ:48)

اور اسی ارشاد کے مطابق حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو کہا:

''مجھ پر واجب ہے کہ اللہ پر حق کے سوا کچھ نہ کہوں۔ یقیناً میں تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف ایک ایک روشن نشان لے کر آیا ہوں۔پس تو میرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دے۔''

(سورۃ الاعراف:107)

اس کے برعکس بائبل میں مختلف تفصیلات بیان ہوئی ہیں۔بائبل میں بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو تو بتا دیا تھا کہ انہوں نے بنی اسرائیل کو مصر کی غلامی سے نکال کر کنعان (فلسطین) لے کر جانا ہے۔ (خروج باب3 آیت 3و4)

لیکن بائبل کے مطابق خدا تعالیٰ کی طرف حضرت موسیٰؑ کو کیا ہدایت ملی کہ فرعون کے سامنے اس بارے میں کیا کہنا ہے؟ خروج میں بیان کیا گیا ہے:

''تو اسرائیلی بزرگوں کو ساتھ لے کر مصر کے بادشاہ کے پاس جانا اور اُس سے کہنا کہ خدا عبرانیوں کے خدا کی ہم سے ملاقات ہوئی۔اب تو ہم کو تین دن کی منزل تک بیابان میں جانے دے تا کہ ہم خداوند اپنے خدا کے لئے قربانی کریں۔'' (خروج باب3:18)

گویا ارادہ تو شروع سے یہی تھا کہ بنی اسرائیل کو مصر کی غلامی سے نکال کر کنعان لے کر جانا ہے لیکن بائبل کے مطابق خود خدا تعالیٰ نے یہ ہدایت دی کہ فرعون کے سامنے یہ خلافِ واقعہ بات کہہ دو کہ ہم تو صرف تین دن تک کی مسافت تک جا کر قربانی کرنا چاہتے ہیں پھر واپس آ جائیں گے۔اور عملاً حضرت موسیٰؑ نے فرعون کے سامنے کیا کہا۔اس بارے میں بائبل بیان کرتی ہے:

''اس کے بعد موسیٰ اور ہارون نے جا کر فرعون سے کہا کہ خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ میرے لوگوں کو جانے دے تا کہ وہ بیابان میں میرے لئے عید کریں۔'' (خروج باب 4:1)

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں

صبر واستقامت کے بلند ترین معیار

حافظ مظفر احمد

انسان کا مصیبت کے وقت ضبط نفس اور برداشت سے کام لینا صبر ہے تو میدان جنگ میں تلواروں اور تیروں کے سامنے اپنے آپ کو روک رکھنا شجاعت ہے۔عیش و عشرت اور اسراف سے رُک جانا زہد ہے تو شرمگاہ کی حفاظت عفت ہے۔کھانے سے اپنے آپ کو روک رکھنا وقار ہے تو غصہ کے اسباب سے رکنا حلم ہے۔انبیاء ان اخلاق کا عمدہ نمونہ ہوتے ہیں۔سب سے بڑھ کر یہ پاک نمونہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے دکھایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایذا رسانی کے سلوک پر اللہ تعالیٰ آپؐ کو تسلی کے رنگ میں فرماتا ہے:

"تجھے صرف وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو تجھ سے پہلے رسولوں سے کہی گئی تھیں"۔(حٰمٓ السجدة:44)

یعنی اُن کے ساتھ بھی اسی طرح کا تمسخر واستہزاء اور اسی قسم کے اعتراض کئے جاتے تھے۔مگر ان تمام اذیتوں پر آپؐ کو صبر اور استقامت کی تلقین کی گئی چنانچہ فرمایا: "تو اسی دین کی طرف لوگوں کو پکار اور استقلال سے قائم رہ جیسا تجھے کہا گیا ہے اور ان کی خواہشوں کی پیروی نہ کر۔"

(سورۃ الشوریٰ:16)

نیز فرمایا: "پس اے نبی! تو بھی اسی طرح صبر کر جس طرح پختہ ارادے والے رسول تجھ سے پہلے صبر کر چکے ہیں۔" (سورۃ الاحقاف:36)

زبانی ایذا رسانی

سلسلہ انبیاء کے سردار ہونے کے ناطے ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیٰ ﷺ سب سے زیادہ آزمائے گئے۔ آپؐ نے زبانی اذیتیں بھی سن کر برداشت کیں اور جسمانی دکھ بھی سہے۔اور یہ تمام مصائب خدا کی راہ میں خوشی سے جھیلے۔کبھی ماتھے پر کوئی شکن یا زبان پر کوئی شکوہ نہیں لائے بلکہ بڑی شان اور وقار کے ساتھ اپنے مولیٰ کی راہ پر گامزن رہے اور اعلیٰ درجے کی استقامت کا نمونہ دکھلا دیا۔

ہمارے آقا ﷺ کیسے کوہ وقار وہ انسان ہیں جن کو معاذ اللہ شاعر، دیوانہ، جادوگر اور کذاب کہہ کر ہر گندی گالی دی جاتی ہے، مگر وہ نہ صرف یہ دشنام دہی برداشت کرتے ہیں بلکہ ان دشمنانِ دین کے لئے دعا گو ہیں کہ اے اللہ میری قوم کو بخش دے یہ جانتے نہیں۔

(بخاری کتاب المغازی)

شدائد و آلام کے اس زمانے میں اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی کو تلقین صبر، تائید و نصرت کی یقین دہانی اور حفاظت کے وعدے نہ ہوتے تو وہ مشکلات کے پہاڑ کیسے عبور ہوتے اللہ تعالیٰ آپؐ کو قدم قدم پر تسلی دیتا تھا۔کبھی استہزاء کرنے والوں کے بارہ میں یہ فرما کر کہ "ہم خود ان تمسخر کرنے والوں کے لئے کافی ہیں۔"

(سورۃ الحجر:96)

یعنی اللہ تعالیٰ نپٹ لے گا اور تجھے ان کے شر سے محفوظ رکھے گا۔تو کبھی یہ کہہ کر اطمینان دلایا جاتا کہ "اللہ تعالیٰ تجھے ان کے حملوں سے محفوظ رکھے گا۔"

(سورۃ المائدۃ:68)

وہ استہزاء کرنے والے جب آپؐ کے پاک نام محمدؐ کو (جس کے معنے ہیں تعریف کیا گیا) بگاڑ کر مذممّ (یعنی قابل مذمت) کہا کرتے تو آپؐ فرماتے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ مجھے کس طرح ان کی گالیوں اور دشنام دہی سے بچا لیتا ہے۔یہ کسی مذممّ کو گالیاں دیتے ہیں جبکہ میرا نام خدا نے محمدؐ رکھا ہے۔ (بخاری کتاب المناقب)

دیگر ایذا رسانیاں

کفار مکہ نے رسول اللہ ﷺ کو اذیت دینے کے لئے جو مختلف طریق آزمائے وہ نہایت ظالمانہ، شرمناک اور انسانیت سوز تھے۔مگر یہ تمام حربے رسول اللہؐ کے پائے ثبات میں کوئی لغزش پیدا نہ کر سکے۔ایک ہتھکنڈا دشمن نے یہ آزمانا چاہا کہ رسول اللہؐ کی بیٹیوں کو جن کے نکاح قریش میں ہو چکے تھے طلاق دلوائی جائے۔ چنانچہ سب سے پہلے انہوں نے عتبہ بن ابولہب کو اس پر آمادہ کیا۔جس نے رسول اللہؐ کی بیٹی حضرت رقیہؓ کو طلاق دے دی۔(السیرۃ النبویۃ لابن ھشام جلد 2 ص 296)

ابولہب کے دوسرے بیٹے عتیبہ کا نکاح رسول اللہؐ کی بیٹی ام کلثومؓ سے ہوا تھا۔ابولہب نے اس پر بھی دباؤ ڈال کر طلاق دلوادی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 8 صفحہ 37)

رسول کریمؐ کو آزادانہ نماز پڑھنے کی بھی آزادی نہ تھی۔ چنانچہ نماز عصر کے وقت آپؐ مختلف گھاٹیوں میں جا کر اکیلے یا دو دو کی صورت میں چھپ کر نماز ادا کرتے۔

(مستدرک حاکم جلد 4 صفحہ 52)

ان مظالم میں سردار مکّہ ابوجہل پیش پیش تھا۔ جو اپنی ریاست کے بل بوتے پر نومسلموں کو ذلیل و رسوا کرتا اور طرح طرح کی دھمکیاں دیتا۔اگر وہ نومسلم تاجر ہوتا تو اسے بائیکاٹ کی دھمکی دی جاتی اگر وہ بے چارہ کسی کمزور قبیلہ سے ہوتا تو اسے مارتے پیٹتے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام جلد 1 صفحہ 342)

خود رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات بھی ان ظالموں کے تمسخر اور استہزاء سے محفوظ نہ تھی۔ ابولہب کی بیوی ام جمیل آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھا دیتی۔ ہاتھ میں پتھر لے کر رسول اللہ ﷺ پر حملہ کرنا چاہتی مگر ہمیشہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق آپؐ کی حفاظت فرماتا تھا۔(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام جلد 1 صفحہ 376)

دشمنان اسلام رسول اللہؐ کو کسی پہلو چین نہ لینے دیتے۔گھر میں چولہے پر ہنڈیا پک رہی ہوتی تو وہ اس میں غلاظت پھینک دیتے۔حتیٰ کہ نماز پڑھتے ہوئے دشمن کے امکانی حملے سے بچنے کے لئے رسول اللہؐ ایک چٹان کو ڈھال بنا کر کھڑے ہوتے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام جلد 2 صفحہ 25)

اُمّ جمیل رسول اللہؐ کو گالیاں دیتی اور کہتی تھی ہم نے مذمم کا انکار کر دیا ہے۔ہم اس کے دین سے بیزار ہیں اور اس کی نافرمانی کرتے ہیں۔

(مستدرک حاکم جلد 2 صفحہ 361 بیروت)

اُمیہ بن خلف رسول اللہؐ کو اعلانیہ بھی گالیاں دیتا اور اشاروں میں بھی ایسی حرکات کر کے آپؐ کو تمسخر کا نشانہ بناتا۔

اُبی بن خلف گلی سڑی ہڈی اٹھا کر لایا اسے ہاتھ سے مسل کر رسول اللہ ﷺ کی طرف پھونک مار کر کہنے لگا اے محمدؐ تم کہتے ہو اس طرح گل سڑ جانے اور مٹی ہو جانے کے بعد ہم پھر اُٹھائے جائیں گے؟ آپؐ نے فرمایا "ہاں اللہ تعالیٰ تم سب کو اُٹھائے گا اور پھر آگ میں داخل کرے گا۔" (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام جلد 1 صفحہ 385)

عاص بن وائل رسول اللہ ﷺ کو بے اولاد ہونے کے طعنے دیتا۔ ولید بن مغیرہ کہتا اگر فرشتہ اترنا ہی تھا تو ہمارے جیسے شہر کے کسی بڑے سردار پر اترتا۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام جلد 1 صفحہ 384)

جسمانی اذیتیں

مکی دور میں مشرکین مکہ کی مخالفت اور انکار بالاصرار سے تنگ آ کر جب ہمارے آقا و مولیٰ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے الٰہی ارشاد کے مطابق طائف کا قصد فرمایا تو آپؐ کو زندگی کی سب سے بڑی تکلیف اور اذیت وہاں اٹھانی پڑی۔حضرت عائشہؓ نے ایک دفعہ آپؐ سے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ! جنگ اُحد (جس میں آپؐ شدید زخمی ہوئے اور تکلیف اٹھائی) سے زیادہ بھی کبھی آپؐ کو تکلیف برداشت کرنی پڑی ہے؟ رسولؐ اللہ نے فرمایا: اے عائشہؓ! میں نے تیری قوم سے بہت تکلیفیں برداشت کیں۔مگر میری تکلیفوں کا سخت ترین دن وہ تھا جب میں طائف کے سردار عبد یالیل کے پاس گیا اور پیغام حق پہنچانے کے لئے اس سے اعانت اور امان چاہی مگر اس نے انکار کر دیا بلکہ شہر کے اوباش میرے پیچھے لگا دئے جو مجھے پتھر مارنے لگے یہاں تک کہ میرے پاؤں سے خون بہنے لگا۔تب میں افسردہ ہو کر وہاں سے لوٹا۔

اس موقع پر ہمارے آقا و مولیٰؐ نے درد و کرب میں ڈوبی ہوئی دعا کی اس سے آپؐ کی اس جسمانی تکلیف اور اذیت کا بھی اندازہ ہوتا ہے جو اس موقع پر آپؐ نے برداشت کی۔دعا سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ مکہ اور طائف والوں کے انکار اور ظلم کے مقابل پر اپنی بے بسی اور بے کسی کا عالم دیکھ کر اس اولوالعزم رسولؐ سید المعصومین کے صبر کا پیمانہ بھی لبریز ہو گیا۔آپؐ نے اپنے مولیٰ کی غیرت کو یوں جوش دلایا کہ:

"اے خداوند! میں اپنے ضعف و ناتوانی، مصیبت اور پریشانی کا حال تیرے سوا کس سے کہوں؟ مجھ میں صبر کی طاقت اب تھوڑی رہ گئی ہے۔ مجھے اپنی مشکل حل کرنے کی کوئی تدبیر نظر نہیں آتی۔ میں سب لوگوں میں ذلیل و رسوا ہو گیا ہوں۔ تیرا نام ارحم الراحمین ہے تو رحم فرما! کیا تو مجھے دشمن کے حوالے کر دے گا جو مجھے تباہ و برباد کر دے۔خیر! جو چاہے کر پر تُو مجھ سے ناراض نہ ہونا۔بس پھر مجھے کسی کی پرواہ نہیں ہے۔"

(المعجم الکبیر لطبرانی جلد 11 صفحہ 17)

نبی کریمؐ کی سفر طائف کے ابتلاء میں غیر معمولی استقامت کی گواہی مشہور مستشرق سر ولیم میور نے خوب دی ہے: "محمدؐ کے طائف کے سفر میں عظمت اور شجاعت کا رنگ نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ایک تنہا شخص جس کی قوم نے حقارت کی نظر سے دیکھا اور ردّ کر دیا، وہ خدا کی راہ میں دلیری کے ساتھ اپنے شہر سے نکلتا ہے اور جس طرح یونس بن متّٰی نینوا کو گیا اسی طرح وہ ایک بت پرست شہر میں جا کر ان کو توحید کی طرف بلاتا اور توبہ کا وعظ کرتا ہے۔ اس واقعہ سے یقیناً اس بات پر روشنی پڑتی ہے کہ محمدؐ کو اپنے صدق دعویٰ پر کس درجہ ایمان تھا۔

(Life of Mahomet by sir william Muir Page :117 new edition 1877)

حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد تو رسول اللہؐ کی ایذا دہی کا سلسلہ بہت تیز ہو گیا۔یہاں تک کہ آپؐ کی ذات پر حملے ہونے لگے ایک بدبخت نے آپؐ کے سر پر خاک ڈال دی۔ رسول کریمؐ اس حالت میں گھر تشریف لائے۔آپؐ کی لخت جگر حضرت فاطمہؓ مٹی بھرا سر دھوتی تھیں اور ساتھ روتی جاتی تھیں اور رسول اللہؐ اسے تسلی دیتے ہوئے فرماتے تھے بیٹی! رونا نہیں۔اللہ تعالیٰ تمہارے باپ کا محافظ ہے۔ پھر فرمایا قریش نے میرے ساتھ ابوطالب کی وفات کے بعد بدسلوکی کی حد کر دی ہے۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام جلد 2 صفحہ 26)

الغرض ابوطالب کی وفات کے بعد قریش رسول اللہؐ کو دکھ پہنچانے کا کوئی حیلہ یا بہانہ ضائع نہ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہؐ نے ایک دفعہ ابوطالب کی کمی محسوس کرتے ہوئے فرمایا اے میرے چچا! آپؐ کی جدائی مجھے کس قدر محسوس ہوتی ہے۔

(مجمع الزوائد لھیثمی جلد 6 صفحہ 15)

ایک روز تو قریش نے رسول کریمؐ پر مظالم کی حد کر دی۔آپؐ گھر سے باہر نکلے تو جو بھی ملا وہ آزاد تھا یا غلام اس نے آپؐ کی تکذیب اور ایذا رسانی میں کوئی کسر اُٹھا نہ رکھی۔ رسول اللہؐ مغموم ہو کر واپس لوٹے اور چادر اوڑھ کر لیٹ رہے تب حکم ہوا کہ اے چادر اوڑھے ہوئے اٹھ اور لوگوں کو انذار کر۔(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام جلد 1 صفحہ 311)

امر واقعہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شدائد و آلام کا حال اصحاب رسول نے بہت کم بیان کیا، کیونکہ ایک طرف یہ مضمون سخت تکلیف دہ اور اذیت ناک تھا تو دوسری طرف ادب رسولؐ کا بھی تقاضا تھا کہ یہ تذکرے عام نہ ہوں۔خود نبی کریمؐ کمال صبر کا نمونہ دکھاتے ہوئے کبھی بھی از خود ان شدائد و آلام کے قصّے نہیں سناتے تھے۔گھریلو ماحول میں کبھی بات ہوگئی تو حضرت عائشہؓ کو ایک دفعہ اتنا بتایا "میں (مکہ میں) دو بدترین ہمسایوں ابولہب اور عقبہ بن ابی مُعیط کے درمیان رہتا تھا یہ دونوں گو برا ُٹھا کے لاتے اور میرے دروازے پر پھینک دیتے، حتیٰ کہ اپنے گھروں کی غلاظت بھی میرے دروازے پر ڈال جاتے۔"

آپؐ باہر نکلتے تو صرف اتنا فرماتے اے عبد مناف کی اولاد! "یہ کیسا حق ہمسائیگی تم ادا کرتے ہو؟"

پھر آپؐ اس گند کو خود راستہ سے ہٹا دیتے۔

(السیرۃ الحلبیۃ جلد 1 صفحہ 295 بیروت)

قاتلانہ حملہ

رسول اللہ ﷺ کو آزادیٔ ضمیر و مذہب سے محروم کر کے جذباتی تکالیف سے دلآزاری کی جاتی تھی اور آپؐ کی ذات پر قاتلانہ حملے تک کئے گئے۔رسول اللہؐ کو طواف کعبہ سے بھی روکا جاتا تھا۔کبھی بیت اللہ میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھنا چاہی تو اس سے بھی منع کر دئیے گئے۔عروہؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے کہا کہ قریش نے آنحضرتؐ کو جو سب سے بڑا دکھ پہنچایا اور آپ نے دیکھا ہو وہ سنائیں۔عبداللہ بن عمروؓ نے بیان کیا کہ "ایک دفعہ خانہ کعبہ میں قریش کے سردار جمع تھے اور میں بھی موجود تھا۔ وہ کہنے لگے اس شخص کو جتنا ہم نے برداشت کیا ہے آج تک کسی اور کو نہیں کیا۔اس نے ہمارے عقلمندوں کو بیوقوف کہا، ہمارے باپ دادا کو برا بھلا کہا، ہمارے دین کو خراب قرار دیا، ہماری جمعیت میں تفرقہ ڈال دیا اور ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں، ہم نے اس کی باتوں پر حد درجہ صبر کیا۔ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپؐ نے آ کر حجر اسود کو بوسہ دیا پھر بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے۔اس دوران ان سرداروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دعوے کا ذکر کر کے آپؐ

پر اعتراض کے رنگ میں آنکھ سے اشارہ کیا، جس کا اثر مَیں نے آپؐ کے چہرے پر دیکھا۔ پھر جب آپؐ دوسری دفعہ گزرے تو انہوں نے اسی طرح طعن کیا اور میں نے رسول اللہؐ کے چہرے پر ناپسندیدگی کے آثار دیکھے طواف کے تیسرے چکر میں بھی سردارانِ قریش نے یہی حرکت کی۔ آپؐ نے بڑے جلال سے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ ''اے قریش کی جماعت سن لو اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے۔ میں تمہیں ہلاکت کی خبر دیتا ہوں۔'' میں نے دیکھا کہ اس بات کا لوگوں پر اتنا اثر ہوا جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں۔ یہاں تک کہ ان میں سے سختی کی تحریک کرنے والا بھی نرمی سے کہنے لگا کہ ''اے ابوالقاسم! آپ تشریف لے جائیں۔ خدا کی قسم آپ جاہل نہیں ہیں۔'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔

اگلے دن سردارانِ قریش خانہ کعبہ میں پھر جمع ہوئے اور میں ان کے ساتھ تھا۔ وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کل جو واقعہ گزرا ہے اس کے جواب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کہا اس کے باوجود تم نے اس کو چھوڑ دیا۔ ابھی وہ یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ رسول اللہؐ تشریف لائے۔ سب آپؐ کی طرف لپکے۔ آپؐ کو گھیر لیا اور کہنے لگے آپ ہمیں یہ یہ کہتے ہو۔ ہمارے معبودوں کو اور ہمارے دین کو خراب قرار دیتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر بات کا جواب دیتے جا رہے تھے۔ اتنے میں ایک شخص نے آپؐ کی چادر کو پکڑا اور اس کو بل دے کر آپؐ کا گلا گھونٹنے لگا۔ حضرت ابوبکرؓ آڑے آئے اور اس شخص کو پیچھے ہٹایا اور روتے ہوئے کہا ''تم ایک شخص کو اس لئے قتل کرنا چاہتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا ربّ اللہ ہے۔'' یہ واقعہ سنا کر عبداللہؓ بن عمرو کہنے لگے یہ ایک سخت ترین اذیت ہے جو میں نے رسول اللہؐ کو قریش سے پہنچتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھی۔

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 218)

ایک روز سردارانِ قریش خانہ کعبہ کے پاس مقامِ حجر میں جمع ہوئے۔ لات و منات اور عزیٰ کی قسمیں کھا کر کہا کہ آج کے بعد اگر ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لیا تو ایک شخص کی طرح سب مل کر حملہ آور ہوں گے اور دم نہ لیں گے جب تک کہ ان کو قتل نہ کر دیں۔

حضرت فاطمہؓ کو پتہ چلا تو آپ روتی ہوئی اپنے بزرگ باپؐ کے پاس تشریف لائیں۔ عرض کیا کہ آپؐ کی قوم کے سرداروں نے ایسی قسمیں کھائی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک شخص آپؐ کے خون کا پیاسا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اے میری بیٹی مجھے ذرا وضو کا پانی دینا۔'' پھر آپؐ وضو کر کے بیت اللہ تشریف لے گئے، جہاں وہ سب سردار براجمان تھے۔ آپؐ کو دیکھتے ہی وہ سب بیک زبان ہو کر بولے ''لو وہ آ گیا''۔ مگر کسی کو کھڑا ہو کر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ سب کی آنکھیں جھک گئیں اور کوئی بھی اپنی جگہ سے ہل نہ سکا، حتیٰ کہ آپؐ کی طرف آنکھ تک اٹھانے کی جرأت کسی کو نہ ہو سکی۔ تب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی طرف متوجہ ہوئے اور جا کر ان کے پاس کھڑے ہو گئے، عین ان کے سروں کے اوپر۔ آپؐ نے مٹی کی ایک مٹھی بھر کر ان کی طرف پھینکی اور بآواز بلند فرمایا: ''شَاهَتِ الْوُجُوْهُ'' (یعنی رسوا ہو گئے چہرے) ابن عباسؓ کہتے ہیں ''ان سردارانِ قریش میں سے جس تک بھی وہ خاک پہنچی وہ بدر کے روز قتل ہو کر ہلاک ہوا۔''

(دلائل النبوۃ للبیہقی جلد 2 صفحہ 277، مستدرک حاکم جلد 1 صفحہ 163)

ایک دفعہ ابوجہل نے کہا کہ اگر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ کے پاس نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لوں تو آپؐ کی گردن دبوچ کے رکھ دوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجب جلال کے ساتھ فرمایا: اگر وہ ایسا کرے گا تو فوراً فرشتے آ کر اس پر گرفت کریں گے۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ العلق)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آزادی سے خدا کی عبادت کرنے کی بھی اجازت نہ تھی۔ آپؐ عبادت کرتے ہوئے بھی اذیتوں کا نشانہ بنائے گئے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے۔ ابوجہل اور اس کے ساتھی وہاں بیٹھے تھے۔ ان میں ایک دوسرے سے کہنے لگا تم میں سے کون ہے جو فلاں قبیلے میں ذبح ہونے والی اونٹنی کی بچہ دانی اٹھا لائے اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پشت پر اس وقت رکھ دے جب وہ سجدہ کرے۔ تب لوگوں میں سے بدبخت انسان عقبہ بن ابی معیط اٹھا اور وہ اونٹنی کی بچہ دانی اٹھا لایا اور دیکھتا رہا جب نبی کریمؐ نے سجدہ کیا تو اس نے وہ گند بھری بچہ دانی آپؐ کے کندھوں پر رکھ دی۔ عبداللہ بن مسعودؓ (جو ایک کمزور قبیلہ کے فرد تھے) کہتے ہیں، میں یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے بھی ان سرداروں کی موجودگی میں رسول اللہؐ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا تھا۔ اے کاش! مجھے بھی طاقت حاصل ہوتی اور میں آپؐ کے لئے کچھ کر سکتا۔

ادھر سردارانِ قریش رسول اللہؐ کی یہ حالت زار دیکھ کر ہنستے ہوئے لوٹ پوٹ ہو کر ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ رسول اللہؐ سجدہ کی حالت میں پڑے ہوئے سر نہ اٹھا سکتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت فاطمہؓ آئیں اور انہوں نے آپؐ کی پشت سے وہ گند ہٹایا تو آپؐ نے سر اٹھایا اور فرمایا ''اے اللہ! تو قریش پر گرفت کر۔''

(بخاری کتاب الوضوء)

یہ تو ایک قاتلانہ حملے کا حال ہے رسول کریمؐ کی زندگی میں متعدد قاتلانہ حملے دشمن کی طرف سے کئے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپؐ کو محفوظ و سلامت رکھا۔

انتہائی ایذا رسانی پر استقامت

عمروؓ حضرت عثمانؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ وہ نبی کریم ﷺ کو قریش سے پہنچنے والی اذیتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہنے لگے کہ قریش نے رسول اللہؐ کو بہت ہی ایذائیں دیں۔ عمروؓ کہتے ہیں کہ وہ تکالیف یاد کر کے حضرت عثمانؓ کی آنکھوں میں آنسو امڈ آئے۔ پھر کچھ سنبھل کر اپنا چشم دید واقعہ بیان کرنے لگے کہ ''ایک دفعہ رسول کریمؐ خانہ کعبہ کا طواف فرما رہے تھے۔ آپؐ کا ہاتھ ابوبکرؓ کے ہاتھ میں تھا اور صحن کعبہ میں قریش کے تین سردار عقبہ بن ابی مُعَیط، ابوجہل اور امیہ بن خلف بیٹھے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب طواف کرتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ جس کا ناگوار اثر میں نے رسول اللہؐ کے چہرے پر محسوس کیا۔ چنانچہ میں رسول اللہؐ کے اور قریب ہو گیا۔ رسول اللہؐ میرے اور ابوبکرؓ کے درمیان آ گئے۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ کی انگلیاں میرے ہاتھ میں ڈال لیں۔ ہم نے اکٹھے طواف کیا۔ جب اگلے چکر میں ہم ان کے پاس سے گزرے۔ ابوجہل کہنے لگا ''ہماری تم سے مصالحت قطعی ناممکن ہے۔ تم ہمیں ان معبودوں کی عبادت سے روکتے ہو جن کی پرستش ہمارے باپ دادا کرتے تھے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''ہاں میری یہی تعلیم ہے۔''

طواف کے تیسرے چکر میں جب رسول اللہؐ ان کے پاس سے گزرے تو پھر انہوں نے ایسی ہی نازیبا حرکات کیں۔ چوتھے چکر میں وہ تینوں اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ پہلے ابوجہل لپکا وہ رسول اللہؐ کو گلے سے پکڑ کر دبوچنا چاہتا تھا۔ میں نے اُسے سامنے سے روک کر دھکا دیا۔ وہ پشت کے بل پیچھے جا گرا۔ حضرت ابوبکرؓ نے امیہ بن خلف کو پیچھے دھکیلا اور خود رسول اللہؐ نے عقبہ بن ابی مُعیط کو۔ اس کے بعد وہ وہاں سے چلے گئے۔ رسول اللہؐ وہاں کھڑے فرما رہے تھے ''خدا کی قسم! تم باز نہیں آؤ گے یہاں تک کہ بہت جلد تم پر اللہ کی سزا اور گرفت اترے گی۔''

حضرت عثمانؓ فرماتے تھے کہ خدا کی قسم میں نے دیکھا ان میں سے ہر ایک خوف سے کانپ رہا تھا اور رسول اللہؐ فرما رہے تھے: ''تم اپنے نبی کی کتنی بری قوم ثابت ہوئے ہو''۔

پھر رسول اللہؐ اپنے گھر تشریف لے گئے اور دروازہ میں داخل ہونے کے بعد کھڑکی سے ہماری طرف رُخ کر کے فرمایا: ''تمہیں بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب اور اپنی بات پوری کر کے چھوڑے گا اور اپنے نبی کی مدد کرے گا اور یہ لوگ جن کو تم دیکھتے ہو اللہ تعالیٰ انہیں بہت جلد تمہارے ہاتھوں سے ہلاک کرے گا۔''

پھر ہم اپنے گھروں کو چلے گئے۔ حضرت عثمانؓ کہتے تھے پھر میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ خدا نے ان لوگوں کو ہمارے ہاتھوں سے ہلاک کیا۔

(فتح الباری جلد 7 صفحہ 167)

جسمانی تکالیف پر صبر

نبی کریمؐ عملی زندگی میں چھوٹی بڑی تکالیف پر غیر معمولی صبر کا مظاہرہ فرماتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ میں رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا آپؐ سخت بخار میں مبتلا تھے۔ مَیں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپؐ کو تو سخت بخار کی تکلیف ہے۔ آپؐ نے فرمایا: ہاں مجھے بہت شدید تکلیف ہے ایک عام آدمی کو بخار میں جتنی تکلیف ہوتی ہے اس سے دوگنا تکلیف ہے۔ (مگر رسول اللہؐ نہایت صبر سے اسے برداشت کر رہے تھے) میں نے عرض کیا: آپؐ کو اجر بھی تو دگنا ملے گا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: کسی مسلمان کو بھی کوئی تکلیف پہنچے حتیٰ کہ کانٹا بھی چبھے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ اس طرح دور کر دیتا ہے جیسے درخت کے پتے گر جاتے ہیں۔

(بخاری کتاب المرضیٰ)

حضرت جندبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک جنگ میں رسول کریمؐ کی انگلی زخمی ہو گئی آپؐ اسے مخاطب کر کے فرماتے ہیں۔

هَلْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دَمِيْتِ
وَفِيْ سَبِيْلِ اللهِ مَالَقِيْتِ

اے انگلی! تو صرف ایک انگلی ہی تو ہے جو زخمی ہوئی ہے تو کیا ہوا کہ خدا کی راہ میں یہ تکلیف تجھے پہنچی ہے۔

(بخاری کتاب الادب)

نبی کریمؐ طبعاً بہت صابر و شاکر طبیعت رکھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ کی آخری بیماری میں آپؐ کی تکلیف سے زیادہ کسی کی تکلیف نہیں دیکھی۔ (بخاری کتاب المرضیٰ)

راہِ مولیٰ میں قید و بند کی صعوبت

قریش مکہ کی طرف سے مظالم کے تمام حربے آزما لینے کے باوجود رسول اللہؐ کی استقامت ان کے لئے ایک حیران کن امر تھا۔ چنانچہ انہوں نے اجتماعی طور پر رسول اللہؐ کے قتل کا فیصلہ کیا اور اس سے اختلاف کی صورت میں رسول اللہؐ کا ساتھ دینے والے آپؐ کے سارے خاندان کے ساتھ بائیکاٹ طے کیا گیا کہ ان کے ساتھ شادی بیاہ، خرید و فروخت اور میل جول سب بند کر دیا جائے۔ یہاں تک کہ وہ رسولؐ اللہ کو قتل کرنے کے لئے ان کے حوالے نہ کر دیں۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد جلد 1 صفحہ 208، دلائل ابی نعیم جلد 1 صفحہ 358)

جب قریش نے دیکھا کہ بنو ہاشم کے تمام لوگ مسلمان اور کافر رسول اللہؐ کا ساتھ دینے پر آمادہ ہیں تو انہوں نے اپنے بازار ان پر بند کر دیئے۔

ادھر ابو طالب اپنے خاندان کے ساتھ شعب ابی طالب میں محصور ہو گئے انہیں غلہ اور کھانے پینے کے سامان کی خرید و فروخت سے کلی طور پر روک دیا گیا۔ ہر قسم کا سامان تجارت وہ ان سے پہلے جا کر خرید لیتے مقصد یہ تھا کہ وہ رسول اللہؐ کو ان کے سپرد کر دیں ورنہ یہ ان کو فاقوں اور بھوک سے ہلاک کرنے سے بھی دریغ نہ کریں گے۔

شعب ابی طالب میں اس تین سالہ محصوری کے زمانہ میں بعض لوگ رقم لے کر غلہ خریدنے بازار جاتے اور کوئی انہیں سودا دینے پر راضی نہ ہوتا اور وہ خالی ہاتھ لوٹ آتے یہاں تک کہ بعض لوگ فاقوں سے وفات پا گئے۔

(دلائل ابی نعیم جلد 1 صفحہ 359)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بیان کرتے ہیں ایک رات میں پیشاب کرنے کے لئے اُٹھا۔ پیشاب کے نیچے کسی چیز کی آواز آئی دیکھا تو اونٹ کی خشک کھال کا ایک ٹکڑا تھا۔ جسے اُٹھا کر میں نے دھویا، اسے جلایا پھر پتھر پر رکھ کر اسے باریک کیا اور پانی کے ساتھ نگل لیا اور تین روز تک اس کھانے پر گزارا کیا۔

جب مکہ میں قافلے غلہ لے کر آتے اور کوئی مسلمان غلہ خریدنے جاتا تو ابولہب انہیں کہتا محمدؐ کے ساتھیوں کے لئے قیمت بڑھا دو۔ چنانچہ وہ کئی گنا قیمت بڑھا دیتے اور مسلمان خالی ہاتھ گھروں کو لوٹتے ان کے بچے گھروں میں بھوک سے بلک رہے تھے مگر وہ انہیں کوئی کھانے کی چیز مہیا نہ کر پاتے تھے۔ اگلے دن ابولہب ان تاجروں سے مہنگے داموں غلہ اور کپڑے خرید لیتا اور یوں مسلمان اس عرصہ میں بھوکے ننگے رہ کر نہایت دردناک حالت کو پہنچ گئے۔ (الروض الانف جلد 2 صفحہ 127 مکتبہ المصطفی البابی الحلبی)

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ شعب ابی طالب کے زمانہ کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ وہ فاقے سے تھے۔ رات کے اندھیرے میں اُن کے پاؤں کے نیچے کوئی نرم چیز آئی جسے اُٹھا کر وہ کھا گئے اور انہیں پتہ تک نہ چلا کہ وہ کیا چیز تھی۔ (السیرۃ ابن ھشام جلد 2 صفحہ 17)

جان کا خطرہ

علاوہ ازیں مسلمان اس دور میں سخت خطرے کی حالت میں تھے۔ رسول کریمؐ اور مسلمانوں کی حفاظت اپنی ذات میں ایک اہم مسئلہ تھا۔ مسلسل تین سال تک یہ زمانہ خوف کے سایہ میں بسر ہوا۔ ابوطالب ہر شب رسول اللہؐ کو اپنے سامنے بستر پر سونے کیلئے بلاتے اور سلا دیتے تا کہ اگر کوئی شخص بد ارادہ رکھتا ہے یا رات کو چپکے سے حملہ کرنا چاہتا ہے تو وہ آپؐ کو اس جگہ سوتے دیکھ لے، جب سب لوگ سو جاتے تو ابوطالب اپنے کسی بھائی، بیٹے یا چچا زاد کو رسول اللہؐ کی جگہ سونے کا حکم دیتے اور رسول اللہؐ کی سونے کی جگہ بدل کر کسی اور مخفی جگہ آپؐ کو سلا دیتے۔ حفاظت کا یہ پر حکمت طریق مسلسل جاری رہا۔

(شرح العلامہ زرقانی علی المواھب اللدنیہ للقسطلانی جلد 1 صفحہ 279)

اپنے وطن اور پیاروں سے جدائی

آج کے دورآزادی میں ذرا اس انسان کی مظلومیت کا تصورتو کریں جسے اس کے شہر کے باسی اپنے وطن میں ہی رہنے نہ دیں بلکہ اس کے جان لیوا دشمن بن کر شہر سے نکلنے پر مجبور کریں، بلاشبہ آج ایسے شخص کو دنیا کا مظلوم ترین انسان کہا جائے گا۔مگر ہمارے پیارے رسولؐ نے تو خدا کی راہ میں یہ ظلم بھی راضی برضا ہوکر برداشت کیا۔

پہلی وحی کے بعد جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت خدیجہؓ اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر آئیں تو انہوں نے وحی کی ساری کیفیت سن کر کہا تھا یہ تو وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسیٰؑ پر اترا تھا۔کاش! میں اس وقت جوان ہوتا جب تیری قوم تجھے اس شہر سے نکال دے گی۔ذرا سوچو اس وقت رسول کریم ﷺ کے دل کی کیا حالت ہوگی۔ جب آپؐ کے لئے اپنے دیس اپنے پیارے وطن سے نکالے جانے کا تصور ہی تکلیف دہ تھا جس کا کچھ اندازہ آپؐ کے اس تعجب آمیز جواب سے ملتا ہے جو آپؐ نے فرمایا کہ ''اَوَ مُخۡرِجِیَّ ھُمۡ'' کیا میری قوم مجھے اپنے وطن سے نکال باہر کرے گی۔

(بخاری کتاب بدء الوحی)

اور پھر وہی ہوا کہ وہ شاہ دوعالم جس کی خاطر یہ ساری کائنات پیدا کی گئی۔ ان کو ایک دن اپنے وطن سے بے وطن کر دیا گیا۔

ذرا سوچیں تو سہی وہ دن شاہ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم پر کتنا بھاری ہوگا، جب آپؐ اپنے آبائی وطن مکہ کے ان گلی کوچوں سے نکل جانے پر مجبور کردیئے گئے۔ جس روز آپؐ مکہ سے نکلے ہیں اس روز آپؐ کا دل اپنے وطن مکہ کی محبت میں خون کے آنسو رو رہا تھا۔جب آپؐ شہر سے باہر آئے تو اس موڑ پر جہاں مکہ آپؐ کی نظروں سے اوجھل ہو رہا تھا آپؐ ایک پتھر پر کھڑے ہوگئے اور مکہ کی طرف منہ کر کے اسے مخاطب ہو کر فرمایا۔''اے مکہ تو میرا پیارا شہر اور پیارا وطن تھا اگر میری قوم مجھے یہاں سے نہ نکالتی تو میں ہرگز نہ نکلتا۔''

(مسند احمد جلد 4 صفحہ 305)

مکہ سے ہجرت کے وقت آپؐ کو کئی عزیزوں کو چھوڑ کر جانا پڑا۔جن میں آپؐ کے اہلِ خانہ، بیٹیاں اور داماد وغیرہ شامل تھے جو بعد میں ہجرت کرکے مدینہ آسکے۔مگر صاحبزادی حضرت زینبؓ کو بعض مجبوریوں کی وجہ سے مکہ میں اپنے غیر مسلم خاوند کے ساتھ رہنا پڑا۔ حضرت زینبؓ کی مدینہ آمد پر آپؐ نے یہ الفاظ فرمائے ''میری اس بیٹی نے میری وجہ سے بہت دکھ اٹھائے ہیں اس لحاظ سے یہ فضیلت رکھتی ہے۔''

(تاریخ الصغیر از امام بخاری زیر لفظ زینبؓ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے وطن مکہ سے جو گہری محبت تھی اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی خوب ہوتا ہے کہ جب غفار قبیلہ کا ایک شخص ہجرت کے بعد کے زمانہ میں مکہ سے مدینہ آیا تو حضرت عائشہؓ نے اس سے پوچھا کہ مکہ کا کیا حال تھا اس نے کمال فصاحت و بلاغت سے بھرپور یہ جواب دیا کہ ''سرزمین مکہ کے دامن سرسبز و شاداب تھے اس کے چٹیل میدان میں سفید اِذۡخَر گھاس خوب جوبن پر تھی اور کیکر کے درخت اپنی بہار دکھا رہے تھے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا تو آپؐ کو مکہ کی یاد آئی اور وطن کی محبت نے جوش مارا۔فرمایا ''ایسے دیس سے آنے والے! بس بھی کرو اور ہمارے وطن مکہ کی یادیں تازہ کر کے اتنا بھی دل کو نہ دکھاؤ۔دوسری روایت میں ذکر ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا تو نے دلوں کو ٹھنڈا کر دیا۔'' (المقاصد الحسنہ از سخاوی صفحہ 298 بیروت)

آخری بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر مکہ تشریف لے گئے۔اس مرتبہ پھر وطن کی یادیں عود کر آئیں۔عبدالرحمان بن حارثؓ کہتے ہیں میں نے آپؐ کو اپنی سواری پر بیٹھے یہ کہتے سنا کہ ''اے مکہ خدا کی قسم تو بہترین وطن اور اللہ کی پیاری زمین ہے۔اگر میں تجھ سے نہ نکالا جاتا تو ہرگز نہ نکلتا۔''

(مستدرک حاکم علی الصحیحین جلد 3 صفحہ 278)

پیاروں کی جدائی پر صبر

اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کے اخلاص و وفا کو آزمانے کے لئے کبھی خوف، بھوک مصیبت سے اور کبھی جان و مال کی قربانی لے کر ان کا امتحان کرتا ہے۔جو لوگ اس امتحان میں پورے اتریں اور کسی جزع فزع اور بے صبری کے اظہار کی بجائے کمال صبر و وفا سے اِنَّا لِلّٰہِ... (یعنی ہم بھی اللہ کی ہی امانت ہیں اور ہم نے اس کی طرف لوٹ کر جانا ہے) کہہ کر اپنے مالک کی مرضی پر راضی ہو جائیں تو اللہ ان پر راضی ہوتا ہے اور اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا اور ان کو ہدایت یافتہ قرار دیتا ہے۔

(سورۃ البقرۃ:156 تا 158)

نبی کریمؐ سے ایک دفعہ پوچھا گیا کہ یا رسول اللہؐ! سب سے زیادہ ابتلاء اور مصائب کن لوگوں پر آتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا نبیوں پر۔پھر ان پر جواُن سے قریب ہوں پھر ان سے قریب تر لوگوں پر۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 369)

ذاتی تکالیف تو انسان برداشت کرلیتا ہے مگر پیارے ساتھیوں کی جدائی پر صبر آسان نہیں ہوتا۔آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ جب کسی مسلمان کو مصیبت پہنچتی ہے اور وہ اللہ کے حکم کے مطابق ''اِنَّا لِلّٰہِ'' پڑھ کر پھر یہ دعا کرتا ہے اَللّٰھُمَّ أجُرۡنِی فِیۡ مُصِیۡبَتِیۡ وَاَخۡلِفۡ لِیۡ خَیۡراً مِنۡھَا کہ اے اللہ مجھے اس مصیبت کا اجر عطا کر اور مجھے اس سے بہتر بدلہ عطا کر تو اللہ تعالیٰ اسے اس سے بہتر بدلہ عطا فرماتا ہے۔ (مسلم کتاب الجنائز)

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ جب میں مومن بندے کی دنیا سے کوئی قیمتی اور محبوب چیز لیتا ہوں اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو اس کی جزا سوائے جنت کے اور کچھ نہیں۔

(بخاری کتاب الرقاق)

ایک شخص کو اس کے دین کے مطابق آزمایا جاتا ہے۔اگر اس کے دین میں مضبوطی ہو تو اس پر مصیبت بھی سخت آتی ہے اور اگر دین میں کچھ کمزوری ہو تو اس کے مطابق وہ آزمایا جاتا ہے اور جب ایک انسان مصیبت پر صبر کے ساتھ اس سے سرخرو ہو کر نکلتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح بخشے جاتے ہیں کہ کوئی بدی بھی باقی نہیں رہتی۔

(ترمذی کتاب الزھد)

ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفیٰؐ کا جتنا بڑا مقام تھا اسی مناسبت سے آپؐ پر ابتلاء بھی آئے۔دین کی راہ میں کفار اور مشرکین کے دکھ بھی آپؐ نے سہے۔عزیزوں، پیاروں کی موت فوت کے صدمے بھی کمال صبر سے برداشت کئے۔اپنے سچے غلاموں کو بھی اسی صبر جمیل کی تعلیم دی۔

چنانچہ نو مسلم خواتین سے عہد بیعت لیتے ہوئے آپؐ یہ الفاظ بھی دوہراتے تھے کہ وہ مصیبت یا صدمہ کے وقت اپنا چہرہ نہیں نوچیں گی، نہ ہی ہلاکت کی بددعا اور واویلا کریں گی۔نہ گریبان پھاڑیں گی اور نہ ہی بال بکھیر کر بین کریں گی۔ (ابوداؤد کتاب الجنائز)

رسول کریمؐ نے فرمایا ''جب کسی کا بچہ فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کر لی؟ وہ کہتے ہیں: ہاں۔ اللہ فرماتا ہے تم نے اس کے دل کا ٹکڑا چھین لیا؟ وہ کہتے ہیں ہاں۔ اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تیری حمد کرتا تھا اور اِنَّا لِلّٰہِ کہہ کر تیری رضا پر راضی تھا۔اللہ فرماتا ہے۔میرے بندے کے لئے جنت میں گھر بناؤ اور اس کا نام ''بیت الحمد'' رکھو۔''

(ترمذی کتاب الجنائز)

نبی کریمؐ اس بات پر فخر کرتے تھے کہ میری امت کو مصیبت کے وقت اِنَّا لِلّٰہِ کہہ کر اللہ کی رضا پر راضی ہونے کے اظہار کا جو سلیقہ دیا گیا ہے یہ مقام اور کسی امت کو اس سے پہلے نہیں دیا گیا۔

(مجمع الزوائد لھیثمی کتاب الجنائز باب الاسترجاع)

نبی کریمؐ نے بڑے مصائب پر صبر کیا۔ ماں کی وفات پر اپنے پیارے دادا اور چچا کی وفات پر۔اپنی عزیز بیوی خدیجہؓ کی جدائی پر۔اپنے کئی بیٹوں اور بیٹیوں کی وفات پر جن کی تعداد گیارہ تک بیان کی گئی ہے۔حضرت خدیجہؓ کے بطن سے آپؐ کی نرینہ اولاد قاسمؓ، عبداللہؓ، طیبؓ، طاہرؓ، مطہرؓ، مطیبؓ، عبدمنافؓ کم سنی میں اللہ کو پیارے ہوگئے جبکہ بیٹیوں میں سے اُمّ کلثومؓ، رقیہؓ اور زینبؓ نے آپ کی زندگی میں وفات پائی۔

(سیرۃ حلبیہ جلد 3 صفحہ 432، 440 و تاریخ الخمیس جلد 1 صفحہ 272)

حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے آخری عمر کی اولاد ابراہیمؓ پیدا ہوئے۔جو آپؐ کو بہت پیارے تھے ابوسیفؓ کے گھر میں رضاعت کے لئے صاحبزادہ ابراھیم کو رکھا گیا تھا، آپؐ وہاں اپنے اس لخت جگر سے ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔آپؐ ابراہیمؓ کو اٹھا کر سینے سے لگاتے اور پیار کرتے۔اللہ تعالیٰ سے علم پا کر آپؐ نے اس بیٹے کی صلاحیتوں کے بارہ میں فرمایا تھا کہ اگر صاحبزادہ ابراہیمؓ زندہ رہتے تو ضرور سچے نبی ہوتے۔

(ابن ماجہ کتاب الجنائز)

جب ابراہیمؓ کی وفات کا وقت آیا تو رسول کریمؐ نے کمال صبر کا نمونہ دکھایا۔اپنے خدا کی رضا کے آگے، جو آپؐ کو ابراھیمؓ سے کہیں زیادہ پیارا تھا، یہ کہتے ہوئے سر جھکا دیا کہ اَلۡعَیۡنُ تَدۡمَعُ وَالۡقَلۡبُ یَحۡزُنُ وَلَا نَقُوۡلُ اِلَّا بِمَا یَرۡضَی بِہٖ رَبُّنَا وَاِنَّا عَلٰی فِرَاقِکَ یَا اِبۡرَاھِیۡمُ لَمَحۡزُوۡنُوۡنَ۔آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے مگر ہم اللہ کی مرضی کے خلاف کوئی کلمہ زبان پر نہیں لائیں گے اور اے ابراھیم! ہم تیری جدائی پر سخت غمگین ہیں۔

(بخاری کتاب الجنائز)

حضرت ابو امامہؓ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول کریمؐ کی صاحبزادی اُم کلثومؓ کا جنازہ قبر میں رکھا گیا تو آپؐ نے یہ آیت پڑھی (سورۃ طہٰ:56) کہ اس زمین سے ہی ہم نے تم کو پیدا کیا۔اس میں دوبارہ داخل کریں گے اور اسی سے دوسری مرتبہ نکالیں گے۔

پھر جب ان کی لحد تیار ہوگئی تو نبی کریمؐ خود مٹی کے ڈھیلے اٹھا کر دینے لگے اور فرمایا کہ اینٹوں کے درمیان سوراخ ان سے بند کردو۔پھر فرمایا کہ ایسا کرنے کی کوئی ضرورت تو نہیں مگر زندوں کا دل اس سے مطمئن ہوتا ہے۔

(مجمع الزوائد لھیثمی کتاب الجنائز باب مایقول اذا دخل القبر)

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول کریمؐ کی دو بیٹیوں کے جنازہ میں شریک ہونے کا موقع ملا۔ رسول اللہؐ قبر کے پاس تشریف فرما تھے اور میں نے دیکھا کہ آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ کی صاحبزادی رقیہؓ فوت ہوئیں تو عورتیں رونے لگیں۔حضرت عمرؓ کوڑے سے انہیں مارنے لگے تو نبی کریمؐ نے انہیں اپنے ہاتھ سے پیچھے ہٹایا، فرمایا اے عمر! رہنے دو۔ پھر آپؐ نے عورتوں کو نصیحت فرمائی کہ تم شیطانی آوازوں (یعنی چیخ و پکار) سے اجتناب کرو۔پھر فرمایا کہ بے شک ایسے صدمے میں آنکھ کا اشکبار ہو جانا اور دل کا غمگین ہونا تو اللہ کی طرف سے ہے، جو دل کی نرمی اور طبعی محبت کا نتیجہ ہے۔ہاتھ اور زبان سے ماتم شیطانی فعل ہے۔(مسند احمد جلد 1 صفحہ 335)

حضرت اسامہ بن زیدؓ حضرت زینبؓ کے ایک صاحبزادے کی وفات کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحبزادی نے آپؐ کو پیغام بھجوایا کہ میرا بیٹا جان کنی کے عالم میں آخری سانس لیتا نظر آتا ہے۔آپؐ تشریف لے آئیں۔رسول اللہؐ نے فرمایا ان کو جا کر سلام کہو اور یہ پیغام دو یہ اللہ کا ہی مال تھا، اس نے واپس لے لیا، اسی نے عطا کیا تھا اور ہر شخص کی اللہ کے پاس میعاد مقرر ہے۔اس لئے میری بیٹی صبر کرے اور اللہ سے اس کے اجر کی امید رکھے۔اس پر آپؐ کی صاحبزادی نے دوبارہ پیغام بھجوایا اور قسم دے کر کہلا بھیجا کہ آپؐ ضرور تشریف لائیں۔آپؐ تشریف لے گئے، سعدؓ بن عبادہ، معاذؓ بن جبل، ابی بن کعبؓ اور زید بن ثابتؓ اور کچھ اور اصحاب آپؐ کے ساتھ تھے۔وہ بچہ آپؐ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔اس کی جان نکل رہی تھی۔رسول اللہؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔حضرت سعدؓ نے تعجب سے کہا یا رسول اللہؐ یہ کیا؟ آپؐ نے فرمایا یہ محبت ہے جو اللہ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کی ہے۔(مسلم کتاب الجنائز)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ کی ایک کم سن بیٹی آخری دموں پر تھی۔رسول کریمؐ نے اسے اپنے سینے سے چمٹایا پھر اس پر اپنا ہاتھ رکھا اس کی روح پرواز کر گئی۔بچی کی میّت رسول اللہؐ کے سامنے تھی۔ رسول اللہؐ کی رضاعی والدہ اُم ایمن رو پڑیں۔ رسول کریمؐ نے اسے فرمایا: اے ام ایمن! رسول اللہ کی موجودگی میں تم روتی ہو وہ بولیں جب خدا کا رسول بھی رو رہا ہے تو میں کیوں نہ روؤں۔رسول کریمؐ نے فرمایا میں روتا نہیں ہوں۔ یہ تو محبت کے آنسو ہیں پھر آپؐ نے فرمایا: مومن کا ہر حال ہی خیر اور بھلا ہوتا ہے۔اس کے جسم سے جان قبض کی جاتی ہے اور وہ اللہ کی حمد کر رہا ہوتا ہے۔

(نسائی کتاب الجنائز باب فی البکاء علی المیت)

نبی کریمؐ کے بہت پیارے چچا حضرت حمزہؓ جو مکہ میں مصائب کے زمانہ میں آپؐ کی پناہ بنے تھے۔احد میں شہید ہوئے ان کی نعش کا مثلہ کر کے کان ناک کاٹے گئے اور کلیجہ چبا کر پھینکا گیا اور بے حرمتی کی گئی۔نبی کریمؐ اپنے پیارے چچا کی نعش پر تشریف لائے، نعش کی حالت دیکھی اور فرمایا کہ اگر مجھے اپنی پھوپھی صفیہ کے غم کا خیال نہ ہوتا تو حمزہ کی نعش کو اسی حال میں چھوڑ دیتا کہ درندے اسے کھا جاتے اور قیامت کے دن ان کے پیٹوں سے اس کا حشر ہوتا۔پھر آپؐ نے ایک چادر کا کفن دے کر انہیں دفن کردیا۔

رسول اللہ ﷺ نے دوستوں کی موت کے صدمے بھی دیکھے۔احد میں ستر صحابہ شہید ہوئے تھے مگر آنحضرتؐ کمال صبر سے راضی برضا رہے۔غزوۂ موتہ میں آپؐ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر طیارؓ، حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت عبداللہ بن رواحہؓ شہید ہوگئے۔اللہ تعالیٰ

نے نبی کریمؐ کو وحی کے ذریعہ اطلاع فرمائی۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی کریمؐ مجلس میں تشریف فرما تھے اور چہرہ سے حزن و ملال کے آثار صاف ظاہر تھے۔کسی نے آ کر عورتوں کے بین کرنے کا ذکر کیا تو آپؐ نے اُن کو سمجھانے کی ہدایت فرمائی۔

(بخاری کتاب الجنائز)

غیروں کے اعتراف

❁ مشہور مؤرخ گبن رسول اللہؐ کے صبرو استقامت کی داد یوں دیتا ہے:۔

''اُن سے پہلے کوئی پیغمبر اتنے سخت امتحان سے نہ گزرا تھا جیسا کہ محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)۔''

(گبن،زوال سلطنت روما ص108 بحوالہ نقوش رسول نمبر جلد11 ص548)

❁ مشہور اطالوی مستشرق ڈاکٹر وگلیری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صبرو استقامت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی میں اسلام صرف توحید کا داعی تھا۔لیکن جب آپؐ اور آپؐ کے ساتھی ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے تو اسلام ایک زبردست سیاسی طاقت بن گیا۔محمدؐ نے قریش کے مطاعن اور مظالم کو صبر سے برداشت کیا اور بالآخر آپؐ کو اذنِ الٰہی ملا کہ آپؐ اپنے دشمنوں کا مقابلہ کریں۔پس مجبور ہو کر آپؐ نے تلوار کو بے نیام کیا۔.محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے الہامات میں یہ تعلیم ہوتی تھی کہ مظالم کو صبر سے برداشت کرنا چاہئے۔

(اسلام پر ایک نظر ص12-10 ترجمہ An interpretation of Islam مطبوعہ 1957ء از مترجم شیخ محمد احمد مظہر)

❁ پرکاش دیوجی رسول اللہؐ اور آپؐ کے صحابہ کے مظالم پر صبرو استقامت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

''حضرتؐ کے اُوپر جو ظلم ہوتا تھا اُسے جس طرح بن پڑتا تھا وہ برداشت کرتے تھے۔مگر اپنے رفیقوں کی مصیبت دیکھ کر اُن کا دل ہاتھ سے نکل جاتا تھا اور بیتاب ہو جاتا تھا اُن غریب مومنوں پر ظلم وستم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا تھا۔''

(سوانح عمری حضرت محمدؐ صاحب:25)

بقیہ: حُسنِ تعلیم ہر دل کے لئے از صفحہ 24

ہے۔دریں بارہ آئندہ بھی جب جب تحقیقات منظر پر آئیں تو ان سے آگہی اور استفادہ حُسن تعلیم کو ہر دل تک پہنچانے کا راستہ ایک اَن دیکھے GPS کی طرح دکھا سکتا ہے۔دنیا کی بعض مقتدر جامعات جو Ivy League کا حصہ ہیں اب وہاں پر Spiritual Psychology کے مضمون میں ماسٹرز ڈگری کی تعلیم دی جارہی ہے۔اِس طرز پر وسعتوں کے نئے جہان مل رہے ہیں۔علم النفس کو روحانی عدسہ سے بھی دیکھنے اور اس کے تاریخی لحاظ سے تجزیات کے بارے میں بعض نئے پہلو سامنے آ رہے ہیں۔مزید تحقیق کے لئے افکار کے سنگم خیال نو کی رفعتیں بھی چاہتے ہیں۔

○ خود کو خوش رکھنے والی سوچ کے راستوں پر گامزن رکھنا۔

○ مثبت سوچ کے ساتھ تعلیم اور دیگر اُمور پر نظر رکھنا۔

○ کامیابی کی منزلوں کے پیچھے ناکامیوں کو شکست دینے کی داستان کی گہرائیوں کو سمجھنا۔

○ آنے والی تحقیقات سے ذہنوں کو تروتازہ رکھنا۔

❁❁

ذرّوں میں ذرّے کی دنیا کیا ہو تسبیح سے شمار
انتہا کا نقش پایا حُسن کا عالَم ہے اور
پیار کے جذبے سکھائے اور حق دیا انکار کا
قرب کس شاں سے بڑھایا حُسن کا عالَم ہے اور

(باقی آئندہ)

بقیہ: آسمانی شفا از صفحہ 14

یعنی جب تُو بیمار ہوتا ہے تو وہ تجھے شفا دیتا ہے۔فالحمدللہ علیٰ ذٰلک''۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22، صفحہ 247-246)

اسی طرح ایک دوسرا واقعہ بیان کرتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں: ''کل رات'' (اخبار الحکم مورخہ 10 دسمبر 1900ء کے مطابق یہ 8/دسمبر 1900ء کی صبح کا فرمودہ کلام ہے۔ناقل) ''میری انگلی کے پوٹے میں درد تھا اور اس شدّت کے ساتھ درد تھا کہ مجھے خیال آیا تھا کہ رات کیونکر بسر ہوگی۔آخر ذرا سی غنودگی ہوئی اور الہام ہوا: کُوْنِیْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا۔'' فرماتے ہیں، ''سَلٰمًا کا لفظ ابھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ معاً درد جاتا رہا، ایسا کہ کبھی ہوا ہی نہیں تھا۔(بحوالہ ''تذکرہ''، طبع چہارم صفحہ 400)

اس تمہیدی بیان کے بعد اب حضرت بانی سلسلہ علیہ السلام کے غلاموں کی بعض مثالیں پیش کی جاتی ہیں کہ کس طرح اُن کے یا اُن کے کسی عزیز کے بیمار ہونے پر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اُن کی رہنمائی فرمائی اور جہاں ڈاکٹر اور طبیب مایوس ہو چکے تھے، اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی رنگ میں اُن کے لئے شفا کے سامان پیدا فرما دیئے۔

فیض اللہ چک (ضلع گورداسپور) کے رہنے والے ایک قدیمی صحابی حضرت حافظ نور محمد صاحبؓ ...... کی ایک اپنی تکلیف کے ازالہ کے لئے ملنے والے آسمانی علاج کی روئیداد بیان کی جاتی ہے۔...... حضرت مولانا راجیکی صاحبؓ فرماتے ہیں:

''حضرت حافظ نور محمد صاحبؓ ..... جب بھی قادیان آتے، خاکسار کے غریب خانہ پر بھی تشریف لاتے اور ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے واقعات کا ذکر کر کے اپنی روح کو تازہ اور دل کو دولتِ ایمان سے پُر کرتے رہتے۔ایک دن حضرت حافظ صاحبؓ نے مجھے سنایا کہ...ایک دفعہ میرے ہونٹوں سے پیپ اور خون بہنا شروع ہو گیا۔جب تکلیف زیادہ بڑھ گئی تو مَیں حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ نے فرمایا کہ یہ بواسیر شفتی ہے اور تکلیف دہ بیماری ہے۔اس کے علاج کے لئے کشتہ جست اور بعض اَور ادویہ آپؓ نے تجویز فرمائیں۔اس کے بعد مَیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی بیماری کا حال اور حضرت مولانا صاحبؓ کے تجویز کردہ نسخہ کا ذکر کیا۔رات کو جب مَیں سویا تو خواب میں حضورؑ آئے اور مجھے فرمایا کہ آپ توجہ کے ساتھ متواتر لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کا وظیفہ کریں، اللہ تعالیٰ جلد شفا دے گا''۔

فرماتے تھے، اس پر مَیں نے حضورؑ کے (خواب والے) ارشاد کے مطابق روزانہ لَاحَوْلَ پڑھنا شروع کیا۔ابھی اِس وظیفہ پر ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیماری بالکل جاتی رہی۔

(حیات قدسی۔حصہ چہارم۔صفحہ 31-30)

(باقی آئندہ)

ہمیں آبِ بقا پی کر امر ہو جانا آتا ہے

(منظوم کلام حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ)

تری راہوں میں کیا کیا ابتلا روزانہ آتا ہے
وفا کا امتحان لینا تجھے کیا کیا نہ آتا ہے
احد اور مکہ اور طائف انہی راہوں پہ ملتے ہیں
انہی پر شعب بوطالب بے آب و دانہ آتا ہے
کنار آب جو تشنہ لبوں کی آزمائش کو
کہیں کرب و بلا کا اک کڑا ویرانہ آتا ہے
پشاور سے انہی راہوں پہ سنگستانِ کابل کو
مرا شہزادہ لے کر جان کا نذرانہ آتا ہے
اسے عشق و وفا کے جرم میں سنگسار کرتے ہیں
تو ہر پتھر دم تسبیح دانہ دانہ آتا ہے
جہاں اہل جفا اہل وفا پر وار کرتے ہیں
سر دار ان کو ہر منصور کو لٹکانا آتا ہے
جہاں شیطان مومن پر رمی کرتے ہیں وہ راہیں
جہاں پتھر سے مردحق کو سر ٹکرانا آتا ہے
جہاں پسران باطل عورتوں پر وار کرتے ہیں
نرِ مردان کو یہ ''شیوہ مردانہ'' آتا ہے
یہی راہیں کبھی سکھر کبھی سکرنڈ جاتی ہیں
انہی پر پنوں عاقل، وارہ اور لڑکانہ آتا ہے
کبھی ذکر قتیل حیدر آباد ان پہ ملتا ہے
کہیں نوابشاہ کا دکھ بھرا افسانہ آتا ہے
کہیں ہے کوئٹہ کی داستان ظلم و سفا کی
کہیں اوکاڑہ اور لاہور اور بُچیانہ آتا ہے
کہیں ہے ماجرائے گجرانوالہ کی لہو پاشی
کہیں اک سانحہ ٹوپی کا سفاکانہ آتا ہے
خوشاب اور ساہی وال اور فیصل آباد اور سرگودھا
بلائے ناگہاں اک نت نیا مولانا آتا ہے
بگولے بن کے اڑ جانا روش غول بیاباں کی
ہمیں آب بقا پی کر امر ہو جانا آتا ہے
ہماری خاک پا کو بھی عدو کیا خاک پائے گا
ہمیں رکنا نہیں آتا اسے چلنا نہ آتا ہے
اسے رک رک کے بھی تسکین جسم و جاں نہیں ملتی
ہمیں مثل صبا چلتے ہوئے ستانا آتا ہے
تصور ان دنوں جس رہ سے بھی ربوہ پہنچتا ہے
تعجب ہے کہ ہر اس راہ پر ننکانہ آتا ہے
کبھی یادوں کی اک بارات یوں دل میں اترتی ہے
کہ گویا رند تشنہ لب کے گھر مے خانہ آتا ہے
عجب مستی ہے یاد یار مے بن کر برستی ہے
سرائے دل میں ہر محبوب دل رندانہ آتا ہے
وہی رونا ہے ہجر یار میں بس فرق ہے اتنا
کبھی چھپ چھپ کے آتا تھا اب آزادانہ آتا ہے

حُسنِ تعلیم ہر دل کے لئے

ڈاکٹر الطاف قدیر۔ کینیڈا

کہتے ہیں کوئی شخص طبیب کے پاس گیا اور بتایا کہ جسم پر جہاں جہاں اُنگلی رکھتا ہوں درد ہوتا ہے۔ طبیب کو معائنے پر معلوم ہوا کہ ویسے تو جسم ٹھیک ہے ہاں البتہ انگلی پر ایک ہلکا سا کٹنے کا نشان ہے۔ اس لئے انگلی جہاں لگے درد کا احساس ہوتا ہے! ایک لمحے کے لئے سوچیں کس جانب سے کیا دیکھا جارہا ہے، یا کس تناظر میں تجزیہ کِیا جارہاہے، اس کی کتنی اہمیت ہے۔

زمین پر بیٹھے ہم آسمان پر ہوائی جہاز کو اڑتا ہوا دیکھتے ہیں۔ کبھی کسی کو یوں بھی لگتا ہوگا کہ ہم تو زمین پر اپنی جگہ پر ہی ہیں ہاں ہوائی جہاز تیزی سے اُڑ رہا ہے۔ لیکن یہ سوچ کر آسمان کا نظارہ کریں کہ ہم زمین پر ہیں اور زمین خود بھی تو گردش میں ہے۔ اب ہماری سوچ اس موازنے کی طرف جاتی ہے کہ ہاں گردش تو ہے مگر کس کے لحاظ سے۔ گویا گردشوں کا گردشوں کے لحاظ سے کیا تعلق ہے؟ یوں ہماری سوچ میں ایسی وسعتیں پیدا ہوسکتی ہیں جو مروجہ اندازِ فکر میں تخلیقی رنگ بھر دیں۔

ایک قطب نما کو دیکھ کر ہم کیا سوچتے ہیں؟ مثلاً یہ کیا ہے؟ اسے پہلے کہاں دیکھا ہے؟ اِسے کیسے استعمال کرتے ہیں؟ ہاں سوئی کا رُخ شمال کی طرف ہے!

اور اب دیکھئے۔ سالوں پرانی بات ہے۔ ایک چار یا پانچ سال کا بچہ بیماری کی حالت میں بستر پر ہے کہ اُس کے والد اُسے بہلانے کے لئے ایک کھلونے کے طور پر قطب نما لا کر دیتے ہیں۔ جب اس بچے نے دیکھا کہ قطب نما کی سوئی بغیر چھوئے بھی حرکت کر رہی ہے تو وہ خوش گوار حیرت کے ساتھ سوچنے لگا، کوئی گہری مخفی چیز بھی کہیں ہے۔

جب یہ بچہ قریباً 16 برس کا ہوا تو اِسے خیال آیا کہ اگر میں روشنی کی شعاعوں کے ساتھ دوڑ لگاؤں اور دونوں برابر دوڑ رہے ہوں تو دونوں کی باہم رفتار کا فرق کوئی نہ ہوگا۔ جیسے دونوں ایک دوسرے کے لئے رُکے ہوں گے۔

کچھ سالوں کے بعد اپنے دورِ جوانی میں یہی بچہ اپنے تصورات میں تجربات کی دنیا میں ایک ٹرین، ایک بڑی گھڑی (Clock)، روشنی کی شعاعوں، ایک یا دو مشاہدہ کرنے والے افراد اور ایک لفٹ کی مدد سے وہ نظریات پیش کرتا ہے جو صدیوں بعد کی سائنس اور دیگر مضامین کی دنیا میں بھی نہایت بااثر انقلاب لے آتے ہیں۔ یعنی کچھ تخیلاتی تجربات (Thought Experiments)، کچھ خیالات کے ربط (Nets, Connections) بنا کر اور کچھ ریاضی کی مساوات کی مدد سے اضافت (Relativity) کا نظریہ پیش کرتا ہے۔ اس بچے کو دنیا آئین سٹائین کے نام سے پہچانتی ہے۔ سوچ کے مروجہ سانچوں سے بلند تر ہو کر سوچنا، نت نئے انداز سے خیالات کو خیالات سے ملانا کہ وہ استدلال اور تجربے کی دنیا میں بامعنی مانے جائیں، خیالات کے اچانک ذہن میں آنے کے عمل کی اہمیت کو سمجھنا، کتنا انقلاب آفریں لمحہ زندگی ہوسکتا ہے! یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ عوام الناس میں آئین سٹائین کے حوالے سے منسوب ہونے والی بعض باتیں حقیقت پر مبنی نہیں ہیں۔

اس طرح ایک اور بات یہ بھی واضح ہوتی ہے کہ حقائق کا اصل ماخذ سے تجزیہ کرکے نیز پرحکمت استدلال کا ادراک حاصل کرنے کی کتنی اہمیت ہے۔ اگر یہ بات دلوں میں، تجزیات میں، معلومات کی ترسیل کے ذرائع میں پراثر جگہ بنالے تو کتنی طرح کے مثبت اقدام اور انقلابات نظر آئیں گے۔ عصر حاضر میں تو ماہرین علوم کو کسی مستند فورم سے ایسی کاوشیں کرنی چاہئیں کہ اصل ماخذ کے حوالوں سے صحیح بات پیش کی جائے۔ محض سنی سنائی باتوں کی ڈھول میں اپنے کل کے آئین سٹائین نہ گنوا دیں۔ اصل ماخذ سے صحیح معلومات کا حصول اور پرحکمت استدلال کا انداز اپنانا انسانی صلاحیتوں کے مثبت فروغ کے لئے اہم کردار ادا کرسکتا ہے۔ علاوہ ازیں اس کے سماجی اثرات بھی خیالات کی دنیا کو بہتر راستوں کی جانب گامزن کرسکتے ہیں۔

اگر ذہن Google کے بارے میں سوچ رہا ہے تو گوگل سے معلومات حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ مستند ذریعہ سے علوم حاصل کئے جارہے ہوں۔ ورنہ Google کے ''گوگلستان'' میں ہر طرح کی کھیتیاں ہیں اور معلومات کو سمجھنے اور پرکھنے کے لئے احتیاط ضروری ہے۔ انٹرنیٹ کے آسمان سے مفید ستاروں کی تلاش کامیابی کے ساتھ منزلوں تک پہنچانے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔

اگرچہ تحقیق کی دنیا میں بھی وقت کے ساتھ تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ کبھی اُسی بات کے لئے بنایا ہوا نظریہ بدل جاتا ہے۔ کبھی نئے نظریے آجاتے ہیں اور ان کے درمیان کچھ عوامل کا تعلق معلومات کو سینہ بہ سینہ پہنچانے یا میڈیا میں جس انداز سے خبر دی جاتی ہے، اس سے بھی ہے۔ بعض اوقات خبر کی شہ سرخی پڑھ کر بعد میں بتائی ہوئی خبر سے ملا کر سوچنا پڑتا ہے کہ کیا ہم نے دونوں میں ارتباط کو صحیح طور پر سمجھا ہے یا شہ سرُخی میں بس بے رنگ سرخی تھی۔ حال ہی میں شائع ہونے والی ایک کتاب میں دماغ اور نیورو سائنس کے بارے میں بڑی دلچسپ شہ سرخیوں کا انتخاب دیا گیا ہے۔

دوسری طرف 2010ء سے لے کر 2016ء کے درمیان ہونے والے سائنس کے سنگ میل کاموں کے بارے میں عام لوگوں کی کیا معلومات ہیں اور ان کے کیا تاثرات ہیں! مثال کے طور پر زمین جیسے اور سیاروں کی دریافت، ہگز (Higgs) ذرات کے بارے میں رسائی جس سے اشیاء کے Mass کے بارے میں وضاحت کرسکیں، جینز میں خاص تبدیلیاں لانا (Genes Editing)، کشش ثقل کی لہروں (Gravitational Waves) کی نشاندہی۔ اِن اُمور کے پیش نظر حقائق اور معلومات کو مستند حوالوں کے ساتھ پیش کرنا ایک اہم ضرورت بن جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ معلومات کو لوگوں کے قلب و نظر سے قریب کرنا، موازنے اور استدلال کے طریقوں کی شناخت نیز علم و عرفان سے ذہنوں کو روشن تر کرنا ایک اہم شاہراہ بن جاتا ہے۔ اگر تحقیق کی جائے تو معلوم ہوگا کہ جو باتیں کبھی بالکل صحیح سمجھ کر مان لی گئیں تھیں، کیا ہمیں ان کا ماخذ معلوم تھا اور اگر نئی تحقیق سامنے آ گئی تو کیا ہم نے اپنے پہلے نظریے کو بدل لیا ہے یا نہیں۔ سائنس آنے والی نئی تحقیقات کے لحاظ سے تبدیلی کے لئے خاص خطوط پر چل کر نئی جہتوں سے ملتی رہتی ہے۔ اگر اس سوچ اور طریق کو سب دلوں میں جگہ مل جائے تو فروغ علم کی بہت سی نئی شاہراہیں ملنے کے سامان ہوسکتے ہیں۔

انسانی ذہن کے بارہ میں لوگوں میں ایک عام خیال یہ پایا جاتا ہے کہ انسان اپنے ذہن کا صرف 10 فیصد استعمال کرتے ہیں یا بعض کہیں گے کہ صرف 20 فیصد استعمال کرتے ہیں۔ موجودہ سائنسی تحقیق لوگوں کے اس عام خیال سے اتفاق نہیں کرتی ہے۔ اسکولوں میں اساتذہ بچوں کو زیادہ سخت محنت کے لئے زور دے سکتے ہیں لیکن یہ عمل ذہن کے نہ استعمال ہونے والے حصہ کو زیر استعمال لانے میں کیا کردار ادا کرسکتا ہے۔ ذہن کے نیورو سرکٹ میں کوئی ایسا سوئچ نہیں ہے جو استعمال کی وسعت کو ریڈیو کی آواز کی طرح گھٹا یا بڑھا دے۔ اسی طرح انسانی ذہن کو محض دایاں دماغ اور بایاں دماغ کی تقسیم (Right Brain, Left Brain) کے لحاظ سے عمل کے لئے الگ الگ سمجھ لینا اور کچھ مضامین کی تدریس کو دماغ کے دائیں یا بائیں حصہ تک محدود کرلینا بھی آج کل کی نیورو سائنس میں مختلف انداز سے دیکھا جاتا ہے۔ موجودہ محققین کی اکثریت یہ مانتی ہے کہ انسان اپنے دماغ کے دونوں حصوں (یعنی دائیں اور بائیں) کا استعمال کر کے مختلف طرح کے ادراک اور تفہیم کے عمل انجام دیتا ہے۔

ایک اور عام خیال یہ ہے کہ بعض بچے محض مخصوص طرز سے سیکھتے ہیں (جیسے بعض کا انداز یا سٹائل ایسا ہوتا ہے کہ وہ چیزوں کو دیکھ کر بہتر سیکھتے ہیں جبکہ کچھ بچے سن کر زیادہ سیکھ سکتے ہیں) اس خیال کو جدید تحقیق کے بعض پہلوؤں سے زیادہ تقویت نہیں ملی ہے۔ اگر ہم اپنے سوچنے اور سیکھنے کا تجزیہ کریں تو دیکھیں گے کہ ہم نے مختلف کاموں یا استعدادوں کو سیکھتے ہوئے مختلف طرح کی صلاحیتوں کو استعمال کیا ہوا ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر سائیکل چلانا سیکھنا، تصویر بنانا سیکھنا اور انٹرنیٹ کا استعمال سیکھنا۔

اسی طرح مختلف زبانوں کے بیک وقت سیکھنے کے عمل کو بھی فروغ مل رہا ہے جبکہ کبھی صرف ایک زبان کو ہی بھرپور طور پر سیکھنے کا رجحان تھا۔ انسانی دماغ اور ذہن کے بارہ میں درست معلومات کی عوام الناس میں طلب ہے، چونکہ اس کے ذریعہ زندگی میں اہم تبدیلیاں لائی جا سکتی ہیں۔ دوسری طرف درست اور تازہ ترین تحقیق کے نتائج لوگوں میں عام نہیں ہوتے۔ اس وجہ سے بھی ادھوری اور غلط باتیں لوگوں میں عام ہوجاتی ہیں اور عام لوگ اپنے یقین کا دامن پھیلا دیتے ہیں۔ یہ سوال متواتر تحقیق چاہتا ہے کہ کن ملکوں میں، کس زبان میں اور کون سی معلومات پہنچ رہی ہیں۔ رائے بنانے کا عمل کس طرح کارفرما ہوتا ہے!

آئیے! قدرے آسان زبان میں مستند کتابوں اور عام فہم انداز کے حوالوں سے حسن تعلیم ہر دل کے لئے عام کریں۔ تحریر اور ترسیل علم کی ایک ایسی صنف اُبھرے جو ہزاروں میل دور رہنے والوں کو بھی علوم دے۔ بعض علوم اور تحقیقی نتائج تک معاشرے کے مخصوص طبقے والے تو رسائی رکھتے ہیں لیکن بسا اوقات عام ذہن اپنی ذہنی بہاریں دیکھے بغیر ہی خزاں کو زندگی کا حاصل سمجھ کر تھک جاتا ہے۔ اگر حُسن تعلیم کو ہر دل میں، ہر دماغ میں، ہر ذہن میں، ہر طبقے میں چودھویں کا چاند بننے کا موقع ملے تو یہ کتنا اہم قدم ہوگا۔

❁❁

- ○ چیزوں اور تخیلات میں تعلق کی ایک سے بڑھ کر ممکنہ صورتوں پر غور
- ○ ذہن کو نئے خیالات کی جانب مثبت رنگ میں ترویج کا عادی بنانا
- ○ خیالات کو خیالات کے ساتھ ملا کر سوچنا، سوچ کے نئے راستوں کی تلاش
- ○ خیالات کا ذہن میں اچانک ابھرنے کا عمل
- ○ معلومات کو صحیح ماخذ سے حاصل کرنا اور پُرحکمت انداز سے پرکھنا
- ○ بدلتی ہوئی معلومات اور تحقیق کی جستجو اور اس کا ذہن پر اثر
- ○ جدید برقیاتی میڈیا سے مدد کے لئے مستند ذرائع کا استعمال
- ○ انسانی ذہن کی کارکردگی کے بارے میں کیا عام خیالات ہیں جو تحقیق کی دنیا میں مختلف طرح سمجھے جاتے ہیں

❁❁

دل و دماغ کو خوش رنگ رکھنے کی پُر بہار دُنیا

دل و دماغ کے بدلتے موسموں میں اپنے خیالات میں مثبت سوچ کی خوش رنگ بہار کا حُسن تعلیم کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ بدلتے موسموں میں قوت عمل اور یقین کے ساتھ آگے بڑھتے رہنا، ذہنوں کو وہ بشاشت دیتا ہے جو کامیابی کی منزلوں سے بار بار جا ملتی ہے۔

کسی نامور کھلاڑی یا کامیاب ماہر فن کی زندگی میں ہم چمکتے ستارے دیکھ رہے ہوتے ہیں، لیکن اس سے پہلی راتوں میں کئی اندھیروں کے باوجود سفر جاری رکھنے کی سبق آموز کہانی بھی ہوتی ہے۔ جب ناکامی کے گہرے سائے آئے تو سفر جاری رکھنے کی وہ ایک لگن، ایک روشنی اور ایک قوت بھی کہیں مایوسیوں میں مسکراہٹوں کے ساتھ فروزاں ہوتی ہے (ہنسنے کی دنیا کی بھی کوئی ہیپیو پیتھی Happy-O-Pathy ہوتی ہوگی!)۔ جہاں جہاں حُسن تعلیم کا شجر اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ نہ کھل رہا ہو وہاں پر موجود وسائل میں رہ کر بھی جدت اور حکمت کے ساتھ آبیاری کا ہر جوہر دکھانا اور نئے راستوں کی تلاش کا عمل گلوں میں ادب، آرٹ سائنس، تجارت وغیرہ کی خوشبو اور خوش تر رنگ کے موسم لے آتا ہے۔

بندشیں لاکھ ہوں، افلاک سے آتے ہیں علوم
خوں کی لہروں سے گزارے ہیں کسی دل نے خیال

مثبت انداز کے مزاج سے بھی طلبہ کے جذبات کو منفی میلانات سے بچانے میں مدد ملتی ہے۔ خوشی کے تاثرات، مثبت سوچ کے ولولے اور نئی منزلوں کی مسکراہٹ دماغ میں Dopamine کی لہر سے رونقیں لے آتی ہے۔ اگر ہم دماغ کی قوتوں کا بھرپور استعمال نہ کریں تو ذہن کی قوتیں منفی بن کر دل و دماغ کی کارکردگی میں گراوٹ لاسکتی ہیں۔

ذہن کی دنیا کو مثبت سوچ کی طرف مائل رکھنا ضروری ہے ورنہ اضطراب کی آزادانہ گردشیں گویا ایک قائم رہنے والی کیفیت بن جاتی ہیں۔ ایک تفکر کے بعد کئی اور فکریں ذہن کے گھر میں رہنے لگتی ہیں (اور کرایہ بھی دماغ ہی سے لے رہی ہوتی ہیں):

جذبوں کا بھی تاوان دیا اپنے ہی گھر میں
آئینہ کو آنسو نہ دکھا اپنے ہی گھر میں

بدلتے موسموں اور اُتار چڑھاؤ کی کیفیات میں صورتحال کے لحاظ سے دماغ کو خود سے باتیں کرتے ہوئے سمجھانے کے عمل اور مطابقت پذیری (Adaptability) کے بارے میں بعض تحقیقی کام ہوئے ہیں۔ اِس بارے میں ابھی مزید تحقیقی کام کی ضرورت

باقی صفحہ نمبر 22 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: قبولیتِ دعا کے ایمان افروز واقعات

................ازصفحہ نمبر30

بیڑیاں ڈال کر جیل میں پھینک دیا گیا اور ضمانت منسوخ کردی گئی اور میل ملاقات بند کردی گئی۔ انتہائی ظالمانہ سلوک کیا گیا۔ کوئی مقامی وکیل کیس لینے کے لئے تیار نہ تھا۔ بظاہر رہائی کے تمام دنیاوی راستے بند دکھائی دے رہے تھے۔ لیکن حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ ان کی رہائی کے لئے مسلسل دعائیں کررہے تھے۔ ایک دن حضور نے فرمایا انشاء اللہ یہ رہا ہو جائیں گے۔ ایک طرف حضور کی دعا تھی تو دوسری طرف رہائی کے تمام ممکنہ راستے بند تھے۔

حضور انور کی قبولیت دعا کا نشان اس طرح ظاہر ہوا کہ اس عرب ریاست کے بادشاہ نے ایک تقریب کے موقع پر بعض قیدیوں کی رہائی کا اعلان کیا تو ان رہا ہونے والے قیدیوں میں پہلا نام ہمارے نومبائع احمدی اسیر کا تھا۔ یہ کیسے ہوا؟ کوئی نہیں جانتا۔ لیکن ہم یہ جانتے ہیں کہ خلیفہ کے لب سے یہ الفاظ نکلے تھے کہ یہ انشاء اللہ رہا ہو جائیں گے۔

عظیم نشانات عظیم اخلاص کو چاہتے ہیں۔ اس عرب دوست کے لئے خلیفۂ وقت کی قبولیت کا یہ نشان یونہی ظاہر نہیں ہوا بلکہ اس کی وجہ ان کا خلیفۃ المسیح سے اخلاص اور تعلقِ وفا تھا۔ جب انہیں جیل میں ڈالا گیا تو بار بار کہا گیا کہ احمدیت سے دستبردار ہو جاؤ تو رہا کردیئے جاؤ گے۔ لیکن ان کا جواب تھا ’’میں جان دے دوں گا لیکن احمدیت نہیں چھوڑوں گا۔‘‘

اس عرب دوست نے جیل سے خلیفۃ المسیح کی خدمت میں لکھا کہ ’’میرے علاقہ میں نو پہاڑ ہیں اور اس علاقے کا دسواں پہاڑ میں ہوں۔ کوئی دھمکی، کوئی لالچ میرے ایمان کو متزلزل نہیں کرسکتی۔‘‘

پس ان کا یہی اخلاص تھا کہ خلیفۂ وقت کی دعا ان کے حق میں مقبول ہوئی اور آسمان سے خدا کی تقدیر نے اس بادشاہ کے قلم سے سب سے پہلے اس نو احمدی عرب کا نام لکھوایا اور سارے دنیوی راستے بند ہونے پر اس معصوم کی رہائی کے آسمان سے سامان پیدا فرما دیئے۔

(الفضل۔ دعا نمبر۔ 28 دسمبر 2015ء صفحہ 45-43)

....

اعجاز دستِ دعائے خلافت

مکرم مازن خباز صاحب مزید بیان کرتے ہیں کہ میری شادی کو پانچ سال گزر چکے تھے لیکن اولاد کی نعمت سے محروم تھا۔ میڈیکل رپورٹس کے مطابق استقرار حمل میں کوئی مشکل تھی۔ جب میں نے جملہ تفاصیل پر مبنی خط حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی خدمت میں ارسال کیا اور دعا کی درخواست کی تو حضور انور نے دعا کے ساتھ ساتھ ہومیوپیتھی دوا بھی ارسال فرمائی۔ کہاں ہم نے پانچ سال اس نعمت سے محرومی میں گزار دیئے تھے اور کہاں خلیفہ وقت کی دعاؤں سے یہ ہوا کہ اسی سال اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیٹی عطا فرمائی۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔

پہلی بیٹی کے بعد دوسری بیٹی کی پیدائش ہوئی اور پھر اللہ تعالیٰ نے تیسری بیٹی عطا فرمائی۔ میری بیوی کی شدید خواہش تھی کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اولاد نرینہ کی نعمت سے بھی نوازے۔ چنانچہ اس نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کا خط لکھ دیا۔ حضور انور کی طرف سے دعائیہ جواب موصول ہوا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اولاد نرینہ عطا فرمائے چنانچہ اس دعا کی قبولیت کا معجزہ بھی ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بیٹے کی نعمت سے بھی نواز دیا۔ فالحمدللہ ربّ العالمین۔

(’’صلحائے عرب اور ابدال شام‘‘ صفحہ 450)

قادیان سے لائیو ٹرانسمیشن

محترم مولانا برہان احمد ظفر صاحب ناظر نشر و اشاعت قادیان لکھتے ہیں کہ:

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2005ء کے جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہونے کا جب ارشاد فرمایا تو اس خوشخبری کے ساتھ ہی قادیان سے پورے جلسہ کو MTA پر Live نشر کرنے کی غرض سے کوششیں شروع ہوگئیں۔ ہندوستان سے UPLINK کرنے والی کمپنیوں سے رابطہ کیا گیا اور بہت جلد ہی ہمارا N.S.T.P.L والوں سے معاہدہ ہو گیا جو کہ JAIN T.V والوں کے توسط سے کام کرتے ہیں۔

پروگرام کرنے کے سلسلہ میں سب سے اہم مرحلہ Broadcasting منسٹری سے اجازت حاصل کرنا تھا۔ اس غرض کے لئے ماہ جولائی میں ہی درخواست کردی گئی اور اجازت حاصل کرنے کی مسلسل کوشش کی جاتی رہی۔ انتہائی کوشش کے باوجود وہ دن آ پہنچا جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز دہلی تشریف لے آئے۔ بڑی فکرمندی تھی کہ آخر جلسہ سالانہ قادیان کس طرح Live دکھایا جائے گا اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے قادیان روانہ ہونے میں صرف ایک دن باقی تھا اور ابھی تک اجازت نامہ ہاتھ نہ آیا تھا اور نہ ہی کوئی امید دکھائی دیتی تھی۔ اِس پر محترم اجے جین صاحب جو کہ Jain T.V والوں کی طرف سے کام کررہے تھے، نے مشورہ دیا کہ اب صرف ایک ہی صورت نظر آتی ہے کہ ہم JAIN T.V والوں کو کہیں گے کہ وہ اپنے لائسنس پر ہمارا پروگرام UPLINK کریں اور وہاں سے اُن کے تعاون سے MTA پر ایک لائن ڈال کر Live کردیا جائے کہ یہ JAIN T.V کے تعاون سے دکھایا جارہا ہے۔ اس صورت کے سوا کوئی صورت نہ تھی۔

جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں یہ معاملہ رکھا گیا تو خاکسار کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے طلب فرمایا۔ بڑی پریشانی تھی۔ 14 دسمبر کا دن تھا اور 15 دسمبر کو حضور انور قادیان تشریف لے جارہے تھے۔ 16 دسمبر کو پہلا خطبہ جمعہ قادیان سے Live نشر ہونا تھا۔ جب خاکسار دعا کرتا ہوا حضور انور کی خدمت میں پیش ہوا تو حضور نے فرمایا کہ میں اس وقت تک قادیان نہ جاؤں جب تک پروگرام Live کرنے کی اجازت نہیں ہو جاتی۔ اور فرمایا کہ دعا بھی کریں اور ساتھ کے ساتھ رپورٹ دیتے جائیں۔

حضور انور ایدہ اللہ نے دعا کے ساتھ خاکسار کو رخصت کیا۔ میری پریشانی کا جو عالم تھا وہ میں ہی جانتا تھا یا میرا خدا۔

خاکسار دعاؤں کے ساتھ جب مشن ہاؤس سے روانہ ہو کر Jain والوں کے دفتر پہنچا تو وہ بھی میری پریشانی کو جان گئے اور بس یہ امید دلانے لگے کہ پروگرام ہر صورت میں ہوگا۔ اس پر وہاں بیٹھ کر ہی جین ٹی وی والوں کا توسّط اختیار کرنے کے لئے معاہدہ وغیرہ لکھنا شروع کیا اور منسٹری کے لئے بھی ایک خط لکھا کہ ہم جین والوں کے توسّط سے پہلا پروگرام دکھائیں گے۔

اسی دوران خاکسار نے ہوم منسٹری میں جناب Goel L.C. صاحب سے بات کی کہ ہمارا پروگرام ہونے میں صرف ایک دن باقی ہے ہماری اجازت کی کارروائی کہاں تک پہنچی ہے۔ اس پر موصوف نے کہا کہ آپ اس سلسلہ میں رنجنی کمار سے بات کریں۔ موصوف INSAT ڈپٹی ڈائریکٹر ہیں۔ جب خاکسار نے اُن سے بات کی تو اُنہوں نے یہ خوشخبری سنائی کہ ہوم منسٹری سے ہمیں فون آ گیا ہے کہ اجازت دے دی جائے اور ابھی اُن کی طرف سے چٹھی نہیں آئی ہے۔ چٹھی کے آنے پر کارروائی ہوگی۔ خاکسار نے جب یہ بات سنی تو خدا کی حمد سے میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے کہ سبحان اللہ خلیفہ وقت کی دعاؤں اور توجہ میں کیا اثر ہے کہ جس کی دو گھنٹہ پہلے تک کوئی امید نہ تھی وہ ایک توجہ کے نتیجہ میں کام ہو گیا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ!

خاکسار نے یہ خوشخبری تین بجے شام کے وقت بذریعہ فون ایڈیشنل وکیل المال صاحب لندن کو دی جو کہ حضور انور کے ساتھ ہی لال قلعہ گئے ہوئے تھے۔ موصوف نے حضور انور کی خدمت میں یہ خوشی کی خبر پہنچائی۔ شام پانچ بجے کے قریب INSAT میں اجازت نامہ دینے کی چٹھی بھی آ گئی۔ جس پر 14/ دسمبر 2005ء کی تاریخ درج تھی اور بفضلہٖ تعالیٰ مورخہ 15/ دسمبر 2005ء کو ہمیں اجازت نامہ حاصل ہو گیا۔ اجازت نامہ ملنے میں جن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا، حضور انور نے بھی اس سلسلہ میں اپنے خطاب میں ذکر فرمایا تھا۔ الغرض 16 دسمبر کا مبارک دن ہے کہ جس دن ایک غیر معروف بستی قادیان سے خلیفۂ وقت کی آواز ساری دنیا کو براہِ راست سنائی دی۔ یہ ساری جماعت احمدیہ کے لئے ایک خوشی کا موقع تھا۔ گویا جماعت کے لئے عید کا دن کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مسکن کو ساری دنیا کی توجہ کا مرکز بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے قادیان سے جلسہ سالانہ کے تینوں دنوں کا پروگرام Live نشر ہوا اسی طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے پانچ خطبات جمعہ اور ایک عید کا خطبہ Live نشر ہوا۔

پس اس لحاظ سے 2005ء کا سال جماعت احمدیہ کے لئے اور پھر قادیان والوں کے لئے بے شمار رحمتوں اور برکتوں کو لے کر آیا۔

(سوونیئر جلسہ سالانہ قادیان 2005ء شائع کردہ نظارت نشر و اشاعت قادیان)

....

یکدم بارش تھم گئی

2004ء میں افریقہ کے دورہ کے دوران جب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نائیجیریا سے بینن پہنچے اور مشن ہاؤس آمد ہوئی تو عصر کا وقت تھا۔ شدید موسلا دھار بارش ہورہی تھی۔ نماز کے لئے صحن میں مارکی لگائی گئی تھی جو چاروں طرف سے کھلی تھی اور بارش کی وجہ سے وہاں نماز پڑھنا محال تھا۔ بلکہ کھڑا ہونا بھی مشکل تھا۔

حضور باہر تشریف لائے اور نماز کے بارہ میں دریافت فرمایا۔ امیر صاحب نے عرض کیا کہ اس وقت تو شدید بارش ہے اور نماز کے لئے باہر مارکی لگائی ہوئی ہے لیکن بارش کی وجہ سے مشکل ہورہی ہے۔

حضور انور نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی اور فرمایا دس منٹ بعد نماز پڑھیں گے۔ اس کے بعد حضور انور اندر تشریف لے گئے۔ ابھی دو تین منٹ ہی گزرے تھے کہ یکدم بارش تھم گئی۔ آسمان صاف ہو گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے دھوپ نکل آئی اور اسی مارکی کے نیچے نماز کا انتظام ہو گیا۔ مقامی احباب اس نشان پر بہت حیران ہوئے کہ یہاں بارش شروع ہو جائے تو کئی کئی گھنٹے جاری رہتی ہے۔ حضور نے دس منٹ کہا تو یہ تین منٹ میں ہی ختم ہوگئی اور نہ صرف ختم ہوئی بلکہ بادل بھی غائب ہوگئے۔

اسی طرح کینیڈا کے دورہ کے دوران جب کیلگری مسجد کا سنگ بنیاد رکھا جانا تھا تو ایک دن قبل امیر صاحب کینیڈا نے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا کہ موسمی پیشگوئی کے مطابق کل یہاں کا موسم شدید خراب ہے۔ بڑی شدید بارش ہے اور طوفانی ہوائیں ہیں۔ اور کل صبح مسجد کا سنگ بنیاد ہے۔ مہمان بھی آرہے ہیں۔ امیر صاحب نے دعا کی درخواست کی۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ دیر توقف فرمایا اور پھر فرمایا ’’جس مسجد کا سنگ بنیاد ہم رکھنے جارہے ہیں وہ بھی خدا کا ہی گھر ہے اور موسم بھی خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اس لئے اس کو خدا پر چھوڑ دیں۔ اللہ فضل فرمائے گا۔‘‘

چنانچہ اگلے روز صبح بارش کا کوئی نام و نشان نہیں تھا۔ بڑا خوشگوار موسم تھا۔ سنگ بنیاد کی تقریب ہوئی۔ قریباً دو گھنٹے کا پروگرام تھا۔ تقریب سے فارغ ہو کر حضور انور واپسی کے لئے جب اپنی کار میں بیٹھے تو کار کا دروازہ بند ہوتے ہی اچانک شدید بارش شروع ہوگئی اور ساتھ تند و تیز ہوائیں چلنے لگیں جو پھر مسلسل تین چار گھنٹے جاری رہیں۔ تو یہ ایک نشان تھا جو حضور انور کی دعا سے وہاں ظاہر ہوا اور ہر شخص کا دل اس نشان کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز تھا۔

(الفضل۔ دعا نمبر۔ 28 دسمبر 2015ء صفحہ 45-43)

....

خلفائے احمدیت کے قبولیت دعا کے ان ایمان افروز واقعات کو سننے کے بعد ہر دل میں یہ خواہش جنم لے گی کہ ہمارے لئے بھی خلیفۂ وقت کی دعاؤں سے معجزات رونما ہوں۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے ایسی خواہشات کی تکمیل کے لئے ایک نسخہ بتایا ہے۔ حضورؒ فرماتے ہیں:

’’جو لوگ محض دعا کے لئے لکھتے ہیں اور اخلاص کا تعلق نہیں رکھتے ان کے حق میں نہ دعا قبول ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی۔ اسی کے لئے قبول کی جائیں گی جو خاص اخلاص کے ساتھ دعا کے لئے لکھتا ہے اور اس عہد پر قائم ہے کہ جو نیک کام آپ مجھے فرمائیں گے اس میں آپ کی اطاعت کروں گا‘‘۔

اس لئے اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ کے حق میں خلیفہ وقت کی دعائیں قبول ہوں تو اپنے پیارے امام کے ساتھ اخلاص و وفا اور محبت اور اطاعت کا ایسا تعلق استوار کریں جس کی دنیاوی رشتوں میں نظیر نہ ملتی ہو۔

آئیے! ہم اس محبت اور وفا اور اخلاص کو بڑھاتے چلے جائیں۔ تاکہ ہم آفاق میں بھی خدا کے نشانات دیکھیں اور اپنے نفوس میں بھی ایسے معجزات کے گواہ بن جائیں۔ اللہ کرے ایسا ہی ہو۔

☆...☆...☆

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی اکثریت یہ سوچ رکھتی ہے اوران کو یہ توجہ ہے یا کم ازکم فکر ہے کہ کس طرح اپنے بچوں کی تربیت کرنی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم احمدیوں پر بہت بڑا فضل اوراحسان ہے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی وجہ سے ہماری سوچیں اس زمانے میں جبکہ دنیا کی خواہشات نے ہرایک کوگھیرا ہوا ہے، یہ ہیں کہ ہم اپنی اولاد کے لئے صرف دنیا کی فکرنہیں کرتے بلکہ دین کی بہتری کا بھی خیال پیدا ہوتا رہتا ہے۔ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر بچوں کی پیدائش سے پہلے سے لے کرتربیت کے مختلف دَوروں میں سے جب بچہ گزرتا ہے تو اس کے لئے دعائیں بھی سکھائی ہیں اورتربیت کا طریق بھی بتایا ہےاوروالدین کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اگرہم یہ دعائیں کرنے والے اوراس طریق کے مطابق اپنی زندگی گزارنے والے اوراپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دینے والے ہوں تو ایک نیک نسل آگے بھیجنے والے بن سکتے ہیں۔

اولاد کے نیک ہونے اورزمانے کے بداثرات سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ اولاد کی خواہش اور اولاد کی پیدائش سے بھی پہلے مردوعورت دونوں نیکیوں پرعمل کرنے والے ہوں۔

اولاد کے لئے جب دعا ہو تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پرعمل اوراللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری ضروری ہے تبھی دعا قبول ہوتی ہے۔ پس ماں کی بھی اور باپ کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی اصلاح کے لئے، ان کی تربیت کے لئے، مستقل اللہ تعالیٰ سے اپنی اولاد کی بہتری کے لئے دعا مانگتے رہیں اوراپنے نمونے اولاد کے لئے قائم کریں۔ اگراپنے نمونے اس نصیحت کے خلاف ہیں جوماں باپ بچوں کوکرتے ہیں تو پھر اصلاح کی دعا میں نیک نیتی بھی نہیں ہوتی۔ اورجب اس طرح کا عمل نہ ہوتو پھر یہ شکوہ بھی غلط ہے کہ ہم نے اپنی اولاد کے لئے بہت دعا کی تھی لیکن پھر بھی وہ بگڑ گئی یا ہمیں ابتلاء میں ڈال دیا۔

واقفین نو کے والدین کو بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے کہ اپنے بچوں کو دین کی طرف توجہ دلائیں۔

جوواقفین نَو ہیں وہ پہلے جماعت سے پوچھیں کہ جماعت کوضرورت ہے کہ نہیں اورجماعت اگران کواپنے کام کرنے کی اجازت دیتی ہے تو کریں ورنہ ان کوخالصتاً اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے اوروالدین کے عہد کو پورا کرتے ہوئے اپنے آپ کووقف کے لئے پیش کرنا چاہئے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 14/جولائی 2017ء بمطابق 14/وفا 1396 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن، لندن، یوکے

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ - بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

بہت سی عورتیں مرد لکھتے ہیں اورملیں، ملاقات کریں تب زبانی بھی یہی کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں اولاد ہونے والی ہے اس کے لئے دعا کریں۔ یا یہ کہ ہم اس پیدا ہونے والی اولاد کے لئے کیا دعا کریں۔ یا پھر یہ بھی ہوتا ہے کہ ہماری اولاد ہے، بچے ہیں اوربچپن سے جوانی کی طرف بڑھ رہے ہیں، اس میں قدم رکھنے والے ہیں، ان کی تربیت کی فکر رہتی ہے ان کے لئے کیا دعا کریں؟ کس طرح ان کی تربیت کریں کہ ہمارے بچے صحیح راستے پر اورنیکیوں پر قائم رہیں؟

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی اکثریت یہ سوچ رکھتی ہے اوران کو یہ توجہ ہے یا کم ازکم فکر ہے کہ کس طرح اپنے بچوں کی تربیت کرنی ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا ہم احمدیوں پر بہت بڑا فضل اوراحسان ہے کہ حضرت مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کی وجہ سے ہماری سوچیں اس زمانے میں جبکہ دنیا کی خواہشات نے ہرایک کوگھیرا ہوا ہے، یہ ہیں کہ ہم اپنی اولاد کے لئے صرف دنیا کی فکرنہیں کرتے بلکہ دین کی بہتری کا بھی خیال پیدا ہوتا رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ہم مسلمانوں پر احسان فرمایا ہے بشرطیکہ مسلمان اس طرف توجہ دیتے ہوئے اس پرعمل کرنے والے ہوں کہ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر بچوں کی پیدائش سے پہلے سے لے کر تربیت کے مختلف دَوروں میں سے جب بچہ گزرتا ہے تو اس کے لئے دعائیں بھی سکھائی ہیں اورتربیت کا طریق بھی بتایا ہے اوروالدین کی ذمہ داریوں کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اگرہم یہ دعائیں کرنے والے اوراس طریق کے مطابق اپنی زندگی گزارنے والے اوراپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دینے والے ہوں تو ایک نیک نسل آگے بھیجنے والے بن سکتے ہیں۔

اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بچوں کی تربیت کوئی آسان کام نہیں اورخاص طور پر اس زمانے میں جب قدم قدم پر شیطان کی پیدا کی ہوئی دلچسپیاں مختلف رنگ میں ہرروز ہمارے سامنے آرہی ہوں تو یہ بہت مشکل کام ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے جب دعائیں اورطریق بتائے ہیں تو اس لئے کہ اگرہم چاہیں تو خود بھی اوراپنے بچوں کو بھی شیطان کے حملوں سے بچا سکتے ہیں لیکن اس کے لئے مسلسل دعاؤں، اللہ تعالیٰ کی مدد اورمحنت اورکوشش کی ضرورت ہے۔ ایک مسلسل جہاد کی ضرورت ہے۔ اورحقیقی مومن سے یہی توقع کی جاتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جُڑ کر اپنے آپ کو بھی اوراپنی اولاد کو بھی شیطان کے حملوں سے بچائے نہ کہ مایوس ہوجائے یا تھک جائے اورخوفزدہ ہوکر منفی سوچوں کو اپنے اوپر طاری کرلے۔

منفی سوچ کی ایک فکرانگیز مثال گزشتہ دنوں ایک خط میں میرے سامنے آئی جب ایک شخص نے لکھا کہ آج کل کی دنیا میں پیسے کی دوڑ لگی ہوئی ہے۔ غیراخلاقی سرگرمیوں کی انتہا ہوئی ہوئی ہے۔ منشیات کی نئی نئی قسمیں اوران کا استعمال عام ہو رہا ہے۔ معاشرے کی عمومی بے راہ روی بڑھتی چلی جارہی ہے لکھنے والا کہتا ہے کہ اس وجہ سے میں نے سوچا کہ شادی تو بیشک کروں یا شادی ہوئی ہے تو بہتر یہی ہے کہ بے اولاد رہوں۔ اولاد نہ ہو۔ یہ انتہائی مایوس کن سوچ ہے۔ گویا شیطان سے ہار مان کر اس کو تمام طاقتوں

کا منبع اور حامل سمجھ کر یہ بات کی جا رہی ہے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ میں کوئی طاقت نہیں کہ اولاد کی تربیت کے لئے ہماری کوششوں میں، ہماری دعاؤں میں برکت ڈالے (نعوذ باللہ) اور ہماری اولاد کو اور ہمیں شیطان کے حملوں سے بچائے، چاہے جتنی بھی ہم کوشش کر لیں اور دعائیں کر لیں۔ گویا دوسرے لفظوں میں ہم شیطان کے چیلوں کو کھلی چھٹی دینے والے بن جائیں اور مومنین کی نسل آہستہ آہستہ ختم ہو جائے۔ یہ سوچ انتہائی خطرناک اور مایوس کُن سوچ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے والے کی ایسی سوچ نہیں ہو سکتی اور نہ ہونی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس انقلاب کے پیدا کرنے کے لئے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے گئے اس کا حصہ بننے کے لئے ہم نے اپنی تمام تر صلاحیتوں اور استعدادوں کو استعمال کرنا ہے اور اپنی نسل میں بھی اس روح کو پھونکنا ہے۔ جو ہمارے مقاصد ہیں ان کے لئے دعائیں بھی کرنی ہیں۔ ان کی تربیت بھی کرنی ہے کہ معاشرے کے ان سب گندوں اور غلاظتوں کے باوجود ہم نے شیطان کو کامیاب نہیں ہونے دینا۔ اور دنیا میں خدا تعالیٰ کی حکومت قائم کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

پس مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہیں بلکہ ایک عزم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نیک اولاد کے لئے ہمیں قرآن کریم میں دعائیں سکھائی ہیں جیسا کہ مَیں نے ذکر کیا۔

ایک جگہ حضرت زکریا علیہ السلام کے ذریعہ دعا سکھائی اور وہ دعا یہ ہے کہ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ (آل عمران:39) اے میرے رب مجھے اپنی جناب سے پاکیزہ ذرّیت، اولاد عطا کر۔ یقیناً تُو بہت دعائیں سننے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود یہ دعا سکھائی کہ مَیں دعائیں سننے والا ہوں۔ اس لئے تم بھی کہو کہ اے اللہ تُو دعا سننے والا ہے۔ اس لئے ہماری دعائیں قبول کر اور ہمیں پاک اولاد بخش۔

پس جب پاکیزہ اولاد کی خواہش ہو تو اس کے لئے دعا بھی ہونی چاہئے لیکن ساتھ ہی ماں باپ کو بھی ان پاکیزہ خیالات کا اور نیک اعمال کا حامل ہونا چاہئے جو نیکوں اور انبیاء کی صفت ہیں۔ ہر ماں اور باپ کو وہ اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔ بعض دفعہ مائیں دینی امور کی طرف توجہ دینے والی ہوتی ہیں، عبادات کرنے والی ہوتی ہیں تو مرد نہیں ہوتے۔ بعض جگہ مرد ہیں تو عورتیں اپنی ذمہ داری پوری نہیں کر رہیں۔ اولاد کے نیک ہونے اور زمانے کے بداثرات سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ اولاد کی خواہش اور اولاد کی پیدائش سے بھی پہلے مرد عورت دونوں نیکیوں پر عمل کرنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے واقعات میں ایک واقعہ ملتا ہے جس میں اولاد ہونے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک شخص کے لئے دعا ہے۔ لیکن اس دعا کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مشروط کر دیا اور مشروط کیا اس شخص کے اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے سے۔ وہ شخص ابھی احمدی بھی نہیں تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں نہیں آیا تھا لیکن شاید اس کی کوئی نیکی تھی جس کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے لئے دعا کی۔ یہ منشی عطا محمد صاحب پٹواری ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں غیر احمدی تھا۔ دین سے دُور ہٹا ہوا تھا۔ ان کے ایک دوست تھے وہ انہیں احمدیت کی تبلیغ کیا کرتے تھے لیکن کہتے ہیں میں نے کبھی توجہ نہیں کی۔ ایک دن انہوں نے مجھے بہت زیادہ اس بارے میں کہا اور میرے پیچھے پڑ گئے کہ میری باتیں سنو اور ان پہ غور کرو۔ مَیں نے کہا اچھا اگر آپ یہی کہتے ہیں تو میں آپ کو ایک دعا کے لئے کہتا ہوں۔ اگر وہ سنی گئی تو پھر میں غور کروں گا۔ آپ کہتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں تو ان کو میرے لئے دعا کے لئے کہیں اور دعا اس بات کی ہے کہ میری تین بیویاں ہیں کسی کی اولاد نہیں ہے۔ ایک کے بعد دوسری شادی مَیں نے کی تا کہ اولاد پیدا ہو۔ یہ دعا کریں کہ مجھے بیٹا عطا ہو اور بیٹا بھی پہلی بیوی سے ہو۔ کہتے ہیں یہ خط انہوں نے میری طرف سے لکھ دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد مولوی عبدالکریم صاحب کی طرف سے جواب آیا کہ حضور نے دعا کی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کی ہے اور فرمایا کہ آپ کو بیٹا عطا ہو گا لیکن شرط یہ ہے کہ آپ زکریا والی توبہ کریں۔ منشی صاحب کہتے ہیں مَیں ان دنوں میں سخت بے دین تھا۔ شرابی کبابی اور راشی ہوا کرتا تھا۔ رشوت لینا میرا عام کام تھا۔ مجھے کیا پتا ہونا تھا کہ زکریا والی توبہ کیا ہوتی ہے۔ کہتے ہیں میں یہ پتا کرنے کے لئے کہ زکریا والی توبہ کیا ہے مسجد میں گیا تو مسجد کا امام مجھے مسجد میں دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ شرابی کبابی کہاں سے آ گیا۔ لیکن بہرحال جب مَیں نے سوال کیا تو میرے سوال کا وہ جواب نہیں دے سکا۔ کہتے ہیں پھر مَیں مولوی فتح دین صاحب احمدی کے پاس دوسرے گاؤں میں گیا۔ ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ زکریا والی توبہ بس یہ ہے کہ بے دینی چھوڑ دو۔ حلال کھاؤ۔ نماز روزے کے پابند ہو جاؤ اور مسجد میں زیادہ آیا کرو۔ کہتے ہیں یہ سن کر مَیں نے ایسا کرنا شروع کر دیا۔ شراب چھوڑ دی۔ رشوت لینی بند کر دی۔ نماز روزے کا پابند ہو گیا۔ کہتے ہیں چار پانچ مہینے کا عرصہ گزرا ہو گا کہ ایک دن میری بڑی بیوی رونے لگی۔ خیر اس کو دائی سے چیک کروایا تو اس نے جو بات کی اور وہ اس طرف شک کا اظہار تھا کہ شاید اولاد ہونے والی ہے۔ بہرحال اس کی بات سن کر میں نے اس سے کہا کہ میں نے مرزا صاحب سے دعا کروائی ہے۔ یہ اولاد ہونے کی نشانی ہے۔ شک والی کوئی بات نہیں۔ کہتے ہیں کچھ عرصہ بعد حمل کے آثار ظاہر ہونے شروع ہو گئے تو مَیں نے لوگوں کو بتانا شروع کر دیا کہ میرے بیٹا پیدا ہو گا اور صحتمند اور خوبصورت بھی ہو گا۔ چنانچہ بیٹا پیدا ہوا۔ اور کہتے ہیں اس کے بعد میں نے بیعت کر لی اور اس علاقے کے بہت سے اَور لوگوں نے بھی بیعت کی۔ (ماخوذ از سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 221-220 روایت نمبر 241)

تو اللہ تعالیٰ کسی کا انجام بخیر کرنا چاہتا ہے تو اس طرح بھی ہوتا ہے کہ اولاد کی خواہش اور اولاد ہونا ان کی اصلاح اور پاک تبدیلی کا باعث بن گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی دعا کی قبولیت کو ان میں پاک تبدیلی کے ساتھ مشروط کیا تھا۔ تو بہرحال جہاں زکریا کی دعا ہم اپنی اولاد کے لئے کرتے ہیں وہاں ہمیں اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی بھی ضرورت ہے۔

لیکن اس ضمن میں یہ بھی بتا دوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس ایک اور شخص کا معاملہ پیش ہوا کہ وہ کہتا ہے کہ میرے لئے دعا کریں بیٹا پیدا ہو یا اولاد ہو تب مَیں احمدی ہو جاؤں گا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ خلاصہ یہ ہے کہ میرا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے۔ مَیں نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ لوگوں کے ہاں بچے پیدا کروانے کے لئے مَیں آیا ہوں۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 9 صفحہ 115۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اس کے حالات بالکل مختلف تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو بہرحال نبی تھے ان کی نظر اس کے بارہ میں وہاں تک پہنچی کہ یہ شرط ایسی ہے کہ جو ٹھوکر کا بھی موجب ہو سکتی ہے لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کا انجام بخیر بھی کرنا تھا اور کوئی نیکی بھی ہو گی تو یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کر کے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کے اس کو بیٹے کی خبر بھی دے دی۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ ہر چیز کو ہر چیز سے مشروط نہیں کیا جاتا۔ احمدی ہونے کو دعا سے مشروط نہیں کیا جاتا۔ بعض دفعہ لوگ مجھے بھی لکھتے ہیں کہ یہ ہو گا تو تب ہم احمدی ہوں گے۔ تو شرطیں لگا کے احمدی ہونا کوئی دین کو قبول کرنے والی بات نہیں ہے بلکہ اپنی شرائط پر اللہ تعالیٰ کو منوانا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تو کسی کی شرطوں پر کسی کی ہدایت کا سامان پیدا نہیں کرتا۔ ہمیں ہدایت پہ چلنے کی ضرورت ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کو ہماری۔ بہرحال جیسا کہ میں نے کہا کہ جہاں ہم اپنی اولاد کے لئے دعا کرتے ہیں وہاں ہمیں اپنے اندر بھی پاک تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔

قرآن کریم میں حضرت زکریا کے حوالے سے سورۃ الانبیاء میں اس دعا کا بھی ذکر ملتا ہے کہ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ (الانبیاء:90) کہ اے میرے رب مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تُو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ اس دعا میں بھی جب اللہ تعالیٰ کو خیر الوارثین کہا ہے تو واضح ہے کہ اولاد کی دعا صرف اس لئے نہیں کہ اولاد ہو جائے اور وارث پیدا ہو جائیں جو دنیاوی معاملات کے وارث ہوں بلکہ ایسے وارث اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوں جو دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہوں اور ظاہر ہے ایسی دعا وہی لوگ مانگ سکتے ہیں جو خود بھی دین کو دنیا پر مقدم رکھنے والے ہیں۔ اگر دنیاداری میں انسان ڈوبا ہوا ہے تو نیک وارث کس طرح مانگے گا۔ اگر کوئی عورت صرف اس لئے اولاد کی خواہش کر رہی ہے کہ عورت کا اولاد کی خواہش کرنا ایک فطری تقاضا ہے یا پھر بعض اوقات اس لئے خواہش کر رہی ہے کہ خاوند کی خواہش ہوتی ہے تو ایسی اولاد پھر بعض دفعہ ابتلا کا موجب بن جاتی ہے۔ اولاد کی خواہش بڑی جائز خواہش ہے لیکن ساتھ ہی نیک وارث پیدا ہونے کی بھی دعا کرنی چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس بات کو بیان فرماتے ہوئے کہ اولاد کی خواہش صرف وارث بنانے کے لئے نہ کرو بلکہ نیک، صالح اور خادم دین وارث بنانے کے لئے کرو ورنہ اولاد بھی ابتلاء کا باعث بن سکتی ہے، ایک موقع پر فرماتے ہیں کہ:

’’اولاد کا ابتلا بھی بہت بڑا ابتلا ہے۔ اگر اولاد صالح ہو تو پھر کس بات کی پروا ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف:197) یعنی اللہ تعالیٰ آپ صالحین کا متولّی اور متکفّل ہوتا ہے۔ (انسان) اگر بدبخت ہے تو خواہ لاکھوں روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ‘‘ (یا اولاد بدبخت ہے تو لاکھوں روپیہ اس کے لئے چھوڑ جاؤ) ’’وہ بدکاریوں میں تباہ کر کے پھر قلّاش ہو جائے گی اور ان مصائب اور مشکلات میں پڑے گی جو اس کے لئے لازمی ہیں۔ جو شخص اپنی رائے کو خدا تعالیٰ کی رائے اور منشاء سے متفق کرتا ہے وہ اولاد کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے‘‘۔ (اللہ تعالیٰ کی رائے اور منشا کیا ہے؟ یہی کہ دین کو دنیا پر مقدم کرو۔ اگر یہ ہو گا تو پھر آپ نے فرمایا کہ اولاد کی طرف سے پھر مطمئن ہو جاتا ہے کیونکہ پھر ایسا انسان اپنی اولاد کے لئے دعا بھی کرتا ہے اور اس کی تربیت کی کوشش بھی کرتا ہے۔) آپ فرماتے ہیں ’’اور وہ اسی طرح پر ہے کہ اس کی صلاحیت کے لئے کوشش کرے اور دعائیں کرے۔ اس صورت میں خود اللہ تعالیٰ اس کا تکفّل کرے گا اور اگر بدچلن ہے تو پھر جائے جہنم میں۔ اس

کی پرواہ تک نہ کرے۔‘‘

پھر ایک جگہ آپ اسی اولاد کے ضمن میں (اسی مضمون) کو جاری رکھتے ہوئے) نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

’’پس خود نیک بنو اور اپنی اولاد کے لئے ایک عمدہ نمونہ نیکی اور تقویٰ کا ہو جاؤ اور اس کو متقی اور دیندار بنانے کے لئے سعی اور دعا کرو۔ جس قدر کوشش تم ان کے لئے مال جمع کرنے کی کرتے ہو اسی قدر کوشش اس امر میں کرو‘‘۔ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 109۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

اولاد کو دین سکھانے اور دین سے منسلک رکھنے کے لئے، ان کی دینی تربیت کی طرف کم از کم اتنی کوشش تو انسان کی ہو جتنی دنیاوی کوششیں ہوتی ہیں۔ دنیا کی طرف زیادہ کوشش ہوتی ہے اور دین کی طرف بہت کم کوشش۔ اسی وجہ سے پھر بعض لوگوں کو ابتلاء بھی آتے ہیں۔ مشکلات میں بھی پڑتے ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اولاد کی خواہش ہوتی ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ ’’بعض اوقات صاحب جائیداد لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ کوئی اولاد ہو جاوے جو اس جائیداد کی وارث ہو‘‘۔ گویا کہ اولاد کی خواہش صرف جائیداد کے لئے ہے ’’تا کہ جائیداد غیروں کے ہاتھ میں نہ چلی جاوے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں ’’مگر وہ نہیں جانتے کہ جب مر گئے تو شرکاء کون اور اولاد کون؟‘‘ ’’سبھی غیر بن جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ’’اولاد کے لئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادمِ دین ہو۔‘‘

(ماخوذ از ملفوظات جلد 8 صفحہ 110۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں یہ بھی دعا سکھائی کہ **وَاَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَاِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ** (الاحقاف:16) کہ میرے لئے میری ذریّت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً مَیں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور بلاشبہ مَیں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یہاں اولاد کی اصلاح کرنے کی دعا کی ہے تو ساتھ اس بات کا بھی اقرار کیا ہے کہ میں تیری طرف رجوع کرنے والوں اور فرمانبرداروں میں سے بنوں یا ہوں۔

پس اولاد کے لئے جب دعا ہو تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل اور اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری ضروری ہے تبھی دعا قبول ہوتی ہے۔ پس ماں کی بھی اور باپ کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی اصلاح کے لئے، ان کی تربیت کے لئے مستقل اللہ تعالیٰ سے اپنی اولاد کی بہتری کے لئے دعا مانگتے رہیں اور اپنے نمونے اولاد کے لئے قائم کریں۔ اگر اپنے نمونے اس تعلیم کے خلاف ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے، اگر اپنے نمونے اس نصیحت کے خلاف ہیں جو ماں باپ بچوں کو کرتے ہیں تو پھر اصلاح کی دعا میں نیک نیتی بھی نہیں ہوتی۔ اور جب اس طرح کا عمل نہ ہو تو پھر یہ شکوہ بھی غلط ہے کہ ہم نے اپنی اولاد کے لئے بہت دعا کی تھی لیکن پھر بھی وہ بگڑ گئی یا ہمیں ابتلاء میں ڈال دیا۔

پھر اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ایک بڑی جامع دعا بیان فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو شیطان کے حملوں سے بچنا چاہتے ہیں اور بچتے ہیں، جو رحمان خدا کے بندے بننا چاہتے ہیں ان کی جو بعض خصوصیات ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ **رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡیُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا** (الفرقان:75) کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنا دے۔ یہ دعا اولاد کے لئے اور اپنے جیون ساتھیوں کے لئے مَردوں کو بھی کرنی چاہئے اور عورتوں کو بھی۔ جب عورت اور مرد نیک اور صالح اولاد کی خواہش رکھتے ہوئے دعا کرتے ہیں تو پھر اولاد کی پیدائش کے بعد بھی ان کے کام ختم نہیں ہو جاتے بلکہ ماں بھی اور باپ بھی، بیوی بھی اور خاوند بھی اپنے اپنے دائرے میں نگران اور امام ہیں۔ اور یہ حق اسی وقت ادا ہو گا جب خود بھی تقویٰ پر چلنے والے ہوں گے اور بچوں کے لئے دعا کرنے والے ہوں گے اور اپنے اعمال کو بھی دیکھنے والے ہوں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس آیت کے حوالے سے بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ آپ ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’نکاح سے ایک اور غرض بھی ہے جس کی طرف قرآن کریم میں یعنی سورۃ الفرقان میں اشارہ ہے اور وہ یہ ہے **وَالَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا هَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعۡیُنٍ وَّاجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا** (الفرقان:75) یعنی مومن وہ ہیں جو یہ دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے خدا! ہمیں اپنی بیویوں کے بارے میں اور فرزندوں کے بارے میں دل کی ٹھنڈک عطا کر اور ایسا کر کہ ہماری بیویاں اور ہمارے فرزند نیک بخت ہوں اور ہم ان کے پیش رَو ہوں۔‘‘

(آریہ دھرم، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 23)

پس یہاں پھر آپ نے ماں باپ کو اس دعا کے ساتھ اپنے عمل دکھانے کی ہدایت فرما دی کہ ہم ان کے پیش رَو ہوں۔ پیش رَو ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہم عملی نمونے قائم کرنے والے بنیں۔ پس قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ بار بار ہر دعا کے ساتھ اس بات کا اعادہ اور تلقین فرماتا ہے کہ اگر تمہیں صالح اولاد کی خواہش ہے تو اپنے عملوں کی طرف نظر رکھو۔

پھر اس بات کے ذکر میں کہ اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے اور کیوں ہونی چاہئے اور انسان کی پیدائش کا جو مقصد ہے اس کو بھی اولاد کی خواہش کرتے ہوئے سامنے رکھنا چاہئے یا اولاد کی پیدائش کے وقت بھی سامنے رکھنا چاہئے اور اپنے اعمال پر بھی نظر رکھنی چاہئے، اپنی اصلاح کی بھی فکر ہونی چاہئے تا کہ اولاد بھی نیک صالح ہو، نہ کہ صرف دولت اور املاک کی وارث بنانے کے لئے اولاد پیدا کی جائے۔ اور یہ دعا کس ترتیب سے اور کس طرح کرنی چاہئے، ان سب باتوں کی تفصیل بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’انسان کو سوچنا چاہئے کہ اسے اولاد کی خواہش کیوں ہوتی ہے؟ کیونکہ اس کو محض طبعی خواہش ہی تک محدود نہ کر دینا چاہئے کہ جیسے پیاس لگتی ہے یا بھوک لگتی ہے۔ لیکن جب یہ ایک خاص اندازے سے گزر جاوے تو ضرور اس کی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے جیسا کہ فرمایا ہے۔ **مَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ** (الذاریات:57) اب اگر انسان خود مومن اور عبد نہیں بنتا ہے اور اپنی زندگی کے اصل منشاء کو پورا نہیں کرتا ہے اور پورا حقِّ عبادت ادا نہیں کرتا بلکہ فسق و فجور میں زندگی بسر کرتا ہے اور گناہ پر گناہ کرتا ہے تو ایسے آدمی کی اولاد کے لئے خواہش کیا نتیجہ رکھے گی۔ صرف یہی کہ گناہ کرنے کے لئے وہ اپنا ایک اَور خلیفہ چھوڑنا چاہتا ہے۔ خود کونسی کمی کی ہے جو اولاد کی خواہش کرتا ہے‘‘۔ فرمایا ’’پس جب تک اولاد کی خواہش محض اس غرض کے لئے نہ ہو کہ وہ دیندار اور متقی ہو اور خدا تعالیٰ کی فرمانبردار ہو کر اس کے دین کی خادم بنے بالکل فضول بلکہ ایک قسم کی معصیت اور گناہ ہے اور باقیاتِ صالحات کی بجائے اس کا نام باقیاتِ سیّئات رکھنا جائز ہو گا‘‘۔ (نیک صالح اولاد نہیں ہو گی جو پیچھے رہنے والی ہو بلکہ برائیاں کرنے والی چیز پیچھے چھوڑ کے جائیں۔) فرمایا ’’لیکن اگر کوئی شخص یہ کہے کہ مَیں صالح اور خدا ترس اور خادمِ دین اولاد کی خواہش کرتا ہوں‘‘ (بڑی اچھی خواہش ہے) ’’تو اس کا یہ کہنا بھی نرا ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہو گا جب تک کہ وہ خود اپنی حالت میں ایک اصلاح نہ کرے۔‘‘ (خواہش تو نیک اولاد کی ہو لیکن خود اپنے عمل اس سے مختلف ہوں۔ بہت سارے لوگ ہیں، آتے ہیں اور کہتے ہیں دعا کریں۔ نیک اولاد ہو۔ صالح اولاد ہو۔ اپنی نمازوں کے بارے میں یہی ان کا جواب ہوتا ہے کہ کوشش کرتے ہیں کہ پوری نمازیں پڑھیں۔ جنہوں نے فرائض نماز بھی ادا نہیں کرنے ان کی نیکی کی کیا حالت ہو سکتی ہے۔) آپ فرماتے ہیں کہ ’’اگر خود فسق و فجور کی زندگی بسر کرتا ہے اور منہ سے کہتا ہے کہ میں صالح اور متقی اولاد کی خواہش کرتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ میں کذّاب ہے۔‘‘ (جھوٹا ہے۔) ’’صالح اور متقی اولاد کی خواہش سے پہلے ضروری ہے کہ وہ خود اپنی اصلاح کرے اور اپنی زندگی کو متقیانہ زندگی بناوے تب اس کی ایسی خواہش ایک نتیجہ خیز خواہش ہو گی اور ایسی اولاد حقیقت میں اس قابل ہو گی کہ اس کو باقیاتِ صالحات کا مصداق کہیں۔ لیکن اگر یہ خواہش صرف اس لئے ہو کہ ہمارا نام باقی رہے اور وہ ہمارے اَملاک و اسباب کی وارث ہو یا وہ بڑی نامور اور مشہور ہو اس قسم کی خواہش‘‘ (آپ فرماتے ہیں) ’’میرے نزدیک شرک ہے۔‘‘

پھر اس کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ’’ایک اَور بات ہے کہ اولاد کی خواہش تو لوگ بڑی کرتے ہیں اور اولاد ہوتی بھی ہے مگر یہ کبھی نہیں دیکھا گیا کہ وہ اولاد کی تربیت اور ان کو عمدہ اور نیک چلن بنانے اور خدا تعالیٰ کے فرمانبردار بنانے کی سعی اور فکر کریں۔ نہ کبھی ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور نہ مراتب تربیت کو مدّنظر رکھتے ہیں‘‘۔ دعا کی طرف بھی بہت کم توجہ ہے۔ تربیت کی طرف جو توجہ ہونی چاہئے وہ بھی نہیں ہے۔) فرمایا کہ ’’میری اپنی تو یہ حالت ہے‘‘ اپنے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ’’میری اپنی تو یہ حالت ہے کہ میری کوئی نماز ایسی نہیں ہے جس میں مَیں اپنے دوستوں اور اولاد اور بیوی کے لئے دعا نہیں کرتا‘‘۔ فرمایا کہ ’’بہت سے والدین ایسے ہیں جو اپنی اولاد کو بری عادتیں سکھا دیتے ہیں۔ ابتدا میں جب وہ بدی کرنا سیکھنے لگتے ہیں تو ان کو تنبیہ نہیں کرتے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ دن بدن دلیر اور بیباک ہوتے جاتے ہیں‘‘۔ اگر اولاد کو شروع میں نہیں روکیں گے، ان کو نہیں سمجھائیں گے۔ شروع شروع میں پیار سے بھی سمجھایا جاتا ہے تو پھر آہستہ آہستہ وہ برائیوں میں بڑھتی چلی جاتی ہے۔

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’لوگ اولاد کی خواہش تو کرتے ہیں مگر نہ اس لئے کہ وہ خادمِ دین ہو بلکہ اس لئے کہ دنیا میں ان کا کوئی وارث ہو اور جب اولاد ہوتی ہے تو اس کی تربیت کا فکر نہیں کیا جاتا۔ نہ اس کے عقائد کی اصلاح کی جاتی ہے۔‘‘ (دین سکھانا بھی ضروری ہے۔ یہ نہیں ہے کہ باہر سے وقت نہیں ملا۔ دنیاوی پڑھائی میں مصروف ہیں، دنیاوی کاموں میں مصروف ہیں اس لئے نہ خود دین سکھانے کی طرف توجہ دی، نہ بچوں کے لئے کوئی انتظام کیا۔ عقائد سکھانا دین سکھانا بڑا ضروری ہے۔) فرمایا ’’اور نہ اخلاقی حالت کو درست کیا جاتا ہے‘‘۔ اب اخلاق کے بھی معیار ہیں۔

یہاں اخلاق کے معیار کچھ اور ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے جو دین میں اخلاقی معیار سکھائے ہیں وہ بہت اعلیٰ معیار ہیں۔ صرف دنیاوی اخلاقی معیار نہیں بلکہ وہ اخلاقی معیار ہمیں تلاش کرنے چاہئیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں سکھائے ہیں، جو اسلام ہمیں سکھاتا ہے، جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے ثابت کر کے ہمیں دکھایا ہے۔ اور وہ اخلاقی معیار ہیں جو ہم نے آگے اپنی نسلوں میں قائم کرنے ہیں۔)

آپ نے فرمایا کہ: ’’یاد رکھو کہ اس کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جو اَقرب تعلقات کو نہیں سمجھتا۔ جب وہ اس سے قاصر ہے تو اور نیکیوں کی امید اس سے کیا ہو سکتی ہے‘‘۔ فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ نے اولاد کی خواہش کو اس طرح پر قرآن میں بیان فرمایا ہے۔ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان:75) یعنی خدا تعالیٰ ہم کو ہماری بیویوں اور بچوں سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرماوے اور یہ تب ہی میسر آسکتی ہے کہ وہ فسق و فجور کی زندگی بسر نہ کرتے ہوں بلکہ عباد الرحمن کی زندگی بسر کرنے والے ہوں اور خدا کو ہر ایک شئے پر مقدم کرنے والے ہوں۔ اور آگے کھول کر کہہ دیا وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ اولاد اگر نیک اور متقی ہو تو یہ ان کا امام ہی ہو گا۔ اس سے گویا متقی ہونے کی بھی دعا ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 370 تا 373۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) یعنی اپنے آپ کے متقی ہونے کے لئے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ پر چلنے والا بنائے اور آگے پھر اولاد کے بھی متقی ہونے کی دعا ہے۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ اولاد کی پرورش ’’محض رحم کے لحاظ سے کرے، نہ کہ جانشین بنانے کے واسطے۔ بلکہ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا کا لحاظ ہو کہ یہ اولاد دین کی خادم ہو‘‘۔ آپ فرماتے ہیں: ’’لیکن کتنے ہیں جو اولاد کے واسطے یہ دعا کرتے ہیں کہ اولاد دین کی پہلوان ہو۔ بہت ہی تھوڑے ہوں گے جو ایسا کرتے ہوں‘‘۔ فرمایا کہ ’’اکثر تو ایسے ہیں کہ وہ بالکل بے خبر ہیں کہ وہ کیوں اولاد کے لئے یہ کوششیں کرتے ہیں اور اکثر ہیں جو محض جانشین بنانے کے واسطے۔ اَور کوئی غرض ہوتی ہی نہیں۔ صرف یہ خواہش ہوتی ہے کہ کوئی شریک یا غیر ان کی جائیداد کا مالک نہ بن جاوے۔ مگر یاد رکھو کہ اس طرح پر دین بالکل برباد ہو جاتا ہے۔ غرض اولاد کے واسطے صرف یہ خواہش ہو کہ وہ دین کی خادم ہو۔‘‘ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 382-381۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) اور خاص طور پر واقفین نَو کے والدین کو بہت زیادہ توجہ دینی چاہئے کہ اپنے بچوں کو دین کی طرف توجہ دلائیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگ جو کچھ کرتے ہیں وہ محض دنیا کے لئے کرتے ہیں۔ محبت دنیا ان سے کراتی ہے۔ خدا کے واسطے نہیں کرتے۔ اگر اولاد کی خواہش کرے تو اس نیّت سے کرے وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا پر نظر کر کے کرے کہ کوئی ایسا بچہ پیدا ہو جائے جو اعلائے کلمۃ الاسلام کا ذریعہ ہو۔ جب ایسی پاک خواہش ہو تو اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ زکریا کی طرح اولاد دیدے۔ مگر مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگوں کی نظر اس سے آگے نہیں جاتی کہ ہمارا باغ ہے یا اَور مِلک ہے وہ اس کا وارث ہو اور کوئی شریک اس کو نہ لے جائے۔ مگر وہ اتنا نہیں سوچتے کہ کمبخت جب تُو مر گیا تو تیرے لئے دوست دشمن، اپنے بیگانے سب برابر ہیں‘‘۔ فرماتے ہیں کہ ’’مَیں نے بہت سے لوگ ایسے دیکھے اور کہتے سنے ہیں کہ دعا کرو کہ اولاد ہو جائے جو اس جائیداد کی وارث ہو۔ ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شریک لے جاوے۔ اولاد ہو جائے خواہ وہ بدمعاش ہی ہو۔ یہ معرفت اسلام کی رہ گئی ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 352-351۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

عام مسلمانوں میں تو یہ بڑا عام ہے۔ اور اسی وجہ سے خاص طور پر لڑکوں کی پیدائش کے لئے بڑی توجہ دی جاتی ہے کہ لڑکا پیدا ہو جائے اور لڑکے جو ہیں وہ اپنی بہنوں کو اور اپنے والدین، اپنی بیٹیوں کو جائیداد نہیں دیتے اور ساری جائیداد کا وارث لڑکوں کو بنا دیتے ہیں جو اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے اور پھر وہ لڑکے بھی اس جائیداد کو ضائع کر دیتے ہیں۔ تو یہ تو دنیا میں ہم دیکھتے ہیں اور آج بھی مثالیں ملتی ہیں۔

بہرحال جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ خاص طور پر جو واقفین نو کے ماں باپ ہیں ان کو اپنے بچوں کی تربیت کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے اور ان کے لئے دعا بھی اس مقصد کے لئے کرنی چاہئے کہ وہ بڑے ہو کر دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ وقف کرنے والے ہوں۔ یہ نہیں کہ صرف وقف نو کا ٹائٹل لگا دیا اور بڑے ہو کر کہہ دیا کہ ہم تو اپنے کام کر رہے ہیں۔ بلکہ جو واقفین نَو ہیں وہ پہلے جماعت سے پوچھیں کہ جماعت کو ضرورت ہے کہ نہیں اور اگر جماعت ان کو اپنے کام کرنے کی اجازت دیتی ہے تو کریں ورنہ ان کو خالصتاً اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے اور والدین کے عہد کو پورا کرتے ہوئے اپنے آپ کو وقف کے لئے پیش کرنا چاہئے۔

پس اولاد کے لئے دعا اور خواہش اس سوچ کے ساتھ اور اس دعا کے ساتھ ہونی چاہئے کہ ایسی اولاد ہو جو دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہو۔ جو ہماری یعنی ماں باپ کی اور خاندان کی عزت قائم کرنے والی ہو۔ اپنے دادا پڑدادا کے نام کی عزت قائم کرنے والی ہو۔ بہت سے ایسے خاندان ہیں جن کے باپ دادا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ صرف ان کی اولاد ہونا ہی کافی نہیں۔ بڑے لوگ بڑے فخر سے بتاتے ہیں۔ اچھی بات ہے۔ لیکن فخر تب ہونا چاہئے کہ وہ نیکیاں بھی جاری ہوں۔ اولاد ہونا کافی نہیں ہے بلکہ ماں باپ کا یہ بھی کام ہے کہ اپنی اولاد کے لئے یہ بھی دعا کریں کہ وہ ان کی نیکیاں، باپ دادا کی نیکیاں قائم کرنے والے بھی ہوں اور جب یہ دعا ماں باپ کر رہے ہوں گے تو اپنے پر بھی نظر رکھیں گے کیونکہ ہم اپنے باپ دادا کے نام کو زندہ رکھنے والے تبھی بن سکتے ہیں جب ہم اپنے اعمال پر بھی نظر رکھنے والے ہوں۔ پس اپنے جائزوں کے ساتھ ہر ایک کو آخری وقت تک بچوں کی نیک فطرت اور صالح ہونے کے لئے دعائیں کرتے رہنا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ کی نصرت انہی کے شامل حال ہوتی ہے جو ہمیشہ نیکی میں آگے ہی آگے قدم رکھتے ہیں۔‘‘ فرمایا ’’ایک جگہ ٹھہر نہیں جاتے اور وہی ہیں جن کا انجام بخیر ہوتا ہے۔‘‘ اور انجام بخیر کے لئے آپ نے فرمایا کہ ’’اپنے لئے اور اپنے بیوی بچوں کے لئے مستقل دعا کرتے رہنا چاہئے۔‘‘

پھر آپ ہمیں نصیحت فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ’’وہ کام کرو جو اولاد کے لئے بہترین نمونہ اور سبق ہو۔‘‘ (یہ والدین کا کام ہے۔) فرمایا ’’اور اس کے لئے ضروری ہے کہ سب سے اوّل خود اپنی اصلاح کرو۔ اگر تم اعلیٰ درجہ کے متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے اور خدا تعالیٰ کو راضی کر لو گے تو یقین کیا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے گا‘‘۔ فرمایا کہ ’’قرآن شریف میں خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا قصہ درج ہے کہ ان دونو نے مل کر ایک دیوار کو بنا دیا جو یتیم بچوں کی تھی۔ وہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا (الکھف:83) ان کا والد صالح تھا۔ یہ ذکر نہیں کیا کہ وہ آپ کیسے تھے۔‘‘ (بچے کیسے تھے، بلکہ ماں باپ کا ذکر کیا۔) فرمایا کہ ’’پس اس مقصد کو حاصل کرو۔ اولاد کے لئے ہمیشہ اس کی نیکی کی خواہش کرو‘‘ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 110۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) تو پھر اللہ تعالیٰ اولاد کی بہتری کے لئے اور ان کے رزق کے لئے بھی سامان پیدا فرماتا رہے گا۔

پس یہ وہ بنیادی اصول ہے جس کی طرف بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے توجہ دلائی ہے اور یہ قرآنی تعلیم کی ہی وضاحت ہے کہ ماں باپ کا اپنا نمونہ ہی بچوں کی تربیت میں کردار ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم میں سے ہر ایک اولاد کے لئے بہترین نمونہ بننے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرنے والے ہوں۔ بعض لوگوں کی عادتیں ہوتی ہیں کہ دوسروں کی طرف دیکھتے رہتے ہیں کہ وہ کیسا ہے تو دوسروں کی طرف نظر رکھنے کی بجائے اپنی اصلاح کی طرف توجہ دینے والے ہوں اور تقویٰ پر چلنے والے ہوں۔ تبھی ہم آگے نیک نسل بھی چلا سکتے ہیں۔ اپنی اولاد کے لئے مستقل دعائیں کرنے والے ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ ہماری اولاد کو بھی ہمیشہ ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے رکھے اور پھر یہ سلسلہ آگے بھی چلتا چلا جائے۔

☆...☆...☆

نظارت نشر و اشاعت قادیان کی طرف سے شائع شدہ نئی کتب

Anfakh-e-Qudsiya

by Hadhrat Mirza Gulam Ahmad Qadiani [as]

P.B, Pages-160, Code-U-162

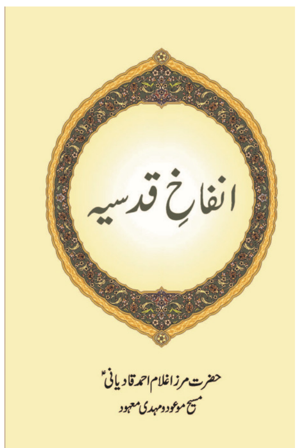

یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جلسہ سالانہ قادیان 1897ء پر بیان فرمودہ تین تقاریر پر مشتمل ہے جو آپؑ نے مورخہ 25، 28 اور 30 دسمبر 1897ء کو ارشاد فرمائیں۔ یہ تقاریر حضرت مسیح موعودؑ نے اہم تربیتی امور پر ارشاد فرمائی ہیں جو کہ اخلاقی اور روحانی نشوونما کے لئے عمدہ غذا کی حیثیت رکھتی ہیں اور واقعۃً قاری کی تربیت کے لئے انفاخ قدسیہ کا کردار ادا کرسکتی ہیں۔

Muntakhab Ahadees

by Nazarat Nashro Isha'at Qadian

P.B, Pages-88, Code-U-200

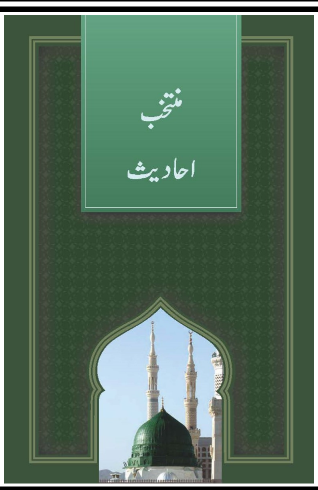

یہ کتابچہ ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمودہ 93 احادیث اور اُن کے اُردو ترجمہ پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت، قُرآن کریم کی عظمت، اُسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ارکان اسلام، اخلاقیات، اسلامی معاشرہ، اسلامی آداب وغیرہ موضوعات پر احادیث اصل حوالہ جات کے ساتھ اس کتابچہ میں درج کی گئی ہیں۔ ان احادیث کا مطالعہ اور اس کے مطابق عمل یقیناً قاری کی اصلاح کا موجب ہے۔

قبولیتِ دعا کے ایمان افروز واقعات

تبرکات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ذیشان محمود

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو استجابت دعا کا نشان دیا گیا۔ اس کا فیضان خلافت مسیح موعود کے ذریعہ ایک نئی شان کے ساتھ وسعت اختیار کرتا ہوا ہمیں دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ خلفائے احمدیت کی قبولیت دعا کے سینکڑوں نہیں، ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں واقعات ہیں جو اکناف عالم میں روشن نشانوں کی طرح جگمگاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے قبولیت دعا کے لاتعداد واقعات میں سے چند ہدیۂ قارئین ہیں۔

شفاء کے واقعات

مردہ زندہ ہو گیا!

افریقہ کے ملک Niger میں ہمارے مربی صغیر احمد قمر صاحب سخت بیمار ہو گئے۔ ان کے برین میں clot آنے کی وجہ سے بیماری اس حد تک بڑھ گئی کہ قومہ میں چلے گئے۔ اسی حالت میں تین چار دن گزر گئے۔ ان کی صحت کے بارہ میں حضور کی خدمت میں روزانہ رپورٹ پیش ہوئی۔ حضور انور ان کی کامل شفایابی کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ ایک روز حضور انور نے فرمایا کہ ان کو ایک ہومیوپیتھی دوائی فوری طور پر دی جائے۔ چنانچہ ہمسایہ ملک بورکینا فاسو سے ہمارے ایک ڈاکٹر یہ دوائی لے کر وہاں پہنچے اور خود انتہائی نگہداشت وارڈ میں جا کر یہ دوائی ان کے ہونٹوں پر لگائی۔

ڈاکٹر صاحب بیان کرتے ہیں کہ جونہی دوائی ان کے ہونٹوں پر لگائی تو ان کے جسم نے حرکت کی۔ پھر کچھ دیر بعد آنکھیں کھول دیں اور اگلے روز وہ پوری طرح ہوش میں آگئے اور اٹھ کر بیٹھ گئے۔ خلیفہ وقت کی دعا سے ایک مردہ زندہ ہو گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"اگر مردے زندہ ہو سکتے ہیں تو دعاؤں سے اور اگر اسیر رہائی پا سکتے ہیں تو دعاؤں سے۔ سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے۔"

یہ ہیں وہ مسیحائی کے عظیم الشان نشانات کہ جسے دنیا لاعلاج قرار دے دیتی ہے اور جسے مردہ سمجھ کر چھوڑ دیا جاتا ہے وہ خلفائے مسیح موعود کی دعاؤں سے شفایاب ہو کر اور نئی زندگی پا کر خدا کے ان پیاروں کی صداقت اور ان کے تعلق باللہ اور ان کے قبولیت دعا پر زندہ گواہ بن کر کھڑے ہوتے ہیں۔

(الفضل۔ دعا نمبر۔ 28 دسمبر 2015ء صفحہ 43-45)

....

کینسر سے نجات

ملک الجزائر سے تعلق رکھنے والی ایک نو احمدی خاتون نادیہ کاظمی صاحبہ نے حضور انور سے ملاقات میں اپنی والدہ کی کینسر کی بیماری کے لئے دعا کی درخواست کی جس پر حضور انور نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ صحت دے گا اور فضل کرے گا۔" اور ساتھ ہی حضور انور نے ان کی والدہ کے لئے ایک 'الیس اللّٰہ' والی انگوٹھی بھی دی جو ان کی والدہ نے پہن لی۔ کچھ عرصہ بعد جب ان کی والدہ چیک اپ کے لئے گئیں تو ڈاکٹرز نے بتایا کہ ان کو اب کسی قسم کے ٹیسٹ یا کیموتھراپی کی ضرورت نہیں کیونکہ ان کی صحت اب کینسر ہونے سے پہلے کی صحت سے بھی زیادہ اچھی اور بہتر ہے۔ خلیفۃ المسیح کی دعا کی قبولیت کے اس نشان نے ان کے سارے خاندان کے دلوں کو بدل دیا اور اس نشان کو دیکھ کر 36/افراد پر مشتمل سارا خاندان بیعت کر کے جماعت میں داخل ہو گیا۔

(روزنامہ الفضل۔ خلافت نمبر۔ 25 مئی 2015ء)

....

معجزانہ شفا

مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب۔ ناظر خدمت درویشاں ربوہ لکھتے ہیں کہ:

ایک دفعہ خاکسار کی طبیعت خراب تھی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کو دعا کے لئے خط لکھا۔ لندن میں کسی تقریب کے موقع پر حضور انور تشریف لائے وہاں حضور ایدہ اللہ نے میرے بیٹے عزیزم نعمان محمود کو دیکھ لیا۔ بُلا کر میری صحت کے متعلق دریافت کیا کہ کیسی ہے۔ بیٹے نے کہا کہ بہتر ہے۔ فرمایا کہ

"مولوی صاحب سے کہیں لندن آجائیں صحت بالکل ٹھیک ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ"

چنانچہ خاکسار حضور انور ایدہ اللہ کے ارشاد کے مطابق جلسہ سالانہ یو۔کے 2004ء کے موقع پر لندن چلا گیا۔ جلسہ میں شمولیت کی سعادت ملی۔ جلسہ کے بعد اگلے جمعہ خاکسار کو دل کی تکلیف اچانک شروع ہو گئی جو پہلے ساری زندگی کبھی بھی نہیں ہوئی تھی اور جو میرے وہم و گمان میں بھی نہیں تھی۔ خاکسار کا بیٹا عزیزم عدنان محمود گھر پر تھا اس نے فوراً ایمبولینس منگوائی۔ پانچ منٹ میں ایمبولینس گھر پہنچ گئی۔ 10 منٹ ہسپتال جانے میں لگے۔ وہاں چار ڈاکٹرز بالکل تیار کھڑے تھے جن میں ایک ہارٹ سپیشلسٹ تھا۔ چنانچہ اُنہوں نے فوراً اینجیو پلاسٹی شروع کر دی اور ایک گھنٹہ کے اندر اندر اینجیو پلاسٹی کر کے مجھے وارڈ میں بھجوا دیا۔ اُن میں سے ایک ڈاکٹر بار بار میرے بیٹے کو کہتا تھا کہ تمہارا باپ بہت خوش قسمت ہے کہ اس کو آتے ہی چار ڈاکٹر فارغ مل گئے۔ ورنہ ہم تو ایسے مریضوں کو پندرہ پندرہ دن کا وقت دیا کرتے ہیں۔ دراصل یہ جملہ صورت حال پیارے آقا کی مشفقانہ دعاؤں کے طفیل وقوع میں آئی تھی۔

خاکسار کے داماد عزیزم قریشی منصور احمد ہارٹ سپیشلسٹ ہیں اور امریکہ میں سروس میں ہیں۔ اگلے روز وہ بھی امریکہ سے لندن پہنچ گئے اور میری بیماری سے متعلقہ CD چیک کرنے کے بعد مجھے کہا کہ آپ کا اتنے تھوڑے عرصہ کے دوران بروقت علاج ہوا ہے کہ دل بالکل تندرست حالت میں ہے اور دل کو بفضلہ تعالیٰ کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

خاکسار نے حضور کی خدمت میں اطلاع اور درخواستِ دعا بھجوا دی۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت دعا سے نوازا اور پھولوں کا تحفہ بھیجا اور پھر دوسرے دن خاکسار کے لئے فروٹ بھجوایا۔ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب فون پر ساری تفصیل بھی دریافت کرتے رہے۔ تین چار دن کے بعد خاکسار بفضلہ تعالیٰ بخیر و خوبی گھر آ گیا۔ اِس طرح حضور انور کا ارشاد کہ لندن آجائیں صحت بالکل ٹھیک ہو جائے گی محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس طرح حیران کن اور معجزانہ طور پر پورا ہوا۔ الحمد للہ۔

(تشحیذ الاذہان سیدنا مسرور نمبر 2008ء صفحہ 43)

....

آنکھ ٹھیک ہو گئی

مکرم چوہدری عطاء الرحمن محمود صاحب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی قبولیت دعا کے متعلق تحریر کرتے ہیں:۔

"خاکسار کو اپنی اہلیہ اور دو بچوں سمیت 2005ء میں جلسہ سالانہ انگلستان میں شمولیت کی سعادت نصیب ہوئی۔ جلسہ سالانہ کے بعد ہم لوگ چند دنوں کے لیے ناروے بھی گئے۔

یہ 12 اگست 2005ء کی بات ہے۔ اوسلو کی مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد ہمارا پروگرام سیر کے لیے ناروے کے مغربی علاقے میں جانے کا تھا۔ راستے میں Skien نامی شہر میں اپنے ایک عزیز کے ہاں کھانے کے لیے تھوڑی دیر قیام کیا۔ ابھی ہم لوگ کھانے کی میز پر بیٹھ ہی رہے تھے کہ باہر سے میرے بیٹے عزیزم جاذب عارفین احمد کے رونے کی آواز سنائی دی۔ جب وہ اندر داخل ہوا تو اُس کی آنکھ سے خون کے قطرے گر رہے تھے۔ اُس کا ماموں زاد بھائی عثمان اُس کے ہمراہ تھا۔ عثمان نے بتایا کہ میرے ہاتھ میں کھانے والا کانٹا (fork) تھا میں ہاتھ کو آگے پیچھے حرکت دے رہا تھا۔ جاذب اچانک دوڑتا ہوا میرے قریب آیا اور کانٹا اُس کی آنکھ میں لگ گیا۔

ہم لوگوں کو کھانے پینے کی کوئی ہوش نہ رہی۔ میں نے جاذب کو گود میں اُٹھا لیا۔ وہ مجھے بتا رہا تھا کہ آنکھ میں شدید درد بھی ہے۔

ہم لوگ جاذب کی چھوٹی خالہ کے گھر میں تھے۔ جاذب کے خالو ڈاکٹر ہیں اور Skien کے ہسپتال میں ملازم ہیں۔ انہوں نے فوری طور پر جاذب کو دیکھا۔ اُس کی آنکھ کو صاف کیا اور کوئی دوائی اُس کی آنکھ میں ڈالی۔ ہمارا خیال تھا کہ فوری طور پر بچے کو ہسپتال دکھا لیں لیکن ڈاکٹر صاحب نے تسلی دی کہ زخم معمولی ہے فکر کی کوئی بات نہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ یہاں ناروے میں ایمرجنسی کی صورت میں بھی پہلے عام ڈاکٹر دیکھتا ہے اور اگر وہ ضرورت سمجھے تو پھر specialist کے پاس refer کرتا ہے۔ بچے کو کوئی ہومیوپیتھی دوائی بھی کھلائی گئی۔

تھوڑی دیر بعد جاذب نے بتایا کہ اُس کی درد تو ٹھیک ہو گئی ہے البتہ آنکھ میں کافی زیادہ سرخی تھی اور زخم والی جگہ پر خون جمنے کی وجہ سے سرخ نشان بن گیا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے بتایا کہ خون کا یہ نشان آہستہ آہستہ خود ہی حل ہو کر ختم ہو جائے گا اس عمل میں شاید پندرہ بیس دن لگ جائیں۔ ہم لوگ سفر کے لیے تیار ہوئے اور اگلا ڈیڑھ دن بھرپور مصروفیت کے ساتھ سیر و سیاحت میں گزارا۔ بچے کی آنکھ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹھیک رہی البتہ خون کا سرخ نشان سیاہی مائل ہونا شروع ہو گیا۔

14 اگست کو علی الصبح ہماری لندن کے لیے واپسی تھی۔ میں نے ناروے جاتے وقت حضور انور کی خدمت میں درخواست کی تھی کہ 16 اگست سے پہلے پہلے پاکستان واپسی کا پروگرام ہے اگر حضور ملاقات کا شرف بخش دیں تو احسان ہو گا۔ حضور انور نے ازراہِ شفقت و احسان ملاقات کی درخواست کو قبول فرما لیا اور 14 اگست کو ملاقات کا وقت مل گیا۔

ملاقات میں حضور انور نے ناروے کی سیر کے متعلق دریافت فرمایا۔ پاکستان واپسی کا پوچھا۔ ملاقات کے اختتام پر جب میں اور جاذب حضور انور سے مصافحہ بھی کر چکے تھے اور حضور ہمیں دعاؤں کے ساتھ رخصت کر رہے تھے میری اہلیہ محترمہ نے جاذب کی آنکھ کی چوٹ کا ذکر کرتے ہوئے دعا کی درخواست کی۔ ہم اس وقت حضور انور کے ساتھ کھڑے تھے۔ حضور نے جاذب کو اپنے پاس بُلایا اُس کے چہرے کو اپنے دست مبارک سے اوپر اُٹھاتے ہوئے آنکھ کو دیکھا۔ پھر حضور تقریباً آدھے منٹ سے پونے منٹ تک خاموش رہے اُس کے بعد حضور انور نے اپنا دایاں دست مبارک جاذب کی متاثرہ آنکھ پر پھیرتے ہوئے فرمایا۔ "فکر نہ کریں۔ ٹھیک ہو جائے گی"۔

ہم لوگ Faranham پہنچے۔ میری بہن نے جاذب کی آنکھ دیکھی تو مجھے کہنے لگیں کہ بھائی اتنا موٹا کالا نشان ہے۔ آپ نے سستی کی۔ چلیں ابھی کسی ڈاکٹر کو دکھاتے ہیں۔ میں نے اُسے بتایا کہ آنکھ اللہ کے فضل سے بالکل ٹھیک ہے۔ یہ کالا نشان خون جمنے کا ہے یہ بھی آہستہ آہستہ خود بخود ختم ہو جائے گا۔

ہم لوگ رات کو سو گئے۔ صبح جب اُٹھے تو میں نے جاذب کی آنکھ کو دیکھا۔ مجھے خدائے عزّ و جل کی قسم ہے کہ جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے جاذب کی آنکھ سے حضور انور کی دعا اور مسیحی نفس کے صدقے وہ موٹا کالا خون کا نشان بالکل غائب ہو چکا تھا اور آنکھ بالکل صاف تھی"۔ الحمد للہ

(تشحیذ الاذہان سیدنا مسرور نمبر 2008ء صفحہ 145)

....

بیماری سے شفا

مکرم محمد اقبال صاحب۔ کنری ضلع عمر کوٹ لکھتے ہیں کہ

"1998ء میں غالباً 20 فروری کو مجھے رات کے وقت اچانک ٹانگ کی پنڈلی میں عرق النساء کی تکلیف ہوئی۔ خاکسار نے ڈاکٹر سے معائنہ کرایا اور دوائی شروع کر دی مگر پھر بھی مجھے بے یقینی تھی خاکسار نے اگلے دن نو بجے ناظر صاحب اعلیٰ کے دفتر میں فون پر رابطہ کیا حضرت میاں صاحب کو بیماری کی ساری حقیقت حال بتائی اور جذبات میں آ کر خاکسار رونے لگا تو میاں صاحب نے فرمایا گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے آپ کی چیخیں ربوہ تک پہنچ گئیں ہیں اور جو بھی دوست یا بزرگ میرے پاس آئے گا میں اُسے درخواست دعا کروں گا اور ازراہ شفقت رسٹاکس + آرنیکا 1000 طاقت میں لینے کا ارشاد فرمایا۔ میری بیماری کو دیکھ کر ڈاکٹر بھی پریشان تھے کوئی کہہ رہا تھا کہ ٹانگ ٹیڑھی ہو جائے گی اور لنگڑا پن ہو جائے گا۔ میں گھبراہٹ میں تھا۔ اگلے دن میاں صاحب کا فون آیا۔ ازراہ شفقت فرمایا کہ میرے پاس جو بھی دوست و بزرگ آتے ہیں ان کو دعا کے لئے کہہ دیتا ہوں اور خود بھی دعا کر رہا ہوں۔ خاکسار چل پھر نہ سکتا تھا اور نہ بیٹھ سکتا تھا۔ میرا یقین و ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور میاں صاحب کی دعاؤں کی وجہ سے ٹھیک ٹھاک کر دیا۔"

(تشحیذ الاذہان سیدنا مسرور نمبر 2008ء صفحہ 37)

....

وصیّت کے نظام میں شمولیت

مکرم راکان المصری صاحب صدر جماعت احمدیہ حمص کہتے ہیں کہ:۔

''2006ء کے شروع میں مجھے بہت بڑے مالی خسارہ کا سامنا کرنا پڑا، نوبت یہاں تک پہنچی کہ بعض اوقات کھانے پینے کے لئے بھی گھر میں کچھ نہ ہوتا تھا۔ اس کے باوجود مَیں نے چندوں کی ادائیگی کا خیال رکھا اور اپنے کھانے پینے کے لئے کچھ میسر ہو یا نہ ہو چندہ کی ادائیگی میں کبھی تاخیر نہ کی۔ انہی حالات میں اللہ تعالیٰ نے مجھے وصیت کرنے کی بھی توفیق عطا فرمائی۔

مالی حالات بد سے بدتر ہوتے گئے، حتی کہ ملک میں بھی بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے فصلوں کی صورتحال بہت دگرگوں تھی۔ ایسے میں مَیں نے حضور انور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی جس کا جواب حضور انور کی طرف سے مجھے 16؍جنوری 2007ء کو موصول ہوا جس میں حضور انور نے مجھے مندرجہ ذیل دعا دی تھی کہ: اللہ تعالیٰ دعاؤں کو سنتے ہوئے بارش نازل فرمائے اور حرث و نسل میں برکت دے۔

ابھی ایک ماہ ہی گزرا تھا کہ میری بیوی نے بتایا کہ وہ حمل سے ہیں۔ اور جب چیک اَپ کروایا تو حمل کی تاریخ 16؍جنوری 2007ء ہی نکلی کیونکہ ہمارے ہاں بچے کی پیدائش 27؍ستمبر 2007ء کو ہوئی۔

مَیں نے کہا کہ حضور انور کی دعا کا ایک حصہ پورا ہو گیا ہے اس کا مطلب ہے کہ دوسرا حصہ بھی پورا ہوگا اور حرث میں برکت سے مالی مشکلات بھی جلد دور ہونے والی ہیں۔ اس وقت مجھ پر پانچ لاکھ سیرین پونڈز کا قرض تھا۔ مَیں نے اسی مضمون کا ایک خط 4؍نومبر 2007ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں لکھا جس کا جواب مجھے یکم جنوری 2008ء کو موصول ہوا جس میں حضور انور نے دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ قرض اتارنے میں آسانیاں پیدا فرما دے۔ اس کے بعد مَیں نے خواب میں ایک سفید بالوں والے شخص کو دیکھا جو مجھے کہتا ہے کہ مَیں تیرا پانچ لاکھ کا قرض ادا کر دیتا ہوں۔ مَیں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ پھر مَیں نے خود ہی کہا کہ آپ مجھے ابوقاسم لگتے ہیں، اس نے جواب دیا ہاں مَیں ابوقاسم ہی ہوں۔

ان خراب مالی حالات کے باوجود مَیں نے اپنی زمین کا ایک حصہ جماعت کو دینے کا فیصلہ کیا تا کہ جب حالات اجازت دیں تو جماعت اس جگہ مسجد تعمیر کر لے۔ جب صدر جماعت شام مکرم مسلم الدروبی صاحب کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے کہا کہ مَیں آپ سے اتنی مزید زمین خرید کر جماعت کو دینا چاہتا ہوں۔ چنانچہ اس کی پہلی قسط جو انہوں نے ادا کی وہ پانچ لاکھ سیرین پونڈز تھے جس سے حضور انور کی دعا کا اعجاز ظاہر ہو گیا اور نہایت آسانی کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے میرا قرض اتارنے کے سامان پیدا فرما دیئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

(''صلحائے عرب اور ابدالِ شام'' صفحہ 446-445)

....

بچے کی علالت اور معجزانہ شفا

یہ بچہ جس کا ذکر ابھی گزرا ہے بوقت پیدائش Meningitis کی تکلیف سے دوچار تھا۔ اور بیس دن تک اسے ہسپتال میں رہنا پڑا۔ میں نے کہا یقیناً یہ کوئی ابتلا ہے اس لئے فوراً حضور انور کی خدمت میں دعا کا خط لکھا۔ ابھی یہ ہسپتال میں ہی تھا کہ مجھے شام کے ایک شہر ''اِدلب'' میں تبلیغ کے لئے جانے کا حکم ہوا۔ مجھے ذرہ برابر بھی تردد نہ ہوا بلکہ بچہ کو ہسپتال میں ہی چھوڑ کر ایک احمدی دوست کے ساتھ ادلب چلا گیا جہاں ہماری تبلیغ سے بفضلہٖ تعالیٰ بعض لوگوں نے بیعت کر لی۔ جب واپس آئے تو اللہ تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا اور میرا بیٹا بالکل صحت یاب ہو گیا۔

قارئین کرام! مکرم راکان المصری صاحب کے ان واقعات میں دو امور بطور خاص قابل توجہ ہیں۔ ایک یہ کہ ہر مشکل مرحلہ پر، اور ہر اہم موقعہ پر خلیفۂ وقت کی خدمت میں دعا کا خط لکھتے ہیں۔

دوسری بات بہت عجیب ہے کہ باوجود تنگ اور مشکل حالات کے بھی چندہ دینا نہیں چھوڑا، بلکہ جوں جوں حالات تنگ ہوتے گئے ان کی طرف سے چندے کی مقدار میں اضافہ ہوتا گیا۔ ایسے لگتا ہے کہ جیسے وہ اس تنگی کا علاج بھی خدا کی راہ میں اپنے اوپر مزید تنگی وارد کر کے کر رہے تھے۔ اور خدا تعالیٰ کی خاطر تنگی برداشت کرنے والے پر خدا کے پیار کی نظر ضرور پڑتی ہے۔ یہی لوگ ہیں جن کے حق میں خلیفۂ وقت کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ایک ایک لفظ پورا ہوتا ہے۔ اور ہم نے ان واقعات کے مطالعہ کے دوران دیکھا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں خلیفۂ وقت کی دعاؤں کو قبول فرمایا۔

(''صلحائے عرب اور ابدالِ شام'' صفحہ 447-446)

....

قبولیت کا نشان

جلسہ سالانہ جرمنی میں بلغاریہ کے ایک مخلص نو احمدی دوست Etem صاحب اپنی فیملی کے ہمراہ شامل ہوئے۔ موصوف نے چند سال قبل عیسائیت سے اسلام قبول کیا تھا۔ لیکن ان کی بیوی نے بیعت نہیں کی تھی۔

ان کی اہلیہ کا کہنا تھا کہ میری تین بیٹیاں ہیں۔ اگر مجھے بیٹا مل جائے تو میں بھی احمدی ہو جاؤں گی۔ موصوفہ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا۔ اگلے سال جب وہ دوبارہ جلسہ میں آئیں تو سات ماہ کی حاملہ تھیں۔ ملاقات کے دوران انہوں نے بچے کے لئے نام رکھنے کی درخواست کی تو حضور انور نے صرف لڑکے کا نام 'جاہد' تجویز فرمایا۔

جلسہ سے واپس جا کر موصوفہ نے مربی صاحب سے کہا کہ ڈاکٹرز نے بتایا ہے کہ لڑکی ہے اس لئے حضور انور کی خدمت میں دوبارہ درخواست کریں کہ لڑکی کا نام تجویز فرمائیں۔

اس پر مربی صاحب نے کہا کہ آپ نے تو کہا تھا کہ اگر بیٹا ہوا تو احمدی ہو جاؤں گی۔ اور حضور انور نے بھی صرف بیٹے کا نام تجویز فرمایا ہے۔ اس لئے انشاء اللہ بیٹا ہی ہوگا۔ ڈاکٹر جو چاہیں کہیں، ان کی مشینیں جو چاہیں ظاہر کریں لیکن اب آپ کا بیٹا ہی ہوگا کیونکہ خلیفۃ المسیح نے بیٹے کا نام رکھا ہے۔ یہ سن کر کہنے لگیں کہ میں تو پہلے ہی احمدی ہو چکی ہوں۔

چنانچہ جب بچہ کی پیدائش ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بیٹے سے ہی نوازا۔ وہ جلسہ کے موقع پر اس بیٹے کو ساتھ لے کر آئی تھیں اور لوگوں کو بتا رہی تھیں کہ دیکھو یہ خلیفۂ وقت کی دعاؤں کی قبولیت کا نشان ہے۔

(الفضل۔ دعا نمبر۔ 28 دسمبر 2015ء صفحہ 45-43)

....

ٹی بی سے شفایابی

مکرم محمد اقبال صاحب۔ کنری ضلع عمرکوٹ لکھتے ہیں کہ

''خاکسار 2003ء ماہ جنوری میں خدا کے فضل سے ربوہ گیا۔ خاکسار عرصہ دو سال سے کھانسی اور ٹی بی کے مرض میں مبتلا تھا جس کی وجہ سے بے حد کمزور اور لاغر ہو چکا تھا۔ چلنا پھرنا مشکل ہو گیا تھا۔ بدقسمتی یہ ہوئی کہ خاکسار نے نہ ہی ٹیسٹ کرائے تھے اور نہ ہی باقاعدگی سے دوائی لی تھی۔ کنری میں ڈاکٹر سے چیک کروایا تو ڈاکٹر نے کہا کہ آپ کی ٹی بی آخری سٹیج پر پہنچ چکی ہے۔ اس کے بعد خاکسار میرپور خاص ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کے پاس فضل عمر ہسپتال گیا، چیک اَپ کروایا اور ڈاکٹر صاحب نے فرمایا آپ نے بڑی لاپرواہی کی ہے اور آپ نے اس بیماری کی طرف پوری توجہ نہ دی ہے انہوں نے دوا لکھ کر دی۔ خاکسار کے دل میں خیال آیا کہ میں ربوہ جاؤں اور میاں صاحب سے ملاقات کروں اور جو ربوہ میں ڈاکٹر ہیں اُن سے بھی چیک اپ کرواؤں۔ ربوہ میں خاکسار نے ایک ڈاکٹر صاحب کو چیک کروایا تو انہوں نے چیک کرنے کے بعد کہا کہ اقبال صاحب آپ نے علاج میں بہت سستی کی ہے۔ آپ دعا کریں میں دوائی دے دیتا ہوں اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ میں چیک اَپ کروانے کے بعد حضرت میاں صاحب کے پاس ملاقات کے لئے حاضر ہوا۔ میاں صاحب کو سب رپورٹس بتائیں۔ میری کیفیت کمزوری کی وجہ سے انتہائی جذباتی ہو گئی اور میاں صاحب کو عرض کیا کہ پتہ نہیں زندگی ہے کہ نہیں میں آپ سے ملنے آیا ہوں۔ ڈاکٹر صاحبان کے بقول خاکسار لاعلاج ہے۔ مَیں جذباتی باتیں کر رہا تھا کہ آپ نے بڑے پیار اور شفقت سے فرمایا کہ کل ڈاکٹر نوری صاحب پنڈی سے ربوہ تشریف لا رہے ہیں وہ فضل عمر ہسپتال میں چیک کریں گے، آپ پرچی بنوا کر ان سے چیک کروالیں۔ خاکسار نے عرض کیا کہ ڈاکٹر نوری صاحب کے نام آپ اپنی کوئی پرچی دے دیں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ ڈاکٹر صاحب کو صرف میرا حوالہ دیں میں ان کو کہہ دوں گا۔ اگلے روز خاکسار فضل عمر ہسپتال میں ڈاکٹر نوری صاحب کو چیک اَپ کروانے گیا۔ وہاں کمرے میں ڈاکٹر نوری صاحب کے علاوہ دو اور ڈاکٹر صاحبان بھی تھے۔ میں کرسی پر بیٹھ گیا۔ ڈاکٹر صاحب میرے سامنے بیٹھے تھے انہوں نے بیٹھے بیٹھے ہی چیک کرنا شروع کر دیا۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ میں منشی اقبال کنری سندھ سے آیا ہوں۔ مجھے میاں مسرور احمد صاحب نے فرمایا تھا کہ میرے نام کا حوالہ دے دیں۔ ڈاکٹر صاحب مسکراتے ہوئے فوراً اُٹھ کر کھڑے ہو گئے اور چیک اَپ کیا۔ انہوں نے چیک کرنے کے بعد ایک سال کی دوائی لکھ کر دی اور فرمایا کہ ہر تین ماہ بعد چیک اَپ کرواتے رہنا اللہ تعالیٰ فضل کرے گا۔ خاکسار بہت زیادہ مایوس تھا۔ چیک اپ کروانے کے بعد میں میاں صاحب کے پاس دفتر حاضر ہوا تو میاں صاحب نے تفصیل پوچھی جو خاکسار نے بتا دی۔ میاں صاحب غسل خانے میں وضو کرنے کے لئے تشریف لے گئے۔ نماز ظہر کا وقت ہو چکا تھا۔ وضو کر کے جب آپ واپس آئے تو خاکسار نے عرض کیا کہ چیک اپ تو میں نے کروا لیا ہے آپ ڈاکٹر نوری صاحب سے پوچھ کر بتائیں کہ مجھے کینسر تو نہیں ہے کیونکہ آٹھ دس سال قبل خاکسار کثرت سے سگریٹ نوشی کرتا تھا۔ میاں صاحب نے فرمایا آپ فکر مت کریں آج رات ایک دعوت میں ڈاکٹر نوری صاحب سے ملاقات ہوگی میں آپ کا ذکر کروں گا۔ کل آپ گھر آ کر مجھ سے پوچھ لینا۔ خاکسار اگلے روز شام کو میاں صاحب سے ملنے ان کے گھر گیا۔ میاں صاحب نے مجھے اُبلے ہوئے دو انڈے اور ایک دودھ کا گلاس دیا اور کہنے لگے یہ کام آپ نے روزانہ کرنا ہے ایک اُبلا ہوا انڈہ روز استعمال کرنا ہے۔ کہیں زیادہ انڈے نہ کھالیں یرقان ہو جائے گا۔ میاں صاحب نے فرمایا میں نے ڈاکٹر نوری صاحب سے پوچھا تھا کہ کوئی کینسر تو نہیں ہے لیکن انہوں نے کہا ہے کہ بعض دفعہ بیماری بگڑ کر کینسر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ میاں صاحب نے فرمایا کہ اقبال صاحب آپ کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں آپ کی عمر ماشاء اللہ کافی ہے پچھتر سال سے اوپر ہی ہوگی۔ آپ فکر مت کیا کریں۔ خدا کے فضل سے خاکسار میاں صاحب کے لفظ سن کر پُرسکون ہو گیا۔ میں نے اُٹھتے ہوئے کہا کہ رات کو اکثر میرا سانس کھانسی کی وجہ سے اُکھڑ جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس بیماری میں ایسا ہوتا ہے۔ آپ ایسا کریں کہ پانی گرم کر کے بھاپ لیا کریں اس سے سانس درست ہو جاتا ہے۔

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور حضور انور کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ خاکسار ٹی بی کی بیماری سے ایک سال کے اندر اندر ٹھیک ہو گیا۔

(تشحیذ الاذہان سیدنا مسرور نمبر 2008ء صفحہ 40-38)

....

دیگر واقعات

گھانا کی زمین سے تیل

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب 2004ء میں غانا تشریف لے گئے تو ایک موقع پر سفر کے دوران حضور نے اہل غانا کو بشارت دی کہ گھانا کی زمین سے تیل نکلے گا۔

چنانچہ جب 2008ء میں حضور انور خلافت جوبلی کے موقع پر دوبارہ گھانا تشریف لے گئے تو غانا کے صدر مملکت نے ملاقات کے دوران حضور سے کہا کہ حضور کی ہمارے ملک کے لئے دعائیں قبول ہو رہی ہیں۔ حضور نے اپنے گزشتہ دورہ کے دوران فرمایا تھا کہ گھانا کی زمین میں تیل ہے اور یہاں سے تیل نکلے گا۔ حضور انور کی یہ دعا بڑی شان سے قبول ہوئی اور گزشتہ سال گھانا سے تیل نکل آیا۔

چنانچہ اس حوالہ سے گھانا کے مشہور نیشنل اخبار Daily Graphic نے اپنے 17؍اپریل 2008ء کے شمارہ میں پہلے صفحہ پر حضور انور اور صدر غانا کی ملاقات کی رپورٹ شائع کرتے ہوئے لکھا: 'خلیفۃ المسیح نے اپنے دورہ گھانا 2004ء کے دوران گھانا میں تیل کی دریافت پر بڑے پُرزور طریق سے اپنے یقین کا اظہار کیا تھا اور یہی یقین گزشتہ سال حقیقت میں بدل گیا۔ اور گھانا کی سرزمین سے تیل نکل آیا۔

(الفضل۔ دعا نمبر۔ 28 دسمبر 2015ء صفحہ 45-43)

....

اسیروں کے لئے دعا

ایک عرب ملک میں ہمارے ایک نہایت مخلص نومبائع عرب احمدی دوست کو پولیس نے محض اس جرم میں قید کر لیا کہ اس نے احمدیت قبول کی ہے۔ انہیں وزنی

باقی صفحہ نمبر 24 پر ملاحظہ فرمائیں

ٹورینو کی چادر کے متعلق تعارف

(سیّد میر محمود احمد ناصر)

[استاذی المحترم مکرم سیّد میر محمود احمد ناصر صاحب نے یہ تحقیقی مضمون جامعہ احمدیہ ربوہ کے شاہدین کی سالانہ کانووکیشن 2017ء کے موقع پر پڑھ کرسنایا۔]

اٹلی کے شہر ٹورینو میں ایک linen سے بنی ہوئی چادر ہے جو 14 فٹ تین انچ لمبی اور 3 فٹ چار انچ چوڑی ہے۔ اس کی بنتی اس طرز کی ہے جو herringbone کہلاتی ہے۔ herring شمالی بحرالکاہل کی ایک مچھلی کو کہتے ہیں۔ اس مچھلی کی ہڈیاں ٹیڑھی بڑنگی zigzag ہوتی ہیں۔ اس مناسبت سے اس بنتی کی طرز کو herringbone کہا جاتا ہے۔ اور اس کا تانا 3 اور بانا ایک (1) یا بانا 3 اور تانا 1 ہوتا ہے۔ کپڑا بننے والوں کی یہ اصطلاح انگریزی میں تو 1 over 3 کے الفاظ سے یہ ادا کی جاتی ہے۔ یہ بنتی کی طرز یورپ میں 16 ویں صدی تک استعمال ہوتی تھی، پھر اس بنتی کا رواج بند ہوگیا۔

یہ چادر روئی یا ریشم وغیرہ کی نہیں بلکہ linen کی ہے۔ linen اس کپڑے کو کہتے ہیں جو نباتات کے ریشہ سے بنایا جاتا ہے جس کو انگریزی میں flax، اردو میں السی، عبرانی میں ''فشتا'' اور عبرانی میں linen کو ''فشتان'' کہتے ہیں۔

(linen کے لفظ کے متعلق چلتے چلتے عرض کردوں کہ آج کل یہ لفظ صرف السی کے پودے سے بنے ہوئے کپڑے کو نہیں کہتے بلکہ چونکہ پہلے اس کپڑے سے بستر کی چادریں اور کھانے کی میز کے دسترخوان وغیرہ بنائے جاتے تھے تو اب linen کا لفظ ان کپڑوں کے لئے استعمال ہوتا ہے خواہ وہ cotton کے ہی ہوں۔

ہمیں اپنے تجربات کے لئے خالصًا linen کی تلاش تھی۔ بی بی رحمھا اللہ مجھے امریکہ کی ویسٹ کوسٹ پر ایک جگہ لے گئیں جہاں یہودیوں اور ایرانیوں کے کپڑوں کے بڑے زبردست سٹور تھے۔ وہاں مجھے وہ linen کے نام سے کپڑا دیتے تھے۔ مجھے شبہ ہوتا تھا کہ یہ خالص linen نہیں ہے۔ آج کل flax کی fiber دوسرا بھی ملاتے ہیں۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ خالص linen غالبًا بلجیئم اور آئرلینڈ میں بنائی جاتی ہے۔ چنانچہ میں نے عزیزم سیّد حسین احمد سلمہ اللہ کے بڑے بیٹے کو جو آئرلینڈ میں ڈاکٹری کرتے ہیں کہا اور وہ ایک گز linen لائے۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ وہ خالص ہے یا نہیں۔

بہرحال میں فیصل آباد وغیرہ کے ان احمدی احباب کو کہتا رہتا ہوں کہ وہ خالص linen مہیا کرنے میں ہماری مدد کریں۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔)

❁ اس ٹورین کی چادر پر ایک پورے انسان کے بدن کے نقوش ہیں۔ اس کے علاوہ خون کے بہنے اور قطرات کے نشان ہیں۔ اس آگ کے بھی نشان ہیں جو اس چادر کے کچھ حصہ کو لگی تھی اور اس آگ کو بجھانے کے لئے جو پانی ڈالا گیا تھا اس کے بھی نشان ہیں۔ اور نیز ایک اور نشان بعض پودوں کے زرگل یعنی pollen کے نشان ہیں۔ اسی طرح بعض اور چیزوں کے بھی نشان پڑتے رہے ہیں۔ میرا خیال ہے۔

❁ عزیزم مظفر چوہدری صاحب نے ایک طالبعلم کی زمین پر السی پیدا کرکے لالیاں کے بافندوں سے linen کا کپڑا بنوایا بھی تھا۔

❁ بہرحال اصل بات جو ہم سب کے لئے اور دنیا کی بڑی تعداد میں لوگوں کے لئے دلچسپی کا باعث ہے وہ یہ ہے کہ صدیوں سے یہ خیال چلا آرہا ہے کہ اس چادر میں جو شخص رکھا گیا تھا یا لپیٹا گیا تھا وہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام تھے اور اس وجہ سے صدیوں سے اس خیال کی بناء پر اس چادر سے محبت اور عقیدت کا زبردست اظہار ہوتا ہے۔

❁ اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس چادر کا ذکر نئے عہدنامہ میں ہے۔ اس بارہ میں صرف یہ عرض کردوں گا کہ ایک چادر کا ذکر نئے عہدنامہ میں دو جگہ ملتا ہے۔

ایک ذکر تو یہ ہے کہ حضرت مسیح کی مزعومہ وفات کے بعد لکھا ہے:

''اِن باتوں کے بعد ارمتیہ کے رہنے والے یُوسُف نے جو یِسُوع کا شاگرد تھا (لیکن یہُودیوں کے ڈر سے خُفیہ طَور پر) پیلاطُس نے اِجازت چاہی کہ یسوع کی لاش لے جائے۔ پس وہ آکر اسکی لاش لے گیا اور نیکدیُمس بھی آیا جو پہلے یِسُوع کے پاس رات کو گیا تھا اور پچاس سیر کے قریب مُرا اور عُود مِلا ہُوا لایا۔ پس اُنہوں نے یِسُوع کی لاش لے کر اُسے سوتی کپڑے میں خُوشبُودار چِیزوں کے ساتھ کفنایا جس طرح کہ یہُودیوں میں دفن کرنے کا دستُور ہے۔

(یوحنا باب 19 آیت 38 تا 40)

پھر یوحنا ہی میں لکھا ہے:

''ہفتہ کے پہلے دِن مریم مگدلینی اَیسے تڑکے کہ ابھی اندھیرا ہی تھا قبر پر آئی اور پتھر کو قبر سے ہٹا ہوا دیکھا۔ پس وہ شمعُون پطرس اور اُس دُوسرے شاگرد کے پاس جِسے یِسُوع عزیز رکھتا تھا دَوڑی ہُوئی گئی اور اُن سے کہا کہ خُداوند کو قبر سے نِکال لے گئے اور ہمیں معلُوم نہیں کہ اُسے کہاں رکھ دِیا۔ پس پطرس اور وہ دُوسرا شاگرد نِکل کر قبر کی طرف چلے۔ اور دونوں ساتھ ساتھ دَوڑے مگر وہ دُوسرا شاگرد پطرس سے آگے بڑھ کر قبر پر پہلے پُہنچا۔ اور اُس نے جھک کر نظر کی اور سُوتی کپڑے پڑے ہُوئے دیکھے مگر اندر نہ گیا۔ اور شمعُون پطرس اُس کے پیچھے پیچھے پُہنچا۔ اُس نے قبر کے اندر جا کر دیکھا کہ سُوتی کپڑے پڑے ہیں اور وہ رُومال جو اُس کے سر سے بندھا ہُوا تھا سُوتی کپڑوں کے ساتھ نہیں بلکہ لِپٹا ہوا ایک جگہ الگ پڑا ہے۔ اِس پر دُوسرا شاگرد بھی جو پہلے قبر پر آیا تھا اندر گیا اور اُس نے دیکھ کر یقین کیا۔

(یوحنا باب 20 آیت 1 تا 8)

اب کیا یہ وہی چادر ہے جو اب ٹورینو میں ہے یا نہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے۔

....

❁ مگر چادر کا مزید ذکر کرنے سے پہلے خاکسار یہ عرض کرنا چاہتا ہے کہ شمالی سپین کے شہر oviedo میں ایک رومال پڑا ہے جس کو بڑی محبت اور عقیدت سے دیکھا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے چہرہ کو touch ہونے والا رومال ہے اس رومال پر ٹورینو کی چادر کی طرح image تو کوئی نہیں مگر کہا جاتا ہے کہ اس پر خون کے نشان ہیں اور جس طرح ٹورینو کی چادر پر خون کے نشانوں کے بارہ میں ٹیسٹ کیا گیا ہے وہ AB Positive ہیں۔ اسی طرح اس رومال پر خون کے نشان بھی AB Positive ہیں اور یہ رومال بھی linen کا ہے۔

اگرچہ نئے عہدنامہ میں مذکورہ بالا دو حوالوں کے علاوہ اس چادر کا کوئی ذکر نہیں مگر واقعہ صلیب کی جو تفاصیل نئے عہدنامہ میں ملتی ہیں وہ پوری طرح اس نقش سے ثابت ہوتی ہیں۔

❁ چاروں اناجیل میں جو صلیب کے بارہ میں بیان ہے اس کی تائید کرتی ہے اور اناجیل میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح کو قلعہ میں رومن سپاہیوں نے کانٹوں کا تاج پہنایا۔ پیلاطوس کی عدالت میں الزام لگایا گیا تھا کہ یسوع رومن بادشاہوں کے بجائے اپنے باپ کو یہود کا بادشاہ کہتے ہیں اس الزام کے مدّنظر ان کو کانٹوں کا تاج بنا کر پہنایا گیا ٹورینو کی چادر اس بات کی تصدیق کرتی ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ دوسرے مجرموں جن کو صلیب دی جاتی تھی کانٹوں کا تاج پہنایا جاتا ہو۔

البتہ ایک اختلاف اس چادر میں اس روائتی انداز سے ہے جو صلیب کے بارہ میں عالم عیسائیت میں رائج ہے۔ صدیوں سے صلیب کی جو تصاویر بنائی جاتی ہیں یا مجسمے وغیرہ بنائے جاتے ہیں ان میں کیل ہتھیلیوں میں دکھائے جاتے ہیں جبکہ ٹورین کی چادر میں کیل ہتھیلیوں میں نہیں بلکہ کلائی میں ہیں اور یہی درست ہے کیونکہ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ اگر کیل ہتھیلیوں میں ہوتے تو بدن کا بوجھ ہاتھوں کو چیر دیتا اور بدن گر جاتا۔ چادر جس جگہ کیل ٹھونکنے کے نشان دکھاتی ہے وہاں چاروں طرف ہڈیاں اور درمیان میں کیل کے لئے سوراخ ہے۔ یہ بات ایک قطعی ثبوت ہے کہ چادر پر نقوش کسی جعل ساز کے نہیں ورنہ وہ روائتی انداز کے مطابق کیل کے نشان ہتھیلیوں میں بناتا۔ یوحنا کی انجیل میں لکھا ہے کہ توما نے کہا جب تک میں اُس کے ہاتھوں میں میخوں کے سُوراخ نہ دیکھ لُوں نہ مانوں گا۔ مگر لفظ ہاتھ کا ذکر ہے۔

❁ اس چادر کے متعلق دو باتیں جن پر گفتگو کی جاتی ہے میں وقت کی کمی کی وجہ سے چھوڑ دیتا ہوں۔ ایک تو چادر کی تاریخ (اگرچہ یہ مضمون بہت اہم ہے) اس کے متعلق صرف یہ عرض کرتا ہوں کہ چادر کی تاریخ کو دو 2 حصوں میں بانٹا جاسکتا ہے۔ ایک شروع سے لے کر 1349 تک۔ جس دور میں جگہ جگہ اور وقت وقت پر چادر کی جھلکیاں تو ملتی ہیں مگر اس کی معین محفوظ تاریخ موجود نہیں اور دوسرا 1349 سے آج تک۔ جو معین محفوظ تاریخ موجود ہے۔

1349 میں یہ چادر فرانس کے شہر Lirey میں Geoffrey de Charny نامی ایک اہم شخصیت کے پاس ملتی ہے اس کے بعد سے آج تک اس کی تاریخ محفوظ ہے۔ اس کی ملکیت بھی کئی ہاتھوں میں گئی۔ آخری مالک اس کا مشہور خاندان Savoy تھا جو اٹلی کا شاہی خاندان بن گیا اور انہوں نے اپنا دارالسلطنت ٹورینو میں بنایا اور اس چادر کو بھی ٹورینو لے گئے اور اب تک وہاں ہے۔ اس شاہی خاندان نے یہ چادر رومن کیتھولک چرچ کو ہبہ کردی۔ اور اب چرچ اس کا مالک ہے۔

....

اب ہم اس چادر کے سب سے عجیب اور اہم پہلو کی طرف آتے ہیں یہ چادر پرانے زمانہ میں وقتاً فوقتاً دیدار عام کے لئے پبلک کے سامنے لائی جاتی تھی۔ 1898 میں اس کے ایک عام دیدار کے وقت اس کا فوٹو اتارنے کی تجویز کی گئی۔ کیمرہ کی ایجاد 1840 میں ہوچکی تھی۔ مگر یہ فن ابھی اپنی ابتدائی حالت میں تھا۔ اس کام کے لئے ایک یہودی فوٹو گرافر Secondo Pia کا انتخاب کیا گیا۔ جب اس فوٹو گرافر نے تصویر کھینچی اور وہ رات کو دیکھ رہا تھا اُس شیشہ کی پلیٹ کو جس پر وہ تصویر آئی تھی تو اس کی حیرت

کی انتہا نہ رہی اور شیشہ کی پلیٹ بہ مشکل اس کے ہاتھ سے گرتے گرتے بچی۔ جب اس نے دیکھا کہ اس پلیٹ پر عام اصول کے مطابق negative آنے کے بجائے positive تصویر آئی ہے۔

اس عجیب وغریب بات نے براعظم یورپ میں ایک ہلچل مچادی مگر انگلستان اور انگریزی بولنے والے دنیا میں اس کا کوئی خاص تذکرہ نہ ہوا کیونکہ انگلستان کی ایک معروف شخصیت (نام مجھے یادنہیں رہا) نے یہ لکھ کر کہ یہ چادر اور اس پر تصویر سراسر fake ہے اس غیر معمولی بات کو انگریزی بولنے والوں کی حدود سے باہر رکھا۔ اور احباب جماعت میں بھی اس کا علم خلافت ثالثہ میں پھیلا جبکہ جرمن کا نونٹ برنا (یہ قلمی نام ہے) نے اس چادر سے حضرت مسیح ناصری کا صلیبی موت سے بچنا ثابت کیا اور اس کا انگریزی ترجمہ حضور رحمہ اللہ کے پاس آیا اور آپ نے پڑھنے کے لئے دیا۔

1931 میں Giuseppe Enrie نے اس چادر کی تصاویر کھینچیں اور اس وقت Secondo Pia بھی جو 76 سال کا تھا موجود تھا اور ان تصاویر نے بھی Secondo Pia کے تجربہ کی پختہ طور پر تائید کردی۔

پھر 1978 میں امریکن سائنسدانوں کی ایک 33 افراد پر مشتمل ٹیم نے 3 دن تک اس چادر کا تفصیلی تحقیقی جائزہ لیا اس ٹیم میں فوٹو گرافر کے طور پر Barrie M. Schwortz تھے جو گزشتہ دو سال سے ہمارے جلسہ سالانہ پر لندن میں آرہے ہیں اور تقریر بھی کی ہے اور ان شاء اللہ اس سال بھی جلسہ پر آئیں گے۔ یہ ٹیم جب کام کر رہی تھی تو ان کے لئے چرچ کی طرف سے بڑی کڑی شرائط بھی لگائی گئی تھیں اور بندوق بردار سپاہی ان کی نگرانی ہمہ وقت کرتے تھے اس ٹیم نے 3 دن چادر پر کام کیا اور پھر 3 سال تک اس کام پر تحقیق کرتے رہے۔

....

اب اس چادر پر دو بحثیں بڑی اہمیت رکھتی ہیں ایک تو یہ کہ چادر میں جو شخص تھا وہ زندہ تھا یا فوت ہو چکا تھا۔ اس پر تو آج کی مجلس میں بحث کی ضرورت نہیں۔ کتاب 'مسیح ہندوستان میں' پڑھنا کافی ہے۔ ان زبردست دلائل میں سے میں صرف ایک دلیل نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ اناجیل کہتی ہیں کہ حضرت مسیح ناصری نے 4 دن سے مرا ہوا مردہ لعزر جس کے بدن سے سڑانڈ آرہی تھی آواز دے کر زندہ کر دیا۔ دو چار روٹیوں اور مچھلیوں سے 5 ہزار آدمی کا پیٹ بھر دیا، سینکڑوں بیماروں، نابیناؤں کو اچھا کر دیا اور بدروحیں اُن میں سے نکال دیں، بردوباراں کے طوفان کو ڈانٹا اور وہ تھم گیا، سطح آب پر پیدل چلے، پانی کے چھ مٹکوں کو نہایت عمدہ شراب سے بھر دیا۔ مگر ان تمام معجزات کے باوجود حضرت مسیح ناصری کہتے ہیں کہ

'اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یوناہ کے نشان کے سوا کوئی اور نشان ان کو نہ دیا جائے گا کیونکہ جیسے یوناہ نبی تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔' (متی باب 12)

اب بظاہر اتنے زبردست نشانوں کے باوجود جن کا اناجیل ذکر کرتی ہیں جن میں چار دن کا فوت شدہ آدمی زندہ کرنا بھی شامل ہے حضرت مسیح ناصری کہتے ہیں کہ اس زمانہ کے لوگوں کو صرف ایک نشان دیا جائے گا اور وہ یونس نبی کے نشان کی طرح ہوگا اب ہم دیکھتے ہیں کہ یونس نبی کا کیا نشان تھا۔ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح ناصری 3 دن اس یوسف آرمیتیہ کی قبر میں جو ایک کمرہ نما قبر تھی ہماری طرح بند قبر نہیں تھی رہا۔ بتائیے کہ اگر میں کہوں کہ تین رات دن فلاں کمرہ میں رہوں گا تو کیا یہ نشان بن جائے گا۔ مجھے تو اگر دفتر اور نماز کے لئے باہر نہ جانا ہو تو میں اطمینان سے اپنے کمرہ میں 3 دن سے زیادہ رہ سکتا ہوں یہ نشان کیا ہے۔ کیا یہ معجزہ ہے۔ یونس نبی کا نشان تو جیسا کہ یوناہ کی کتاب بتاتی ہے یہ تھا کہ بظاہر نظر تمام اسباب موت ان پر جمع ہو گئے مگر وہ موت سے بچائے گئے۔ کشتی میں بیٹھے، انتہائی خطرناک طوفان آیا پھر بھی بچ گئے، پھر اٹھا کر طوفانی سمندر میں پھینک دیئے گئے پھر بھی بچ گئے، پھر مچھلی نے ان کو ہڑپ کرلیا پھر بھی بچ گئے، پھر مچھلی نے منہ سے ان کو نکال دیا اور وہ زندہ تھے۔ مسیح نے اپنے معجزہ کو یوناہ جیسا معجزہ قرار دیا ہے معلوم ہوا کہ مسیح بھی تمام اسباب موت جمع ہو جانے کے بعد موت سے بچ گئے تھے۔ پھر جیسا کہ یوناہ ایک دور کے علاقہ میں بھیج دیئے گئے اور وہاں کے لوگوں نے پہلے تو ان کا انکار کیا پھر سارے کے سارے ایمان لائے اسی طرح مسیح بھی موت سے بچ کر ایک دور کے علاقہ میں بھیج دیئے گئے اور وہ لوگ ان پر ایمان لائے۔ اس بات کا ثبوت یہ ہے کہ کشمیر سارے کا سارا مسلمان ہو گیا 99 فی صدی مسلمان ہیں کیونکہ ان کے پاس وہ مسیح آچکا ہوا تھا جس نے ان کو مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ کہہ کر تیار کردیا ہوا تھا۔

خیر یہ تو ایک لمبا مضمون ہے۔

....

دوسری بحث یہ ہے کہ چادر پر نقش کس طرح آیا؟ اور نقش بھی وہ عجیب کہ کیمرہ کی ایجاد سے قریب دو ہزار سال پہلے negative نقش تھے جس کی تصویر کھینچو تو پہلی تصویر negative آنے کی بجائے positive آتی ہے۔ اس بارہ میں سائنسدانوں نے سرتوڑ کوشش کی ہے ابھی کوئی قطعی نظریہ پیش نہیں کر سکے۔

اس وقت دو نظریات جو ابھی مفروضے کی حد تک ہیں کچھ قرین قیاس سمجھے جاتے ہیں مگر وہ ابھی اعتراضات سے خالی نہیں ان کے متعلق میں کچھ عرض کروں گا۔ باقی نظریات کا سرسری ذکر کرتا ہوں۔

1984 میں Benson Igor نے Ball lightning کو نقش پیدا کرنے والی طاقت کا منبع قرار دیا۔ 1985 میں Rex. Morgan نے اس میں زلزلہ کا دخل بیان کیا۔

1986ء میں Judica Cordiglia نے لنن پر بجلی کی طاقت پر کچھ نقوش پیدا کئے ۔1997ء میں الیکٹرونز کو نقش کا ماخذ قرار دیا گیا۔ 2000ء میں G.De Liso نے کچھ نقوش زلزلوں کے دوران میں حاصل کئے۔

بہرحال دو تجربات جو وہ بھی قطعی نہیں۔ یہ ہیں، ایک تو معروف سائنس دان جان جیکسن کا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

According to Jackson, an intense burst of vacuum ultraviolet radiation produced a discoloration on the uppermost surface of the Shroud's fibrils (without scorching it), which gave rise to a perfect three-dimensional negative image of both the frontal and dorsal parts of the body wrapped in it۔

اس کو آپ لوگ جو سائنس پڑھے ہوئے ہیں مجھ سے زیادہ سمجھ سکتے ہیں۔ یہ تو ایک نظریہ ہے جو مجھے کچھ کچھ سمجھ آتا ہے ۔ دوسرا نظریہ مجھے بالکل سمجھ نہیں آیا وہ کرونا ڈسچارج کے نام سے ذکر کیا جاتا ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے ''کرونا'' ہالہ کو کہتے ہیں اگر مکمل سورج گرہن ہو تو چاند کے گرد ایک ہالہ نظر آتا ہے ۔ مگر چادر کے سلسلہ میں کرونا ڈسچارج جو اٹلی کے ایک رومن کیتھلک سائنس دان فانٹی اور ان کے ساتھی کا ہے اس کا خلاصہ اس طرح بیان کیا ہے:

A Corona Discharge (CD) is an electrical discharge (Chen J., 2002)brought on by the ionization of a fluid surrounding a conductor which occurs when the potential gradient exceeds a threshold in situations where sparking is not favored۔

....

اب یہ بات یادر رہے کہ یہ دو مفروضے اور نہ کوئی نظریہ کہ نقش چادر پر کس طرح بنا قطعی طور پر سائنس دان ثابت کر سکے۔

جیکسن کے مفروضہ پر سائنس دانوں نے 5 اعتراض اٹھائے تھے ۔2010ء میں اٹلی کی مشہور پادوا یونیورسٹی نے ایک حد تک جیکسن کے مفروضہ کی تائید کی مگر کہتے ہیں:

However, his experiments did not confirm how the other two enigmas of the image originated. The double image on the frontal part pf the Shroud and the image of the inside and outside of the hands.

اور دوسرا مفروضہ جو فانٹی کا ہے اس کے متعلق سائنس دانوں کی رائے ہے:

This hypothesis needs to be verified by experiments that are not easy to perform.

بہرحال ابھی تک سائنس دان اپنی تحقیق کے ذریعہ نقش کے آنے کی کوئی سائنٹفک توجیہہ نہیں کر سکے اور اس پر چرچ کے حامی، معلوم ہوتا ہے پورا زور لگا رہے ہیں کہ کوئی توجیہہ نہ نکال سکیں اور وہ اس کو یسوع کے مُردوں میں سے جی اٹھنے اور اس کی وجہ سے جو Vibrations ہوئی اس کو نقش کا باعث قرار دے سکیں۔ خیر یہ تو ایک سائنس سے مذاق ہے یہی چرچ کے نمائندے تھے جو 1988ء میں اس بات پر خوش نظر آتے تھے کہ کاربن 14 ٹسٹوں کے ذریعہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ یہ چادر 1290– 1360 کے درمیان کی ہے۔ کیونکہ اس چادر سے جیسا کہ کارانٹ برتا نے لکھا کہ تھا ثابت ہوتا ہے کہ یسوع صلیب پر فوت نہیں ہوئے۔ 1988ء میں جو کوشش کی گئی اس کو ہمارے حبش صاحب کے عیسائی دوست ہیں Holger kersten نے فراڈ اف دی سنچری قرار دیا۔ سب سے پہلے تو امریکہ کے ایک خاتون نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ چرچ کے نمائندوں نے اپنی طرف سے اس چادر کا ایک ٹکڑا کاٹا اور اس کے 3 حصے کئے اور ایک حصہ انگلینڈ کی آکسفورڈ یونیورسٹی کو، دوسرا زیورک کو اور تیسرا آری زونا کو بھیجا، اور تینوں نے اپنی طرف سے بڑی احتیاط کے ساتھ تجربہ کر کے بتایا کہ یہ کپڑا قرون وسطیٰ کا ہے پہلی صدی کا نہیں ہوسکتا۔

....

سنا جاتا ہے کہ چرچ نے اس فیصلہ کو قبول بھی کرلیا۔ مگر سائنس دانوں میں اس کی تردید کرنے والوں کا hero Ramon Rodgers ہے جو کینسر سے شدید بیمار تھے۔ انہوں نے فوت ہونے سے 5 دن پہلے اس کاربن 14 ٹسٹ کے خلاف مضمون لکھا یہ ان کی زندگی کا آخری مضمون تھا۔ تفاصیل سے معلوم ہوا کہ جو کپڑا ان تینوں درسگاہوں کی تجربہ گاہوں کو دیا گیا تھا وہ اصل چادر کا کپڑا تھا ہی نہیں بلکہ 1532 کی آگ کے بجھانے کے بعد کچھ راھبات نے اس چادر پر مرمت کا کام کیا تھا اور انہوں نے پشت پر ایک اور کپڑا سی دیا تھا یہ کپڑا اس کا حصہ تھا۔ نیز اس پر چکنائی وغیرہ لگی ہوئی تھی جو صحیح ٹسٹ میں روک تھی ۔ بہرحال عام طور پر لوگ ان تین یونیورسٹیوں کا نام سن کر خاموش ہو گئے تھے مگر شبہ کا اظہار بھی کرتے تھے بالآخر اپنے جھوٹے مذہب کو بچانے کیلئے یہ دھوکہ دہی بھی پکڑی گئی۔

....

ایک اہم بات میں اوپر لکھنے سے بھول گیا تھا اور وہ ہے تصویر کا 3 ڈائمنشنل ہونا۔ نقش کے negative ہونے کے علاوہ یہ بھی ایک عجیب بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ٹورینو کی چادر کے عجائبات بھی اس قرآنی بیان کا حصہ ہیں۔ **وجعلنا ابن مریم وامّہ آیۃ۔**

بی بی امۃ المتین رحمہا اللہ اور خاکسار چند سال ہوئے امریکہ کے مغربی ساحل کے ایک مقام سانتا باربرا گئے جہاں انہوں نے 3D تصویر کے مطابق Straw کا مجسمہ بنا کر رکھا ہوا تھا۔ ہم دیکھ ہی رہے تھے کہ فوراً امریکہ کے مشہور ادارہ Nasa کے فوٹو گرافر Vincent Smith آگئے اور بڑے شبہ کے انداز سے ہمیں دیکھ رہے تھے مجھے معلوم ہوتا تھا کہ Nasa والے ہمارے خلاف نظریات رکھنے والوں کے مددگار ہیں۔ اور ونسنٹ سمتھ کا نام بھی میرے علم میں آچکا تھا۔ میں نے ان سے بات کیں۔ اس کے بعد واشنگٹن ڈی سی میں ایک چرچ میں اس موضوع پر ایک سکالر کی تقریر تھی۔ سوال جواب میں میں نے ان کو کہا کہ آپ جو کہہ رہے ہیں میں نے ونسنٹ سمتھ سے پوچھا تھا اس نے یہ جواب دیا تھا تو انہوں نے بڑے تحمل سے، پورے زور سے، ونسٹنٹ سمتھ کے خلاف اظہار کیا۔

شروع میں ذکر ہوا تھا کہ چادر پر آدمی کے نقش کے علاوہ خون کے نشان ہیں۔ آگ کے نشان ہیں۔ آگ کو پانی سے بجھانے کے نشان ہیں اور زرگل ہے ۔ غالباً 58 پودوں کے زرگل ملتے ہیں جن میں 30 فلسطین کے ہیں بلکہ ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو پہلی دوسری صدی میں فلسطین میں تھے اور بعد میں نہیں رہے اور باقی یورپ اور ترکی کے ہیں کیونکہ یہ چادر کچھ حصہ قسطنطنیہ میں بھی رہی ہے۔

مجھے محض اللہ کے فضل اور حضرت صاحب کی دعاؤں سے یہ سعادت ملی کہ میں نے چند سال ہوئے حضور کی خدمت میں لکھا کہ اب اس چادر کا دیدار عام کرایا جانے والا ہے۔ لاکھوں لاکھ آدمی اس کو دیکھنے کے لئے آرہے ہیں ۔ ہماری جماعت کا نمائندہ بھی بھیجا جائے تو مناسب ہے۔ میری خوشی اور تعجب کی انتہا نہیں کہ سیّدی میرے آقا خود وہاں تشریف لے گئے اور چرچ کے کارکنوں نے لاکھوں آدمیوں کی قطار کو روک کر بڑے احترام اور ادب کے ساتھ حضور کو الگ راستہ سے لے جا کر اس چادر کو دیکھنے موقعہ دیا۔ اس واقعے کے بعد مجھے اب اس چادر کے احمدیت کے حق میں کام آنے کے بارہ میں کوئی شبہ نہیں رہا۔ فالحمدللہ۔

☆...☆...☆

مکرم چوہدری رشید احمد صاحب (مرحوم)

(نصیر احمد قمر۔ایڈیٹر الفضل انٹرنیشنل)

”مَیں تیرے خالص اور دلی محبوّں کا گروہ بھی بڑھاؤں گا اور ان کے نفوس و اموال میں برکت دوں گا اور ان میں کثرت بخشوں گا۔“

یہ مبارک الفاظ اللہ تعالیٰ کی اُس وحی والہام کے ہیں جو اس نے حضرت اقدس مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کو فرمایا اور جسے آپ نے 20 فروری 1886ء کے اشتہار میں شائع فرمایا۔یہی پیشگوئی ضمیمہ اخبار ریاض ہند امرتسر مطبوعہ یکم مارچ 1886ء میں بھی شائع ہوئی اور حضور علیہ السلام کی تصنیف ”آئینہ کمالات اسلام“ روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 648 پر بھی موجود ہے۔

یہ الٰہی وعدہ، یہ نہایت خوشکن بشارت جس شان سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کے دوران پوری ہوئی اُسی طرح آپ کے بعد آپ کی خلافت کے حق میں بھی پوری ہوئی اور ہر لمحہ و ہر آن بڑھتی ہوئی عظمت اور شان کے ساتھ پوری ہوتی چلی جاتی ہے۔مسیح پاک علیہ السلام اور آپ کے خالص اور دلی محبّوں کے گروہ میں مسلسل اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے اور آج بلاشبہ دنیا بھر میں لاکھوں احمدی خلافت مسیح موعود علیہ السلام سے اخلاص و وفا اور محبت و فدائیت کے بے نظیر نمونے دکھا رہے ہیں۔وہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کی آواز پر دل وجان سے لبیک کہنے والے اور اپنی جان ،مال، وقت اور عزت کی قربانیاں پیش کرنے والے ہیں اور ان کا سلسلہ مسلسل ترقی پذیر ہے اور اپنی وسعتوں اور رفعتوں میں بڑھتا چلا جاتا ہے ۔اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے وعدے کے مطابق ان کے نفوس واموال میں برکتیں عطا فرماتا چلا جاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس الٰہی جماعت کا مغز اور روح ایسے ہی متقی و پارسا اور مخلص اور باوفا محبّوں پر مشتمل گروہ ہے جو خلیفہء وقت کا دست وبازو بن کر ان کے حکموں کی تعمیل میں اور ان کے مقاصد دینیہ عالیہ کی تکمیل میں جان ودل سے فدا اور اپنی تمام قوتوں ،صلاحیتوں اور استعدادوں کو اس راہ میں وقف کئے ہوئے ہے۔

جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو دی گئی مذکورہ بالا بشارت میں ذکر ہے ایسے لوگ دو چار یا دس بیس نہیں بلکہ ایک ”گروہ“ ہے اور گروہ بھی ایسا جو مسلسل بڑھنے والا ہے ۔اس عاجز کے مشاہدہ کے مطابق مکرم چوہدری رشید احمد صاحب بھی مسیح موعودؑ اور خلیفۂ وقت کے خالص اور دلی محبّوں کے اس گروہ کے ایک ممتاز فرد تھے جو ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے والے اور اطاعتِ امام میں اپنی تمام طاقتوں کو بے غرض اور بے لوث طور پر صَرف کرنے والے تھے اور اس راہ میں اپنے آرام اور راحت کو تَج کر انتہائی محنت اور لگن اور خلوص کے ساتھ خدمت کی توفیق پانے والے تھے۔

مکرم چوہدری رشید احمد صاحب کے حالات زندگی پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ آپ بچپن سے ہی دینی کاموں میں پیش پیش تھے اور پاکستان میں خدام الاحمدیہ کے دور میں بھی مختلف اہم ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق آپ کو حاصل تھی اور پھر برطانیہ آکر بھی آپ متفرق حیثیتوں سے خدمت دین انجام دے رہے تھے لیکن 1984ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کو جنرل ضیاء الحق کے احمدیوں کے خلاف نہایت ظالمانہ آرڈی نینس XX کے بعد پاکستان سے ہجرت کرنا پڑی اور آپ انگلستان تشریف لائے تو اس کے بعد آپ کو خلیفۂ وقت کی براہ راست رہنمائی میں اور ان کی دعاؤں اور روحانی توجہات کے فیض سے جن عظیم خدمات کی توفیق ملی اور جس طرح انہیں تادمِ آخر خلیفۂ وقت کی محبت اور خوشنودی حاصل رہی یہ ایک ایسا انعام ہے جس پر جتنا رشک کیا جائے کم ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ جب ہجرت کر کے انگلستان تشریف لائے وہ دَور عالمگیر جماعت احمدیہ کے لئے بہت ہی کٹھن امتحانوں کا دَور تھا۔ ایک طرف پاکستان میں حکومت کی سرپرستی میں منظّم طور پر جماعت

مکرم چوہدری رشید احمد صاحب (مرحوم) حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے بائیں ہاتھ کھڑے ہیں

کے خلاف جھوٹے پراپیگنڈہ کی ایک عالمی مہم جاری تھی تو دوسری طرف وہاں معصوم احمدیوں کی روزمرّہ کی زندگی کو قانون کی نظر میں ایک جرم بنا دیا گیا تھا اور انہیں طرح طرح کے مصائب و آلام کا نشانہ بنایا جارہا تھا۔ادھر انگلستان میں کام کرنے والوں کی شدید کمی تھی ۔لیکن اس خدا نے جو ہمیشہ سے اپنی قائم کردہ خلافت کا حامی و پشتیبان ہے یہاں پر ایسے انصارِ خلافت پیدا کر دیئے جنہوں نے تمام مفوّضہ ذمہ داریوں کو نہایت خوش اسلوبی سے نبھایا اور خدمت و اخلاص وقربانی کے بے نظیر نمونے قائم فرمائے۔

جیسا کہ خاکسار نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کے حوالہ سے ذکر کیا ہے یہ ایک گروہ عاشقاں تھا۔ان کا ایک ایک فرد اپنی ذات میں انجمن تھا۔کئی کئی لوگوں کا کام ایک ایک فرد انجام دے رہا تھا۔حضور رحمہ اللہ نے ہجرت کے بعد جہاں مختلف شعبہ جات قائم فرمائے ان میں سے ایک اہم شعبہ پریس اینڈ پبلیکیشن کا تھا جو بالکل آغاز میں ہی قائم ہوا اور اس کے انچارج کے طور پر حضور رحمہ اللہ کی نظرِ انتخاب مکرم چوہدری رشید احمد صاحب پڑی۔ اگرچہ مکرم چوہدری صاحب نے LAW کیا ہوا تھا۔ پاکستان میں پولیس کے محکمہ کے ساتھ وابستہ رہے تھے اور متفرق جماعتی عہدوں پر کام کا تجربہ بھی رکھتے تھے لیکن جب آپ براہ راست خلیفۂ وقت سے منسلک ہوئے اور خلیفۂ وقت کی ہمہ وقت ذاتی رہنمائی اور توجہ حاصل ہوئی تو نہ صرف آپ کی پہلے سے نظر آنے والی صلاحیتوں میں ایک غیر معمولی نکھار پیدا ہوا بلکہ بہت سی مخفی استعدادیں بھی ابھر کر سامنے آئیں اور ان میں خلافت کے انوار کی شعاعیں اور چمک دمک صاف دکھائی دینے لگی ۔آپ نے جو کام کرنے کی سعادت پائی اسے دیکھ کر کوئی شخص اندازہ نہیں کرسکتا کہ اسے ایک شخص نے یا اس کے ساتھ گنتی کے چند بوڑھے اور ناتجربہ کار رضا کاروں نے انجام دیا ہے۔ بظاہر یہی لگتا ہے کہ اس کے ساتھ تجربہ کار ماہرین کی ایک بڑی ٹیم ہوگی اور اس کے پاس بہت سے وسائل ہوں گے۔لیکن جنہوں نے مکرم چوہدری رشید احمد صاحب کو کام کرتے دیکھا ہے وہ گواہی دیں گے کہ اس کام کی انجام دہی میں ایک بہت بڑا حصہ صرف چوہدری رشید احمد صاحب کا ہے جو انہوں نے تن تنہا انجام دیا۔

....

محترم چوہدری رشید احمد صاحب کی اہلیہ نے شہادت دی ہے اور یہ امر واقعہ ہے کہ انہوں نے جماعتی کام کو، خلیفۂ وقت کی طرف سے مفوّضہ امور کی انجام دہی کو ہمیشہ اپنی ذات، اپنے اہل وعیال غرضیکہ ہر چیز پر فوقیت دی اور اس راہ میں اپنی صحت کا بھی کما حقہ خیال نہیں رکھ پائے۔ آپ مضبوط اعصاب کے مالک تھے لیکن اس سے بھی زیادہ آپ خدمت دین کے لئے پختہ عزم اور مستحکم و مصمّم ارادوں کے مالک تھے۔چھوٹے موٹے بخار اور تکلیف کو تو بالکل خاطر میں نہ لاتے تھے۔میں نے دیکھا کہ وفات سے چند سال قبل جب آپ کو غالباً پلورسی کی تکلیف ہوئی اور آپ کے سینہ میں پانی کی مقدار بڑھ جاتی تھی، دل کا بھی عارضہ تھا اور تھوڑا سا چلنے سے بھی سانس اکھڑنے لگتا تھا مگر آپ Hardwicks way (وانڈزورتھ) میں دوسری منزل پر قائم اپنے دفتر میں بہت سی سیڑھیاں چڑھ کر جاتے تھے ۔الفضل انٹرنیشنل کا دفتر بھی ان کے دفتر کے ساتھ ہی تھا۔جب اوپر پہنچتے تو کافی دیر سانس کو بحال کرنے میں لگ جاتی۔ اگر ان سے کہا جاتا کہ آپ تھوڑا آرام کرلیتے اور طبیعت بہتر ہونے کا انتظار کرلیتے تو یہی کہتے کہ حضور نے ایک کام سپرد کیا تھا اس کے لئے دفتر آنا ضروری تھا۔احساس ذمہ داری انہیں گھر میں بیٹھنے نہ دیتا تھا اور آپ بیماری میں بھی بڑی مستعدی سے اپنے فرائض کی انجام دہی میں مصروف رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے خلیفۂ وقت کی دعاؤں کے اعجاز سے آپ کو کئی بار گویا موت کے منہ سے نکالا اور اعجازی شفا بھی عطا فرمائی۔

....

مکرم چوہدری رشید احمد صاحب کو خلافت احمدیہ کی رہنمائی میں تاریخی خدمات کی توفیق عطا ہوئی۔اور اللہ تعالیٰ نے ان مساعی کے نہایت شیریں ثمرات بھی عطا فرمائے۔ پریس ڈیسک کے تحت مختلف پریسوں سے رابطہ ،ملکی اور عالمی پریس کو اور انسانی حقوق کے مختلف اداروں کو جماعت احمدیہ کے خلاف پاکستان میں ہونے والی ظالمانہ کارروائیوں سے آگاہی دینے کے علاوہ اخبارات میں ایسی خبروں کی اشاعت ، پریس ریلیز جاری کرنا، مخالفین کے غلط اور جھوٹے پراپیگنڈہ اور اعتراضات کے جوابات دینا ، اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں کے تراشے ریکارڈ میں محفوظ کرنا، ریڈیو، ٹی وی، اخبارات کے نمائندگان کو حسب موقع انٹرویو دینا یا حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ ان کے انٹرویو کے لئے انتظامات کرنا بیشمار کام تھے جو پریس ڈیسک کے تحت جاری تھے اور جنہیں آپ کو بڑی محنت اور تندہی سے انجام دینے کی سعادت حاصل ہوئی۔آغاز میں کمپیوٹر وغیرہ نہیں تھے۔ مختلف خطوط، پریس ریلیز وغیرہ اپنے ہاتھ سے لکھتے تھے۔ ایک ٹائپ رائٹر تھا جس پر انگریزی خطوط وغیرہ اپنے ہاتھ سے ٹائپ کرتے۔میں نے دیکھا کہ اگر کسی خط، پریس ریلیز میں لکھنے میں کوئی غلطی ہوجاتی تو دوبارہ بلکہ بعض اوقات کئی کئی بار ازسرنو اسے لکھتے اور صاف ستھری تحریر میں اسے تیار کر کے اخبارات کو بھجواتے۔آپ کو ایسا ملکہ تھا کہ اکثر اخبار والے اس پریس ریلیز یا مرسلہ خطوط کو من وعن شائع کرتے اور اس بات کا اظہار کرتے تھے کہ انہیں اس میں کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی۔ بہت نپی تُلی اور صاف، شستہ تحریر ہوتی تھی۔

....

’پریس اینڈ پبلیکیشن سیل‘ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی یوکے ہجرت کے بعد قائم ہونے والے شعبہ جات میں بہت اہم شعبہ تھا۔خود حضور رحمہ اللہ نے اپنے خطابات میں بارہا اس کا ذکر فرمایا اور اس کے کاموں کو سراہا۔ بہت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے مبارک الفاظ میں ہی اس کا تذکرہ کردیا جائے۔ اس سے قارئین بخوبی اندازہ لگاسکیں گے کہ کن حالات میں یہ شعبہ قائم ہوا۔اور کس کس قسم کے کاموں کو کن حالات میں سرانجام دینے کی اسے توفیق ملی۔اور کس طرح خلیفۂ وقت نے ان کے کاموں کو سراہا اور محبت بھری دعاؤں سے نوازا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ سالانہ یوکے 1985ء کے موقع پر اپنے افتتاحی خطاب فرمودہ 5/اپریل 1985ء بمقام اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں فرمایا:

”تقریباً ایک سال کا عرصہ گزرا ہے ۔یہی مہینہ تھا۔ اس مہینے کے آخری ایام میں مجھے پاکستان چھوڑ کر انگلستان آنا پڑا۔اور چونکہ ایک دورے کا پروگرام پہلے سے ہی بنا ہوا تھا اس لئے اسی پروگرام کے مطابق ایک چھوٹا سا قافلہ میرے ساتھ آیا۔اور ایک عجیب بے سروسامانی کی سی حالت تھی ۔صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید انجمن احمدیہ، وقف جدید انجمن احمدیہ اور انصار اللہ اور خدام الاحمدیہ یہ تمام انجمنیں جو خلیفۂ وقت کی ہمیشہ ہر حال میں مرکز میں مددگار رہتی ہیں اور تمام عملہ جو اِن انجمنوں سے وابستہ ہے یہ سب وہیں پاکستان میں اس حالت میں چھوڑے کہ اتفاق سے ان کا ایک بھی نمائندہ میرے ساتھ نہیں تھا۔......

لیکن اس کے باوجود مجھے قطعاً کسی قسم کا کوئی بے بسی کا احساس پیدا نہیں ہوا۔ باوجود اس کے کہ بہت جلد یہ بات مجھ پر کھل گئی کہ تمام دنیا کے بوجھ تو اُسی طرح سر پر ہیں لیکن وہ بوجھ اٹھانے والے جو خدا کے نام پر مرکز میں اکٹھے ہوکر وہیں کے ہوگئے تھے وہ تمام کے تمام میرے ساتھی پیچھے رہ گئے ہیں۔ اس کے باوجود ایک لمحہ کے لئے بھی مجھے بے کسی اور بے بسی کا احساس نہیں ہوا کیونکہ میں

یہ جانتا تھا اور آج بھی جانتا ہوں اور پہلے سے زیادہ یقین اور تجربے کی بنا پر کہتا ہوں کہ میرا خدا میرے ساتھ تھا، میرے ساتھ ہے اور ہمیشہ میرے ساتھ رہے گا۔ میرا خدا آپ کے ساتھ ہے، آپ کے ساتھ تھا اور ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے گا۔

یہ یقین، یہ زادِراہ تھا جسے لے کر میں چلا، جسے لے کر یہاں پہنچا اور یہاں پہنچنے کے بعد میں نے تمام جماعت کو اکٹھا کیا اور اُن کے سامنے وہ پہلا خطاب کیا جس میں مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ کی دعوت دی اور میں آج آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ اس دعوت کا ایک ایسا عمدہ جواب انگلستان کے احمدی احباب نے دیا کہ وہ ہمیشہ میرے دل پر نقش رہے گا اور ہمیشہ تاریخ عزت اور احترام اور محبت سے ان کو یاد کرے گی۔ ہر طرف سے نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ کی آوازیں اٹھنے لگیں اور پھر یہ آوازیں باہر سے سنائی دینے لگیں، یورپ کے باہر سے بھی اور امریکہ کے باہر سے بھی اور دنیا کے کونے کونے سے، زمین کے وہ تمام کنارے جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام پہنچا تھا بلند آواز سے پکارنے لگے کہ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ، نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ، نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ، نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ، عورتیں کیا اور مرد کیا، بوڑھے کیا اور بچے کیا وہ ایک عجیب زمانہ تھا اس طرح وارفتگی کے ساتھ، اس طرح فدائیت کے ساتھ مجھے پیغام ملنے شروع ہوئے کہ ہر پیغام کے ساتھ میری زندگی پہ ایک زلزلہ طاری ہوجاتا، ماؤں نے اپنے بچے پیش کئے، بچوں نے اپنی مائیں پیش کیں۔ اپنی جائیدادیں، اپنے اموال، اپنی عزتیں سب کچھ احمدیت کی خاطر میرے قدموں میں نچھاور کرنے کے لئے تیار بیٹھے تھے اور جن کو توفیق ملی انہوں نے اس عہد کو نبھایا اور ایک بھی پیچھے نہیں ہٹا۔ یہ عہد کئے کہ آپ جس ضرورت کے لئے جب چاہیں گے، جو کچھ کہیں گے ہر وقت حاضر ہیں۔

تو کائنات کا خدا میرے ساتھ تھا، کائنات کا خدا ہمارے ساتھ تھا، آپ کے ساتھ تھا اور یہ اُسی کی شان تھی، اُسی کی تقدیر تھی جو جاری ہوئی اور وہ جو اُس خدا کے تعلق والے تھے وہ اُس کی خاطر سب میرے اردگرد، حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے جھنڈے کے اردگرد اکٹھے ہوگئے۔ کچھ کو خدمتوں کی توفیق ملی اور انہوں نے اپنے عہدوں کو پورا کیا، کچھ منتظر تھے اور آج بھی منتظر ہیں لیکن میں آج یہ یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ ساری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایک بدن کی طرح، ایک جان کی طرح، ایک مٹھی کی طرح قومِ واحد تھی اور آج بھی قومِ واحد ہے خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ۔ اور وہ ساری طاقتیں جو انتشار پھیلانا چاہتی تھیں، جو ہمیں منتشر دیکھنا چاہتی تھیں وہ آپ انتشار کا شکار ہوئیں۔ وہ آپ منتشر ہوئیں، ان کے اپنے گھروں میں جوتیوں میں دال بٹنے لگی۔ بڑے بڑے عجیب نظارے ہم نے اس کیفیت کے دیکھے اور دن بدن خدا تعالیٰ ہمارے حوصلے بڑھاتا رہا اور ہماری امیدوں کو سربلند فرماتا رہا۔ ایک عجیب داستان ہے جو مَیں آج آپ کو سنانے لگا ہوں۔

سب سے پہلے تو مجھے انگلستان پہنچ کر اپنا ڈاک کا دفتر بنانا تھا اور آپ جانتے ہیں یعنی آپ میں سے اکثر جانتے ہیں کہ اس کثرت سے ڈاک موصول ہوتی ہے خلیفۂ وقت کو کہ پاکستان میں تو 700 تقریباً اوسط بنتی تھی روزانہ اور اُن میں ایسے ایسے خطوط بھی تھے جن کے تفصیلی جواب دینے پڑتے تھے۔ پھر بہت سے ایسے ہوتے تھے جن میں غور و خوض کرنا پڑتا تھا اور کافی دماغ سوزی سے کام لینا پڑتا تھا اور اس کے لئے مدد کے طور پر ایک پورا عملہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا میرے ساتھ رہتا تھا اور سلسلہ کے دوسرے کارکنان بھی تھے اور دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کا یہ عملہ اور حفاظت کے کارکنان جو ساتھ تھے یہ ملا کر ایک سو سے زائد کا عملہ تھا، تو مجھے سب سے پہلے تو یہ فکر ہوئی کہ فوری طور پر یہاں ایک دفتر قائم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام دفتر رضاکارانہ انصار پر مشتمل تھا اور آج بھی اسی طرح چل رہا ہے……۔

دوسرا فوری کام بہت اہم یہ تھا کہ Publication Cell قائم کیا جائے۔ اور Publication Cell کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ تمام پاکستان میں، تمام دنیا میں، جہاں تک بھی حکومت پاکستان کے بازو پہنچتے تھے انہوں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جماعت احمدیہ کے خلاف انتہائی گندہ اور زہریلا پروپیگنڈا کرنا شروع کردیا اور جہاں تک غیر ممالک یعنی پاکستان سے باہر کے ممالک کا تعلق ہے، ان کی حکومت سے وابستہ لوگوں کو، ان کے صائب الرائے لوگوں کو اس کثرت کے ساتھ مختلف زبانوں میں یہ لٹریچر ترجمہ کروا کے بھجوایا گیا کہ تمام دنیا کی فضا کو گویا انہوں نے احمدیت کے خلاف زہر آلود کردیا۔ چنانچہ لازم تھا کہ فوری طور پر اس کا توڑ کیا جائے اور تمام دنیا کے احمدیوں کو حالات سے باخبر رکھا جائے اور اخبارات سے رابطہ اور تمام دنیا کے سیاستدانوں اور ذی شعور لوگوں سے رابطہ اور بروقت سب کو اعداد و شمار مہیا کرنا، پاکستان میں کیا ہورہا ہے، کیوں ہورہا ہے، ان حالات سے آگاہ کرنا بہت بڑا کام تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس کام کے لئے بھی بہت ہی مخلص واقفین آگے آئے اور نہایت عمدگی کے ساتھ ان ساری ذمہ داریوں کو انہوں نے نبھایا۔ بعض ایسے تھے جو جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے وہ ہمہ وقت جماعت ہی کے تھے۔ لیکن جو آنے جانے والے تھے، اُن میں سے بھی اکثر کے اوقات صبح ساڑھے نو بجے سے رات گیارہ بجے تک ہوتے تھے اور یہ کام ابھی تک اسی طرح جاری ہے۔ اس میں بوڑھے، بچے، جوان سارے شامل ہیں، مستورات بھی خدمت کررہی ہیں۔ ان کے کام کی تفصیل کے ذکر کا موقع تو نہیں ہے، مَیں خلاصۃً بعض اعداد آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

دنیا بھر کے 115 اخبارات و رسائل کو انہوں نے 2117 خطوط لکھے۔ 24 پریس ریلیز جاری کئے اور 38 مضامین شائع کروائے۔ دنیا بھر کی 85 جماعتوں کے ساتھ مسلسل رابطہ رکھا اور ہر قسم کی تمام اطلاعیں جو پاکستان سے موصول ہوتی تھیں، بلاتاخیر جماعتوں کو پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ مجھ سے ہدایات لیتے تھے اور اُن ہدایات کے مطابق جماعتوں کی راہنمائی کرتے تھے۔ مختلف دنیا کے ادارے جو کسی نہ کسی رنگ میں ان حالات سے تعلق رکھ سکتے تھے اُن کو 670 خطوط لکھے اور عالمی نوعیت کے مشہور اخبارات جن کا ایک عالم میں وقار ہے، ایسے اخبارات کو 281 خطوط لکھے اور جہاں تک جماعت احمدیہ کے تذکرے کا تعلق ہے آپ اندازہ کریں کہ کس حد تک اس سیل نے کامیابی سے کام کیا ہے اور گو مخالف بھی پورا زور لگا رہا تھا، ہمارے پاس تو وہ وسائل نہیں تھے، ہمارے پاس تو دنیا کے لحاظ سے اُس کا سوواں حصّہ بھی وسائل نہیں تھے، مگر جماعت احمدیہ نے بھی اپنی بھرپور کوشش کی ہے دعاؤں کے ساتھ۔

جو تراشے ریکارڈ کئے گئے ہیں اس وقت تک دنیا کے مختلف اخباروں میں جن میں پاکستان کی طرف سے ناموافق اور جماعت احمدیہ کی طرف سے موافق آراء کا اظہار ہوا ہے ان کی تعداد دس ہزار ہے۔ اتنا شور پڑا ہے دنیا میں، اتنا نام پھیلا ہے جماعت احمدیہ کا اور عزت کے ساتھ نام پھیلا ہے۔ جتنا ان کا گند تھا اس کا سارا اثر خدا نے دھودیا اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور احمدیت کا نام بڑی عزت کے ساتھ دنیا میں قائم ہوا ہے اور وہ سارے لوگ جو ان کے زہریلے پروپیگنڈے سے متأثر تھے دیکھتے دیکھتے انہوں نے رنگ بدلے۔ جب اُن تک حالات پہنچے ہیں تو کایا پلٹ گئی اُن کی۔ ایسے لوگ بھی تھے جو حکومتی تعلقات کی وجہ سے مجبور تھے پاکستان کے ساتھ ہاں میں ہاں ملانے پر یا کچھ مدد کرنے پر، ان کو جب حالات بتائے گئے تو بعض ان میں سے ایسے تھے جنہوں نے کہا کہ اب ہم ہاں میں ہاں ملانے کے قابل تو نہیں رہے لیکن ہم احتجاج بھی نہیں کرسکتے۔ چنانچہ ہم نے ان سے کہا کہ ہم آپ کے احتجاج کے خواہاں نہیں ہیں۔ ہم تو صرف حقیقت بتانا چاہتے ہیں آپ کو اور یہ اصولی ہدایت تمام جماعتوں کو میں نے بھجوائی کہ آپ نے کسی دنیا والے سے خیر کی بھیک نہیں مانگنی۔ ہم نہ اس کے محتاج ہیں، نہ ہماری عزت اور وقار اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ محتاج بھی ہوں تو غیر کے سامنے ہاتھ پھیلائیں، نہ ہمارا ایمان یہ گوارا کرنے دیتا ہے ہمیں کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی طرف مدد کے لئے دیکھیں اور توقع رکھیں مدد کی۔ چنانچہ وہ میرے آنے سے پہلے یا آنے کے بعد شروع میں بعض جماعتیں اور بعض افراد غلطی سے مدد کے لئے پکار رہے تھے، اخباروں کو لکھ رہے تھے، بالکل رخ پلٹ دیا ہم نے اس پراپیگنڈے کا۔ ہم نے ان کو بتایا کہ ہم تمہاری مدد کے محتاج نہیں ہیں۔ ہم تمہیں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ جس کی مدد کے ہم محتاج ہیں وہ ہمارے ساتھ ہے۔ آج نہیں تو کل تم ضرور دیکھو گے کہ وہ ہمارے ساتھ ہے۔ اس لئے تمہاری بقا کا تقاضا ہے، تمہارے اپنے مفادات اس بات سے وابستہ ہیں کہ حق کی بات کو حق کے طور پر تسلیم کرو ورنہ تم محروم رہ جاؤ گے۔ اور ہم تمہاری راہنمائی کرسکتے ہیں۔ تمہیں حالات کا علم نہیں ہے، تمہیں یہ پتہ نہیں کہ دنیا میں اس کے کیا بداثرات مترتب ہوں گے۔ تمہیں پتہ نہیں کہ ہم کون ہیں جن پر ہاتھ ڈالنا خدا کی عزت پر ہاتھ ڈالنے کے برابر ہوگیا ہے۔ یہ وہ باتیں تھیں جو ہم نے ان کو پہنچائیں اور پراپیگنڈے کا بالکل رخ بدل دیا۔ ...اور یہ سارا کام ان انصار اللہ نے کیا ہے، اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ نے کیا ہے۔‘‘

❁...1986ء کے جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر دوسرے روز کے بعد دوپہر کے خطاب میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے فرمایا:

’’پبلیکیشن سیل جو اس طرح کام کررہا ہے انگلستان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ بڑا ہی محنت اور اخلاص سے اور مسلسل کام کررہا ہے۔ چوہدری رشید احمد صاحب اس کے سربراہ ہیں۔ ان کے ساتھ امتیاز شاہ صاحب ہیں، کیپٹن محمد حسین چیمہ، چوہدری وسیم وغیرہ وغیرہ، انہوں نے اور نام بھی لکھے ہیں۔ بہرحال کچھ نوجوان، کچھ بوڑھے مل کر مسلسل اتنی محنت سے کام کررہے ہیں، ان کا سارا کام تو بیان نہیں کیا جاسکتا۔ گزشتہ دو سال میں اس سیل کی طرف سے 6,480 خطوط لکھے گئے ہیں اور 85ء میں ان میں سے 4,981 خطوط لکھے گئے ہیں۔ یعنی تھکنے کی بجائے ایک سال کے بعد ان کا کام اور بھی آگے بڑھ گیا ہے۔

دنیا بھر کے 204 مختلف اخبارات کو بھجوائے جانے والے خطوط، آرٹیکل اور خبروں کی تعداد چار ہزار ہے۔ دنیا کے سولہ مختلف ممالک میں اس سیل کی طرف سے بھجوائی جانے والی خبریں، خطوط، مضامین وغیرہ 113 مختلف اخبارات میں شائع ہوچکے ہیں اور ان اخبارات میں جو جماعت کی خبریں شائع ہوئی ہیں اس سیل کی طرف سے ان کی تعداد 922 ہے۔

مختلف اخبارات اور جرائد کے قریباً بیس ہزار تراشے محفوظ کئے گئے ہیں۔ یہ مختصر رپورٹ ہے، ساری دنیا کی ہے اصل میں کیونکہ جو بیس ہزار تراشے ہیں یہ اس دو سال کے عرصے میں جماعت کو جو خدا تعالیٰ نے پبلسٹی عطا فرمائی ہے مختلف ممالک میں یہ ان کا خلاصہ ہے۔ کثرت کے ساتھ ان ممالک میں جماعت کی خبریں چھپی ہیں۔ جماعت کے عقائد سے دنیا کو آگاہ کیا گیا۔ کیوں ظلم ہورہا ہے، کیا اختلاف ہے اس کی تفصیل بیان کی گئی کہ آپ تصور بھی نہیں پہلے کرسکتے تھے کہ اس کثرت سے جماعت احمدیہ کا دنیا میں پراپیگنڈا ہوگا۔ چنانچہ اس دو سال کے عرصے میں بیس ہزار تراشے اکٹھے ہوئے ہیں یہاں جہاں جماعت احمدیہ کا دنیا کے مختلف ممالک میں مختلف رنگ میں ذکر ہوا ہے اور بیشتر ذکر خیر ہوا ہے۔‘‘

❁...1989ء کے جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے جلسہ کے درمیانی روز بعد دوپہر کے خطاب میں فرمایا:

’’ایک ہمارا شعبہ ہے پریس اینڈ پبلیکیشن کا شعبہ۔ یہ بھی خدا کے فضل سے بڑا مؤثر ہے۔ تمام دنیا کے احمدیوں کو نہ صرف پاکستان کے حالات سے آگاہ رکھتا ہے بلکہ تمام دُنیا میں چھپنے والے احمدیت سے متعلق موافق یا مخالف مکاتیب پر یا آرٹیکلز پر نظر رکھتا ہے اور بروقت اُس کے جواب کی کارروائی کرتا ہے اور یہ شعبہ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب کی سرکردگی میں بڑے احسن رنگ میں فرائض سرانجام دے رہا ہے۔ متفرق دوست اس خدمت میں شامل ہیں۔ ... یہ مسلسل رضاکارانہ طور پر جب سے مَیں یہاں آیا ہوں قریباً اُسی وقت سے خدمت سرانجام دیتے چلے جارہے ہیں اور ان کی کارکردگی کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ اس عرصہ میں دنیا بھر کے 413 اخبارات میں جماعت کی طرف سے بھجوائی جانے والی جن خبروں کو شائع کیا ہے ان کی تعداد 4,565 ہے۔ پس خدا کے فضل سے یہ شعبہ صرف انگلستان ہی میں خدمت سرانجام نہیں دے رہا بلکہ تمام دنیا کے ممالک میں یہ عظیم الشان خدمت سرانجام دے رہا ہے۔‘‘

❁...پھر 1990ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر دوسرے روز بعد دوپہر کے خطاب میں حضور رحمہ اللہ نے پریس اینڈ پبلیکیشن سیل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’پریس اینڈ پبلیکیشن سیل بھی اُسی طرح انگلستان کی جماعت کا ایک شاہکار ہے اور اس سیل میں کچھ مخلصین مسلسل انتھک محنت کے ساتھ کام کرتے چلے جارہے ہیں اور ہمیشہ مسکراتے چہرے کے ساتھ کام کرتے ہیں۔ امسال اس شعبہ کی طرف سے 5,938 خطوط لکھے گئے ہیں اور گزشتہ چھ سال میں ان خطوط کی تعداد 35,936 بنتی ہے۔

مختلف اخبارات اور پریس کو جو خبریں بھجوائیں اور آرٹیکلز اور خطوط بھجوائے اُن کی تعداد 645 ہے۔ یعنی وہ خطوط اور خبریں یا آرٹیکل جو اخبارات میں شائع ہوچکے ہیں۔ اور گزشتہ سال میں اس پریس سیکشن کی خدمتوں کے نتیجہ میں 9,325 مقالے یا خطوط یا مضامین مختلف اخباروں میں شائع ہوئے ہیں۔

جماعت کی خبریں بھی باقاعدہ یہ بھجواتے ہیں اور جو دشمن حملہ کرتا ہے اسلام پر اُس کے جوابات بھی شائع کرواتے ہیں، اہم مواقع پر پریس ریلیز بھی جاری کرتے ہیں اور پاکستان میں ہونے والے مظالم سے بھی دُنیا کو باخبر رکھتے ہیں۔‘‘

❁…پھر 1991ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر فرمایا:

''پریس اینڈ پبلیکیشن سیل جو یہاں قائم ہے چوہدری رشید احمد صاحب کی قیادت میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کے ساتھ ایک نوجوانوں کی یا انصار کی ایک ٹیم ہے۔ بعض خواتین بھی ان کی مددگار ہیں۔ یہ مسلسل میرے یہاں آنے کے بعد سے پریس سے رابطے اور پریس سے تعلق رکھنے والے ریکارڈ کی حفاظت کا کام کررہے ہیں۔

امسال ان کے شعبہ کی طرف سے چار ہزار 703 خطوط اخبارات کو لکھے گئے ہیں۔ یہ کام صرف جماعت احمدیہ انگلستان کے چند مردوں، عورتوں اور بچوں کا کام ہے۔ اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ اگر ہر جگہ جماعت اسی طرح بیدار ہوکر منظم ہوکر کام شروع کرے تو Public Opinion پر کس طرح وسیع طور پر اثر انداز ہوسکتی ہے۔

112 پریس ریلیز جاری کئے گئے۔ 3,103 خبریں شائع ہوئیں۔ اس پریس سیل کی کوششوں کو خدا تعالیٰ نے نوازا اور اس کے نتیجہ میں یہ کام ہوا۔ اسی طرح اس شعبہ کے تحت اب تک تقریباً چونتیس ہزار اخبارات کے تراشے محفوظ کئے گئے ہیں اور منظم طریق پر یہ کام ہورہا ہے۔ اس سے آپ اندازہ کریں کہ کس طرح احمدی خاموشی کے ساتھ خدمت کرتا چلا جارہا ہے اور ان کی خدمت تو دنیا کو دکھائی دے رہی ہے اور خدمتگار دکھائی نہیں دیتے کیونکہ ان کے اندر ریا کاری نہیں، دکھاوے کی کوئی تمنا نہیں ہے۔ اپنے اپنے کاموں میں ڈوبے ہوئے دنیا کی نظر سے محو اور دُور ان کاموں کو کرتے چلے جارہے ہیں۔ مگر مَیں یقین کرتا ہوں کہ خدا کی پیار کی نظریں ان پر پڑتی ہیں اور یہی ہے انسانی زندگی کا مقصود۔ جس کو خدا دیکھ رہا ہو وہ دوسری دنیا کی نظروں سے مستغنی ہوجاتا ہے اور اسے اس کی احتیاج نہیں رہتی۔''

❁…1992ء کے جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر دوسرے روز کے خطاب میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

''پریس اور پبلیکیشن کے خدمت کرنے والوں نے بھی عظیم الشان خدمات سرانجام دی ہیں۔ یہ سارا شعبہ بھی انگلستان کے طوعی خدمت کرنے والوں کے سپرد ہے۔ انہوں نے سارا سال میں 2,426 خطوط لکھے ہیں۔ جہاں بھی اسلام کے خلاف کوئی اعتراض اٹھتا ہے ان کو ہم نے تربیت دے دی ہے، ان کو سمجھایا ہے کہ کس طرح جوابی حملے کرنے ہیں، کس طرح غلط فہمیوں کو دُور کرنا ہے۔ چنانچہ ملک کے نیشنل اور دوسرے اخبارات میں فوری طور پر جماعت کی طرف سے جوابی کارروائی ہوتی ہے۔ … جو جھوٹی خبریں مسلمانوں کو بدنام کرنے کیلئے پھیلائی گئیں ان کا جواب بھی صرف اور صرف جماعت احمدیہ نے دیا ہے اور یہی شعبہ ہے جو خدا کے فضل سے ان سارے کاموں میں پیش پیش تھا اور پھر ان کے خطوط میں اتنا اثر تھا کہ بعض دفعہ ٹیلیویژن والوں کو معذرت کرنی پڑی کہ ہم نے غلط بات کہی تھی اور کئی ریڈیو والوں نے دعوتیں دی کہ آؤ ہم سے گفت وشنید کرو۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر خدمت کے شعبہ میں جہاں اسلام کی خدمت ہو یا مسلمان کی خدمت ہو جماعت کے خدمت کرنے والے پیش پیش ہیں اور سارے میدان پر خدا کے فضل سے قابض ہیں۔ 307 آرٹیکل مختلف غیر اخباروں میں انہوں نے شائع کروائے ہیں۔ 82 پریس ریلیز، 62 ایکشن میمو تیار ہوئے۔ 72 اخبارات میں 212 مرتبہ جماعت کی خبریں شائع ہوئیں اور کل دنیا کے سو سے زیادہ مختلف اخباروں میں یعنی اب صرف انگلستان کی بات نہیں کررہا 3,315 خبریں شائع ہوچکی ہیں کیونکہ یہ رواج اب پھیلتا چلا جارہا ہے اور زیادہ سے زیادہ ملکوں میں احمدی اب خطوط کے ذریعہ اور آرٹیکلز کے ذریعہ اخبارات سے رابطے کررہے ہیں۔

دنیا بھر میں خطوط کے ذریعہ اسلام کا پیغام پہنچانے والے خطوط کی تعداد 43,065 ہے ایک سال میں۔ اس سے آپ اندازہ کریں کہ کس کثرت کے ساتھ جماعت نیکی کے کاموں میں آگے بڑھتی ہے اور نیک نمونے کو اپنا رہی ہے اور یہ جو نیکی کو اپنانے کی صفت ہے یہ اللہ کو بہت پسند ہے۔ اس صفت میں آپ اور آگے بڑھیں، ان نیکیوں کو پھیلاتے چلے جائیں، قبول کریں اور آگے دیتے چلے جائیں۔ تو پھر دیکھیں خدا کے فضل کس کثرت کے ساتھ آپ پر نازل ہوتے رہیں گے اور آپ کے ساتھ وفا کریں گے۔

اخبارات میں کُل دنیا میں 9,985 خبریں شائع ہوئیں۔ 917 پریس ریلیز ہوئے۔ اس وقت انگلستان میں جو لڑکے اور لڑکیاں یعنی طلباء کے بھی گروپ بنائے گئے ہیں طالبات کے بھی گروپ بنائے گئے ہیں جوان چیزوں میں ہمارے شعبہ کے انچارج رشید چوہدری صاحب کے مددگار ہیں۔ خدا کے فضل سے یہ جتنا انگلستان کا کام ہے یہ 45 طوعی خدمت کرنے والوں نے سرانجام دیا ہے۔''

❁…پھر 1995ء کے جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر حضور رحمہ اللہ نے اپنے خطاب میں فرمایا:

''پریس اینڈ پبلیکیشن کے ذریعے خدا کے فضل سے مسلسل کام آگے بڑھ رہا ہے اور ایک ٹیم جو چوہدری رشید احمد صاحب کی سربراہی میں مصروف عمل ہے وہ خدا کے فضل سے بڑی قربانی پیش کررہی ہے اور کثرت کے ساتھ اسلام کی حمایت میں اخبارات سے، رسائل سے، ریڈیو پروگراموں سے اور ٹیلی ویژن پروگراموں سے رابطے ہیں اور لوگوں کو پتا بھی نہیں لگتا کہ اسلام کے حق میں کس نے آواز اٹھائی مگر خدا کے فضل سے یہ احمدی لڑکے اور لڑکیاں ہیں جو اس کام کو بھی سنبھالے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے وقف میں برکت دے اور ان کی کوششوں میں بہت برکت دے۔''

❁…پھر 1996ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر فرمایا:

''پریس ریلیز اور پبلیکیشنز کا شعبہ بھی جو مرکزی انتظام میں چوہدری رشید احمد صاحب کے تابع کام کررہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی مستعد ہے اور سینکڑوں اخبارات میں جماعت کی طرف سے خبریں شائع ہورہی ہیں اور Public Opinion کو متأثر کرنے کے لئے مثلاً امریکہ اور بڑے بڑے ممالک کو عدل کے قیام کی طرف لانے کے لئے ان کوششوں نے بہت غیر معمولی اثر دکھایا ہے اور یہ اخبارات میں جو خط چھپتے ہیں اگر وہ ایسے مضامین سے تعلق رکھتے ہوں جن کو یہ قومیں جانتی ہیں کہ واقعتاً ان میں ہماری بقا کا راز ہے تو اُن کو وہ اس لئے ردّ نہیں کردیتے کہ پتہ نہیں کسی انجانے لکھنے والے نے لکھا ہے۔ وہ اللہ کے فضل کے ساتھ ان کی طرف توجہ دیتے ہیں، وہ باتیں آگے پھیلتی ہیں۔ چنانچہ بارہا مَیں نے دیکھا ہے کہ ہم نے جو مہم شروع کی اُس کی بازگشت امریکن حکومت کی طرف سے واپس آئی اور بعض مہمات جو شروع کیں اُن کی بازگشت مسلمان ممالک کی طرف سے اس طرح پہنچی کہ جہاں وہ پہلے خرچ کرنے کے لئے آمادہ نہیں تھے وہاں دل کھول کر انہوں نے اُن غریب لوگوں کے حق میں خرچ کرنے شروع کئے جن کی طرف جماعت نے اُن کو خطوں کے ذریعے توجہ دلائی تھی۔ یعنی براہ راست نہیں بلکہ مختلف رسائل اور اخبارات میں اُن کو لکھا کہ دیکھو فلاں جگہ مسلمانوں کی یہ حالت ہے فلاں جگہ مسلمانوں کی یہ حالت ہے دولتوں کے انباروں پر بیٹھے ہوئے کیا کرو گے۔ اس لئے ان کی خدمت کرو۔ چنانچہ بعض نے واقعتاً خط لکھنے والے کے پتے پر یہ لکھا کہ ہم فلاں مسلمان سلطنت کے سربراہ ہیں آپ کی طرف سے جو یہ پیغام اٹھایا گیا تھا ہم آپ کو یہ خوشخبری دیتے ہیں کہ ہم نے دس ہزار یا جتنے بھی ڈالر تھے وہ اس مد میں چندے کے طور پر ادا کردیا ہے۔

تو یہ خاموش خدمتیں ہیں مگر جاری رہنی چاہئیں۔ خواہ اس کے نتیجے میں کوئی احمدی ہوتا ہے یا نہ ہوتا ہے اس سے قطع نظر بنی نوع انسان کی اگر محبت ہے تو پھر محبت ہمیشہ جواب کے تقاضے نہیں کیا کرتی اور ہمیشہ پھل کی تلاش میں نہیں رہتی بلکہ محبت نے تو بے ساختہ اظہار کرنا ہی کرنا ہے۔ اس راہ میں ٹھوکریں بھی پڑیں تب بھی محبت آگے ہی چلتی ہے۔ تو یورپ کی خدمت کریں یا امریکہ کی کریں، جو بھی کریں اگر محبت الٰہی کے نتیجے میں بنی نوع انسان کے سچے پیار کے جذبہ کے ساتھ آپ محبت کریں گے تو خدا ہے جو اِن محبتوں کو ضائع نہیں جانے دے گا۔ دنیا سے جواب کی توقع نہ رکھیں۔ مگر یاد رکھیں کہ خدا کبھی ان خدمات کو بھلایا نہیں کرتا جو اس کی خاطر خدمتیں کرتے ہیں ضرور آسمان سے اُن پر فضلوں کی بارشیں نازل فرماتا ہے۔''

❁…1999ء کے جلسہ سالانہ کے موقع پر اپنے خطاب میں حضور رحمہ اللہ نے پریس اینڈ پبلیکیشن ڈیسک کے کاموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

''…اس کام کا آغاز لنڈن سے ہوا تھا۔ چوہدری رشید احمد صاحب کو اس کا انچارج مقرر کیا گیا تھا جو اب بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام جاری رکھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اور ان کی ٹیم نے مثالی کام کیا ہے اور کررہے ہیں۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

اس سے پہلے اس ٹیم کے نام بارہا پڑھے بھی جاچکے ہیں۔ وہی لوگ ہیں جو مسلسل محنت سے کام کررہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزا دے۔''

………………………………

پریس اینڈ پبلیکیشن سیل کا یہ ریکارڈ متعدد فائلوں میں محفوظ تھا۔ آپ کی نگرانی میں اس کے متعدد اہم تراشے اور دستاویزات سکین ہوکر کمپیوٹر میں بھی محفوظ ہوگئے تھے اور اس کی CD بھی تیار ہوگئی تھی۔

………………………………

پریس ڈیسک کے کام کے علاوہ آپ کو بچوں کے لئے انگریزی زبان میں کتب تیار کرنے کی ذمہ داری حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی طرف سے سونپی گئی تھی۔ حضور رحمہ اللہ کی انگلستان آمد سے قبل بھی آپ نے بعض کتب انگریزی زبان میں لکھی تھیں لیکن جب حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی زیر ہدایت ونگرانی آپ نے یہ کام انجام دیا تو اس کا معیار کئی گنا بڑھ گیا۔ حضور رحمہ اللہ نے باقاعدہ ایک چِلڈرن بُک کمیٹی آپ کی سرپرستی میں تشکیل دی۔ اس کمیٹی میں بعض بچوں اور نوجوانوں کو شامل کیا گیا۔ مکرم چوہدری رشید صاحب اس کمیٹی کے ساتھ حضور رحمہ اللہ سے ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے۔ حضرت صاحب تفصیل سے موضوعات کو سمجھاتے، ہدایت دیتے، رہنمائی فرماتے، بچوں اور نوجوانوں کے سوالات کے جوابات عطا فرماتے غرضیکہ تعلیم وتربیت کا یہ ایک ایسا حسین انداز تھا جس نے ان بچوں میں نہ صرف دین کی محبت اور خدمت دین کے جذبہ کو پروان چڑھایا بلکہ حضرت خلیفۃ المسیح کی پُرشفقت براہ راست رہنمائی اور دعاؤں نے ان کی زندگیوں میں بہت ہی پاکیزہ تبدیلیاں پیدا کیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ تمام بچے آج مختلف حیثیتوں سے جماعت کی توفیق پارہے ہیں۔ مکرم چوہدری رشید احمد صاحب کے اپنے دو بیٹے عزیزم مسرور احمد چوہدری اور عزیزم قمر احمد چوہدری بھی اس کے ممبر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دین ودنیا ہر لحاظ سے بہت برکتوں سے نوازا ہے۔ اس کمیٹی میں بھی زیادہ تر کام مکرم چوہدری رشید احمد صاحب خود ہی کرتے تھے لیکن حسب ہدایات حضرت خلیفۃ المسیح آپ سب ممبران کو ساتھ لے کر ان سے نہایت باریکی میں جاکر ٹیکسٹ کا جائزہ لیتے اور پھر حضور رحمہ اللہ سے ان کی ملاقات کا انتظام کرتے تاکہ وہ براہ راست حضور رحمہ اللہ کی بابرکت صحبت ورہنمائی اور دعاؤں سے فیضاب ہوں۔ یہ سعادت بھی آپ پر خدا تعالیٰ کا ایک بڑا انعام تھا۔

………………………………

اللہ تعالیٰ نے مکرم چوہدری رشید احمد صاحب کو انگریزی اور اردو دونوں زبانوں پر اچھا عبور عطا فرمایا تھا۔ اردو سے انگریزی اور انگریزی سے اردو تراجم بھی بہت معیاری کرتے تھے اور براہ راست انگریزی میں بھی مضامین یا کتب لکھنے کا خوب ملکہ رکھتے تھے۔ بعض کتب جو آپ نے حضور رحمہ اللہ کی ہجرت برطانیہ سے قبل لکھی تھیں انہیں حضور رحمہ اللہ کی ہدایات کے مطابق ریوائز بھی کیا اور ان کے نئے ایڈیشن شائع ہوئے۔ بعض کتب زیر تکمیل تھیں کہ آپ کی وفات ہوگئی۔ آپ نے جو کتب چِلڈرن بُک کمیٹی کے تحت تیار کیں ان میں سے اکثر کتب حضرت خلیفۃ المسیح کی زیر ہدایت مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوکر بھی شائع ہوئیں۔

ذیل میں ان کتب کی ایک فہرست درج کی جاتی ہے جسے مکمل طور پر اَپ ٹُو ڈیٹ یا فائنل تو نہیں کہا جاسکتا لیکن اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس پہلو سے بھی آپ کو کیسی شاندار خدمت کی توفیق عطا ہوئی اور اسے خلافت احمدیہ کی برکت سے کس طرح پذیرائی حاصل ہوئی۔

	Title	Language
1	A Book of Religious Knowledge	English
2	ABC for Muslim Children	English, Danish, Bulgarian, Spanish, Kiswahili, Lithuanian
3	Ahmad and Sarah	English, Bulgarian, Portugese, Albanian, French, Danish, Spanish, Maltese, Bosnian

باقی صفحہ نمبر 8 پر ملاحظہ فرمائیں

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ: محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

بلوچ قوم میں احمدیت کا نفوذ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 2/اپریل 2012ء میں مکرم راشد احمد بلوچ صاحب کے قلم سے ایک تحقیقی مضمون شاملِ اشاعت ہے جس میں بلوچ قوم میں احمدیت کے نفوذ سے متعلق بعض تاریخی امور بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے کے کچھ عرصہ بعد جنوبی پنجاب کے شہر لیّہ کے رہنے والے حضرت فتح محمد بزدار صاحبؓ ابن محترم محمد خان صاحب بزدار نے بیعت کرلی اور 313 کبار صحابہ میں شامل ہونے کی سعادت پائی۔ اگرچہ آپؓ کے سن بیعت کا علم نہیں لیکن آپؓ کا نام حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب ''آریہ دھرم'' میں درج 700 احباب کی فہرست میں شامل فرمایا ہے اور یہ کتاب 1895ء کی ہے۔ آپ کی ایک بہن حضرت غلام فاطمہ بیگم صاحبہ بھی ایک نیک اور پارسا خاتون تھیں اور الہام اور رؤیا و کشوف کے مرتبہ سے مشرّف تھیں۔ انہوں نے 13 مئی 1897ء کو ایک اشتہار طبع کرا کے اپنے الہامات و مکاشفات کی بِنا پر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت بڑے زور کے ساتھ بیان کی اور یہ اشتہار حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت اقدس میں بھی بھیجا۔

یہ اشتہار یوں تھا:

''میری شہادت حقہ کو غور سے سُنو اور پڑھو

مَیں ایک عورت اُمّی عربی اور فارسی سے محض بے خبر ہوں، یہ خدا تعالیٰ کی صریح کرامت ہے کہ عربی میں مجھے الہام ہوتے ہیں اور الہام اور کشف کے رُو سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کی مجھے خبر ہو چکی ہے ...... اور کشف میں مجھے مرزا غلام احمد صاحب دکھلایا گیا ہے اور ایک آواز دینے والے نے مکرّر سہ کرّر پُکار کر کہا کہ مرزا صاحب کی فتح ہوئی ہے ...... اب اگر کوئی میری گواہی مانے یا نہ مانے لیکن میرے الہام کی سچائی کے لئے اِس سے بڑھ کر اور کیا دلیل ہوگی کہ جس زبان میں مجھے الہام ہوتا ہے یعنی عربی میں، اُس سے مَیں بے خبر ہوں۔ لہٰذا یہ اشتہار بطور شہادت و صداقت بذریعہ اپنے بھائی حقیقی فتح محمد بزدار کے شائع کرتی ہوں تا کہ امانت خدا تعالیٰ کی لوگوں میں پہنچا دوں۔ ...... عاجزہ غلام فاطمہ بنت محمد خان بزدار سکنہ خاص شہر لیّہ ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان بذریعہ برادر حقیقی خود فتح محمد بزدار مورخہ دہم ذی الحجہ ۱۳۱۴ ہجری مطابق 13 مئی 1897ء۔''

(عسل مصفّٰی جلد دوم صفحہ 470-468 از مرزا خدا بخش صاحب قادیانی)

حضورؑ نے اپنی کتاب ''ضرورۃ الامام'' میں آپؓ کے ان الہامات و کشوف کا ذکر کر کے ایک شخص کو (جس نے بوجہ اپنے الہامات کے یہ کہا تھا کہ مجھے آپ کی بیعت کی ضرورت نہیں) مخاطب کر کے فرمایا:

''مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ میری جماعت میں اس قسم کے مُلہم اس قدر ہیں کہ بعض کے الہامات کی ایک کتاب بنتی ہے۔ ...... اور بعض عورتیں میری مصدّق ہیں جنہوں نے ایک حرف عربی کا نہیں پڑھا اور عربی میں الہام ہوتا ہے، میں نہایت تعجب میں ہوں کہ آپ کی نسبت اس کے الہامات میں غلطی کم ہوتی ہے، 28 ستمبر 1898ء کو ان کے چند الہامات مجھ کو بذریعہ خط اُن کے برادر حقیقی فتح محمد بزدار کے ملے۔'' (ضرورۃ الامام)

حضرت منشی فتح محمد بزدار رضی اللہ عنہ

حضرت منشی فتح محمد صاحبؓ لیّہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے رہنے والے تھے اور گورنمنٹ انگریزی کے محکمہ ڈاک میں بطور اسسٹنٹ پوسٹ ماسٹر ملازم تھے۔ حضرت اقدس علیہ السلام کی کتاب ''سراج منیر'' کے آخر میں تیاری برائے مہمان خانہ و چاہ وغیرہ کے تحت شامل اسماء میں آپ کا چندہ پانچ روپے اور ''تحفہ قیصریہ'' میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی 1897ء کے تحت آپ کے ایک روپیہ چندہ کا ذکر ہے۔ حضور علیہ السلام کی کتب ''آریہ دھرم'' اور ''کتاب البریہ'' میں بھی آپؓ کا نام درج ہے۔

حضرت فتح محمد صاحب بزدارؓ کی وفات اپریل 1905ء کے آخری ہفتے میں ہوئی۔ آپؓ کے بھائی مکرم محمد حسین صاحب بلوچ نے آپؓ کی وفات کی اطلاع دیتے ہوئے تحریر کیا:

''افسوس کہ نیازمند کا بزرگ بھائی فتح محمد خان بلوچ بزدار اس دنیائے دُوں سے عالم بالا کو چل بسے ہیں۔ ..... بھائی صاحب متقی، پرہیزگار اور ہمارے سر کے سرتاج تھے۔ ان کی وفات کی عجیب کہانی ہے۔ سنگھڑ علاقہ ڈیرہ غازی خان میں احمدی مشن کی تبلیغ بڑے زور سے کر رہے تھے اور اس علاقہ کی احمدی جماعت (جو کہ بے یارومددگار دشمن کے منہ کا شکار تھی) میں ایک نئی روح پھونک دی تھی۔ کوہ سلیمان میں مدفون ہوئے۔ ہرچند کہ ان کی موت قابل رشک ہے لیکن دو ارمان دل کے اندر ہی رہ گئے ایک تو یہ کہ ان کا مزار بے ٹھکانہ ہے دوسرے بسبب بُعد مسافت کے ان سے زندگی میں ملنا درکنار جنازہ میں شامل نہ ہوسکا۔''

آپؓ کے پوتے مکرم سردار محمد عنایت اللہ خان حسرت نے قادیان میں تعلیم اور خاندان حضرت اقدس میں تربیت پائی۔ ان کا انتقال 16 دسمبر 1986ء کو ہوا۔

ڈیرہ غازی خان میں احمدیت کا نفوذ

ڈیرہ غازی خان کی بستی مندرانی میں ایک بزرگ استاد اور عالم فاضل امام مسجد ہوا کرتے تھے جو لوگوں کو عربی اور فارسی کا درس دیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنی وفات سے قبل اپنے شاگردوں کو یہ نصیحت فرمائی تھی کہ حضرت امام مہدی پیدا ہو چکے ہیں، جب وہ دعویٰ کریں تو تم سب اُن کی بیعت کرلینا۔ اُن کی وفات کے بعد اُن کے شاگردوں نے اُن کی نصیحت یاد رکھی اور اُن شاگردوں کی بدولت ہی ڈیرہ غازی خان میں احمدیت کا نفوذ ہوا۔ اُن کے سعادتمند شاگردوں میں سے ایک حضرت محمد شاہ ڈکھنہ صاحبؓ تھے۔

حضرت محمد شاہ ڈکھنہ صاحبؓ

زبانی روایات کے مطابق حضرت محمد شاہ صاحبؓ تحصیلِ علم کے لئے راولپنڈی گئے اور ایک حکیم صاحب سے طبابت سیکھنے لگے۔ یہ حکیم صاحب احمدی تھے چنانچہ اُن کی وساطت سے قادیان پہنچے تا کہ حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب سے فن طبابت سیکھ سکیں۔ قادیان پہنچ کر جہاں آپ نے حضرت مولوی صاحبؓ کی شاگردی اختیار کی وہیں آپ کو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ آپؓ کی رہائش حضرت مولوی صاحب کے کتب خانہ میں اور طعام بھی اُنہی کے ذمہ تھا۔ آپؓ کے قادیان پہنچنے کے ماہ وسال کا علم نہیں ہے لیکن جب کتاب ''ایک غلطی کا ازالہ'' شائع ہوئی تو آپؓ قادیان میں رہائش پذیر تھے۔ یہ کتاب 1901ء میں طبع ہوئی۔

قبولِ احمدیت کے بعد حضرت محمد شاہ ڈکھنہ صاحبؓ نے اپنی بستی مندرانی کے پڑھے لکھے احباب کے نام تبلیغی خطوط لکھنا شروع کئے۔ کچھ عرصہ بعد آپؓ نے حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ کی خدمت میں لکھا کہ بہت دن ہوئے کہ دل سخت مشوّش ہے۔ کیا ایک مہینہ کے لئے وطن جا سکتا ہوں؟ حضرت مولانا صاحبؓ نے جواباً تحریر فرمایا: ''السلام علیکم! میرے خیال میں تو حرج نہیں مگر حضرت صاحب سے اجازت لینا چاہئے۔ نورالدین''۔

حضرت مولوی صاحب کی اس تحریک پر آپ نے سیدنا مسیح موعودؑ کی خدمت اقدس میں یہ مکتوب لکھا:

''عرض خاکسار یہ ہے کہ مدت سے خاکسار نابکار گھر سے اس نیت پر کہ علم حاصل کروں نکلا تھا تو بعد تکلّفاتِ کثیرہ سفر کے اور بکثرت عبادت قبروں اور پیرپرستی کے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے اس نابکار کو حضور کے قدموں پر لایا اور حضور کی کتابوں سے ہی علم حاصل کیا۔ ... ... اور اب مَیں چاہتا ہوں کہ گھر کو جاؤں اور اپنے اہل واقارب کو ملوں اور دیکھوں کہ حضور کی تبلیغ کو قبول کرتے ہیں یا نہیں؟ امید ہے کہ اکثر قبول کرلیں گے۔ تو اس لئے حضور سے اجازت چاہتا ہوں کہ حضور دعا فرمائیں کہ میں گھر جاؤں اور ان کی شرارتوں سے اللہ تعالیٰ محفوظ فرماوے۔''

حضورؑ نے آپؓ کے خط کی پشت پر تحریر فرمایا:

''انسان جب سچے دل سے خدا کا ہو کر اس کی راہ اختیار کرتا ہے تو خود اللہ تعالیٰ اس کو ہر یک بلا سے بچاتا ہے اور کوئی شریر اپنی شرارت سے اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتا کیونکہ اس کے ساتھ خدا ہوتا ہے۔ سو چاہئے کہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کو یاد رکھو اور اس کی پناہ ڈھونڈو اور نیکی اور راست بازی میں ترقی کرو اور اجازت ہے کہ اپنے گھر چلے جاؤ اور اس راہ کو جو سکھلایا گیا ہے فراموش مت کرو کہ زندگی دنیا کی ناپائیدار اور موت درپیش ہے۔ اور مَیں انشاءاللہ دعا کروں گا۔ غلام احمد''۔

چنانچہ اجازت ملتے ہی آپ بستی مندرانی تشریف لائے۔ آپؓ کی تبلیغی مساعی کے نتیجے میں 15/افراد نے تحریری بیعت کی جن میں سے درج ذیل آٹھ افراد کو مختلف مواقع پر قادیان پہنچ کر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی دستی بیعت کرنے کی سعادت بھی ملی:

1۔ حضرت حافظ فتح محمد صاحبؓ۔ 2۔ حضرت حافظ محمد صاحبؓ۔ 3۔ حضرت نور محمد صاحب مندرانیؓ۔ 4۔ حضرت نور محمد صاحبؓ۔ 5۔ حضرت اللہ بخش صاحبؓ۔ 6۔ حضرت محمد صاحبؓ (حجام)۔ 7۔ حضرت محمد عثمان صاحبؓ۔ 8۔ حضرت قاضی مسعود صاحبؓ۔

اس کامیاب سفر کے بعد حضرت محمد شاہ ڈکھنہ صاحبؓ قادیان مراجعت فرما گئے مگر جونہی موقعہ ملتا آپؓ ڈیرہ غازیخان تشریف لاتے اور تبلیغی و تربیتی امور سرانجام دیتے۔ آپ کی تبلیغ سے احمدی ہونے والے ایک بزرگ وجود حضرت مولوی محمد ابوالحسن صاحب بھی تھے۔

حضرت مولوی محمد ابوالحسن صاحبؓ

حضرت مولوی محمد ابوالحسن صاحب کو ڈیرہ غازیخان میں احمدیت کی تبلیغ کا بانی کہا جاتا ہے۔ آپ کو 1900ء میں احمدیت قبول کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت حافظ فتح محمد صاحبؓ کا خط (24 ستمبر 1901ء کے اخبار الحکم میں شائع ہوا کہ: ''خدا کے پیارے امام الزماں۔ علیک الصلوٰۃ والسلام۔ مولوی ابوالحسن صاحب کی بیعت حضور منظور فرما کر ان کو مطلع فرماویں۔ یہ مولوی صاحب موصوف مولوی نذیر حسین کے مشہور شاگرد اور پکے موحد اور ضلع ڈیرہ غازیخان کے علاقہ میں جلیل القدر عالم ہیں۔ انہوں نے ہاتھ سے بیعت کا خط لکھ کر روانہ حضور کیا ہے۔ ... ان کے ساتھ تین اور شخصوں نے بیعت کی ہے۔ ان کی بیعت قبول ہو حافظ فتح محمد مندرانی۔ عیسیٰ خان صاحب۔ فتح محمد صاحب کلاں ... ضلع ڈیرہ غازیخان۔''

حضرت مولوی صاحب بہت نیک انسان تھے۔ آپ آخر دم تک ضلع میں پیغام حق پہنچانے میں کوشاں رہے اور ضلع میں بڑی بڑی جماعتیں آپ ہی کے ذریعے سے قائم ہوئیں۔ خاص طور پر بستی رنداں جو ساری کی ساری احمدی ہے۔ کچھ عرصہ آپ اس بستی میں مقیم بھی رہے۔

سندھی بلوچوں میں احمدیت کا نفوذ

وادیٔ سندھ میں بسنے والے بلوچوں میں بھی احمدیت کا نفوذ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں ہی ہو گیا تھا جب ضلع نوشہروفیروز کے ایک سعید فطرت حضرت ماسٹر محمد پریل صاحبؓ گوپانگ نے بیعت کی اور پھر لمبا فاصلہ طے کر کے قادیان پہنچے اور قریباً دو ماہ قادیان میں رہے۔ آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کی آمد کا علم سندھ کے پہلے صحابی ہونے کا اعزاز حاصل کرنے والے حضرت اخوند حکیم محمد رمضان صاحبؓ کے ذریعہ ہوا تھا جنہوں نے 1897ء میں قادیان جا کر حضورؑ کی بیعت کی سعادت حاصل کی تھی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 20 جنوری 2012ء میں مکرمہ امۃالرشید بدر صاحبہ کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی والدہ ماجدہ حضرت ناصرہ بیگم صاحبہ (رحمہا اللہ) کی یاد میں کہی گئی ہے۔ اس طویل نظم سے انتخاب پیش ہے:

خدا کے انعامات ، افضال ، رحمت
چلی ہے سمیٹے ہوئے سُوئے جنت
تیرا طوف کرتی رہی ہیں ہمیشہ
قیادت ، سیادت ، سعادت ، نجابت
تری عظمتوں کی تیری رفعتوں کی
زمانے نے دی سو برس تک شہادت
ہے مشہور تیری وفائے خلافت
وہ شانِ اطاعت وہ ذوقِ ارادت
مثالی ہی دیکھی ہیں اہلِ جہاں نے
تیری فہم اور عقل و دانش ، فراست
....
وہ فرزند جو ہیں خلیفہ ہمارے
رہے ان پہ ہر آن مولا کی رحمت
جماعت کے غم ہوں کہ یا ذات کے ہوں
ہے ہنس کر ہی ان کو اٹھانے کی عادت
خدایا تُو سب بار ان کے اٹھا لے
عطا کر انہیں شادمانی بشاشت
تُو رکھ ان کو خود اپنی حفظ و اماں میں
اور ہمراہ ہو تیری تائید و نصرت

آپؓ کی تحریک پر حضرت ماسٹر محمد پریل صاحب نے قادیان کا سفر اختیار کیا اور جولائی 1905ء میں حضورؑ کی بیعت کی۔ چنانچہ سندھ کے بلوچوں میں احمدیت کا نفوذ آپ کے ذریعہ ہوا۔

بلوچستان میں احمدیت کا نفوذ

1897ء میں ریاست قلّات کے سابق والی حضرت میر خداداد خان صاحبؓ نے بیعت کی تھی۔ پھر 1904ء کے بعض صحابہ کی فہرست میں آپؓ کا نام بھی شامل ہے اور لکھا ہے کہ ''اس سال سابق والی قلّات میر خداداد خان صاحب حضرت مسیح موعود کے حلقہ غلامی میں شامل ہوئے''۔ قرین قیاس یہی ہے کہ اس علاقہ میں آپ سب سے پہلے بلوچ احمدی تھے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

...۞...۞...۞...

''مضامین شاکر''

آپ کی نظر سے بھی یقیناً بعض ایسی کئی کتب گزری ہوں گی جن کی ورق گردانی شروع کی جائے تو دلچسپ مضامین اپنی گرفت سے نکلنے ہی نہیں دیتے ایک ایسی ہی کتاب ''مضامینِ شاکر'' (حصّہ اوّل) ہے جو سوا تین صد صفحات پر مشتمل ہے۔ محترم عبدالرحمٰن شاکر صاحب مرحوم (ابن حضرت نعمت اللہ گوہر صاحبؓ) ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ نے ایسے اچھوتے رنگ میں مؤثر تربیتی مضامین تحریر کئے جو ''الفضل'' ربوہ کی زینت بنے اور قارئین کی روح تک کو سیراب کر گئے۔ مرحوم شاکر صاحب کی پچاس سالہ ادبی و علمی کاوشوں میں سے ایک خوبصورت انتخاب مدوّن کر کے شائع کروانے کی سعادت اُن کے بیٹے مکرم کلیم احمد صاحب اور بیٹی مکرمہ رِبقہ زاہدہ صاحبہ (سابقہ پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ) کو حاصل ہوئی۔ اپنے مرحوم بزرگوں کی شاندار ادبی کاوشوں کو محفوظ کرنا ایک صدقہ جاریہ ہے اور یقیناً ایک قابل ستائش عمل بھی۔

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے رسالہ ''انصارالدین'' مارچ و اپریل 2012ء میں کتاب پر تبصرہ اور چند ایمان افروز مضامین میں سے انتخاب خاکسار (محمود احمد ملک) کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔ یہ خوبصورت انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

اِنفاق فی سبیل اللہ کی برکات

اگر کوئی پوچھتا ہے کہ تم کو تمہارے مرزا صاحب نے کیا دیا تو مَیں کہا کرتا ہوں کہ حضور علیہ السلام نے ہم کو دو ایسی چیزیں دی ہیں جن کی نظیر نہیں ملتی۔ ایک اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کی توفیق۔ دوسرے دُعا کرنے کا گُر۔

آجکل خُدا کی راہ میں روپیہ خرچ کرنا ہی ایک قسم کا بڑا جہاد ہے۔ ایک احمدی دوست کا واقعہ سُنیے جس نے تبلیغ احمدیت کے لئے اپنا بہت سامال خرچ کیا، تکلیف اُٹھائی مگر خدا تعالیٰ نے اس کے بدلہ میں اسے بے شمار اور ایسے طریق سے دیا کہ اُس کے وہم و گمان میں بھی نہ آسکتا تھا۔

ضلع لاہور کے گاؤں 'لدھیکے نیویں' میں ایک احمدی جھنڈے خاں رہا کرتا تھا۔ انہیں تبلیغ کا جنون تھا۔ چنانچہ اُن کی مخالفت بھی بڑھتی گئی۔ آدمی غریب تھے زمین بھی تھوڑی تھی اور وہ بھی آہستہ آہستہ ہندو ساہوکار کے پاس رہن ہوگئی۔ فصل جو تھوڑی بہت آتی وہ ساہوکار ہی لے جاتا۔ ایک موقعہ ایسا بھی آیا کہ چوہدری جھنڈے خاں نے بوریوں میں ''پھک'' (یعنی چاولوں کا چھلکا) بھروا کر اندر رکھوالی تاکہ لوگوں پر یہی ظاہر ہو کہ غلّے کا انبار لگ رہا ہے۔ وہ خود اور اُن کی اہلیہ کھیتوں میں گرے ہوئے گندم کے خوشے چُن کر کچھ عرصہ گزر اوقات کرنے کا سامان کر لیتے۔ غرض یہ کہ نہایت تنگی کے دن تھے۔ کچھ عرصہ بعد ساہوکار نے تمام رقم کی واپسی کا تقاضا شروع کردیا۔ اسی گھبراہٹ میں اُن کو خیال آیا کہ قادیان جا کر مقامات مقدّسہ پر دُعا کروں تو ممکن ہے خدا تعالیٰ کوئی سبیل مخلصی کی نکال دے۔ مگر قادیان جانے کا کرایہ بھی نہ تھا۔ مجبوراً پیدل چل کر کئی دنوں میں وہاں پہنچے۔ مسجد مبارک میں نمازِ عشاء کے بعد دو نفل پڑھے اور نہایت عاجزی سے دُعا کی۔ چونکہ سخت اضطراب کی حالت تھی دُعا میں مُنہ سے یہ الفاظ نکلے: ''مِرزیاہُن میری لاج تُوں رکھ''۔

تھکے ماندے تو تھے ہی وہیں فرش پر لیٹ گئے اور خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے ہیں اور کہا کہ تمہارے گاؤں کے باہر جو 'تھہ' ہے وہ جا کر خرید لو۔ چنانچہ قادیان سے پیدل ہی واپس اپنے گاؤں آئے اور تھہ کی خریداری کا ارادہ کرلیا۔ یہ سیم زدہ ناکارہ زمین اُن کے ایک غیر احمدی عزیز کی تھی اُن سے کہا کہ بولو 'تھہ' کو فروخت کرتے ہو؟ اُس نے بھری مجلس میں کہا کہ اسے لے کر کیا کرو گے؟ یہ بولے تم قیمت بتاؤ۔ وہ کہنے لگے تم ہمیشہ گھاٹے کا سودا کر لیتے ہو۔ پہلے احمدیت قبول کر کے کیا نفع پایا ہے جو اب 'تھہ' کا سودا کرنے لگے ہو۔ غرضیکہ بیس روپے میں سودا طے ہوگیا۔ جھنڈے خاں نے اُسی ہندو سے بیس روپے لے کر ادا کر کے زمین کاغذاتِ سرکار میں اپنے نام منتقل کرالی۔

اُنہی دنوں جنگ عظیم اوّل جاری تھی۔ انگریز افسر فوجی بھرتی کے لئے گاؤں گاؤں پھرا کرتے تھے۔ ایک انگریز افسر مع فوج کے اِن کے گاؤں میں آیا اور تھہ کے قریب خیمے لگوائے۔ نمبردار حاضر تھا۔ صاحب نے پوچھا کہ یہ زمین کس کی ہے؟ نمبردار نے کہا کہ ایک غریب سے آدمی کی ہے۔ اُس نے کہا کہ صبح اُسے بلوا لو۔ نمبردار نے گاؤں کے چوکیدار کے ذریعہ جھنڈے خاں کو کہلوا بھیجا کہ کل صبح تم نے صاحب کے پیش ہونا ہے کہیں چلے نہ جانا۔ یہ بیچارے بہت ڈرے کہ کہیں نمبردار احمدیت کے بُغض کی وجہ سے مجھے فوج میں نہ بھرتی کروادے۔ غرض کہ رات پریشانی میں گزاری اور صبح صاحب کے پاس چلے گئے۔ صاحب نے کہا کہ یہ زمین تھہ والی کیا آپ کی ہے؟ جواب دیا کہ بس سرکار کی ہے۔ صاحب نے قیمت پوچھی۔ یہ کہنے لگے سرکار کے نام منتقل کرا دیتا ہوں، قیمت کیا لینی ہے۔ مطلب یہ تھا کہ کہیں بھرتی نہ کر لینا زمین لے کر میری جان چھوڑو۔ آخر کہا کہ میرے ذمہ کچھ قرضہ ہے وہ اُتار دو۔ صاحب نے بتایا کہ اس کی بہت زیادہ قیمت ہے۔ ہم یہاں پر سے قلمی شورہ لے کر بارود بنائیں گے جو جرمنوں کے خلاف استعمال ہوگا۔ پھر پٹواری کو بلا کر وہ زمین سرکاری لکھ لی گئی اور جھنڈے خاں کو کہا جاؤ تم کو قیمت گھر بھجوا دیں گے۔

کئی ماہ بعد ایک دن تحصیل لاہور کے سرکاری پیادے گاؤں میں آئے۔ وہ چاندی کے روپے چھ بوریوں میں خچروں پر لاد کر لائے تھے۔ (کاغذی نوٹ اس زمانہ میں بہت ہی کم تھے)۔ روپیہ ڈھیر کر کے رسید لے کر وہ رخصت ہوئے تو جھنڈے خاں خوشی خوشی ہندو ساہوکار کے گھر گیا اور کہا کہ آ کر اپنی تمام رقم لے جاؤ۔ وہ ہندو بڑی عاجزانہ وضع بنا کر بہی کھاتہ بغل میں لئے آیا۔ ابھی یہ رقم گِننے ہی لگے تھے کہ اُس نے چیخ مار کر چارپائی سے چھلانگ ماری اور باہر بھاگ گیا۔ رنگ اُس کا زرد ہو گیا اور نہایت عاجزی سے کہنے لگا کہ مجھے تمام روپیہ وصول ہو گیا ہے میری بہی مجھے دیدو میں رقم کاٹ دوں گا۔ جھنڈے خاں نے بہت کہا کہ اندر تو آؤ۔ روپیہ تو لے لو مگر اس نے ایک پیسہ نہ لیا اور سخت سہمی ہوئی حالت میں واپس چلا گیا اور پھر کبھی روپے کا مطالبہ نہ کیا۔ (غالباً اسے کشفی حالت میں کوئی ہیبت ناک منظر دکھائی دیا ہوگا)۔ اس کے بعد چوہدری جھنڈے خاں صاحب نے ترنڈا (نزد رحیم یار خان) زرعی زمین خریدی اور بڑے مزے سے باقی زندگی گزاری۔ اُن کی اولاد اور جماعت یہاں موجود ہے۔

....

تربیّتِ اولاد

جُوں جُوں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ ہم سے دُور ہوتا جارہا ہے نورِ نبوت کم ہوتا جارہا ہے۔ اس لئے ہم کو چاہئے کہ اپنے بچوں کی تربیت ایسے رنگ میں کریں کہ بعد میں کوئی پچھتاوا نہ ہو۔ ہمارے بزرگوں نے احمدیت کو پرکھ کر بڑی گراں قیمت دے کر خریدا ہے۔ اگر ہماری اولادیں اس مقدس ورثہ کو بھلا دیں تو ہمارے لئے وہ دن سخت مصیبت کا ہوگا۔

'تربیت اولاد' کے اندر بڑے وسیع معانی ہیں۔ پیدائش کے بعد کان میں اذان دینے سے اس کا آغاز ہوتا ہے جو عمر بھر جاری رہتا ہے۔ یہ کام آسان نہیں تاہم جس گھرانے پر اللہ کا فضل ہو وہاں کے مرد اور سمجھدار خواتین یہ کام بڑی ذمہ داری سے کرتے ہیں۔ تربیت کے چند پہلو مثالوں سے پیش ہیں:

☆ 1925ء میں خاکسار نے میٹرک کا امتحان دیا تو حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحبؓ نے مجھ سے دریافت فرمایا: اب کیا کرو گے؟ مَیں نے جواب دیا: آوارہ گردی کریں گے۔ آپؓ کو بہت غصہ آیا اور مجھے حکم دیا کہ ہسپتال میں آ کر مریضوں کا رجسٹر لکھا کرو، آوارہ نہیں پھرنا۔ مَیں اُن کے سامنے بیٹھا رجسٹر لکھتا رہتا اور آپ گہری نگاہوں سے مجھے گھورتے رہتے اور مجھے یوں محسوس ہوتا کہ کوئی چیز میرے اندر سمائی جارہی ہے۔ آپ کی صحبت کی یاد اب تک دل کو گرماتی رہتی ہے۔

☆ حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ ہمیں نویں جماعت میں انگریزی گرامر پڑھارہے تھے۔ لیکن مَیں ریاضی کے سوالات نقل کررہا تھا۔ آپؓ نے دیکھ لیا اور فرمایا یہ کیا کررہے ہو؟ میں چُپ رہا۔ فرمانے لگے کہ آپ کلاس سے باہر چلے جائیں۔ مَیں جا کر برآمدے میں کھڑا ہوگیا۔ ایک منٹ کے بعد مولانا میرے پاس تشریف لائے اور فرمایا: ''آپ اب کلاس میں تشریف لاسکتے ہیں''۔ وہ ندامت اب تک دل پر ہے اور مولانا کے اخلاق عالیہ کا اثر جو میرے دل پر ہے وہ کچھ میں ہی جانتا ہوں۔

☆ حضرت بھائی عبدالرحیم صاحبؓ (سابق سردار جگت سنگھ) حضرت مسیح موعودؑ کے رنگ میں رنگین اور دینیات و عربی کے بہترین استاد تھے اور بورڈنگ میں ہمارے ٹیوٹر تھے۔ ایک روز نماز کے وقت ایک غیر احمدی لڑکا جو بڑے امیر خاندان کا اکلوتا بیٹا تھا کہنے لگا کہ میرا تو نماز پڑھنے کو دل نہیں چاہتا۔ اُس وقت مَیں نے دیکھا کہ بھائی جی کے اندر ایک بگولہ سا اٹھا مگر کمال ضبط کے ساتھ فرمایا: ''اگر تمہارا دل نہیں چاہتا تو نماز نہ پڑھو''۔ دوسرے تمام لڑکے نماز کے لئے چلے گئے۔ وہ اکیلا کمرہ میں بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد ضمیر نے اسے جھنجوڑا اور وہ آ کر نماز میں شریک ہوگیا۔ نماز کے بعد وہ بھائی جی کے آگے پیچھے پھرتا رہا تا دیکھ لیں مگر اُنہوں نے آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھا۔

چند روز کے بعد بھائی جی کو کہنے لگا کہ میری بیعت کرادیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ اپنے والدین سے تحریری اجازت منگوالو ورنہ مشکل ہے۔ اُس کے والدین نے لکھا کہ ہم نے تم کو قادیان میں نیک صحبت اور بہتر تعلیم کے لئے بھجوایا ہے۔ یہ بڑی سعادت ہے اگر تمہارا دل چاہتا ہے تو بیعت کرلو۔ چنانچہ اُس نے بیعت کرلی۔

اگر اس کے نماز کے انکار پر بھائی جی ڈنڈا لے کر اُسے مارتے تو بجا تھا۔ مگر اُن کی حکمت اور دلی دعاؤں اور تحمّل اور بردباری نے کام بنادیا۔

☆ حضرت حکیم عبیداللہ بسملؓ بہت بڑے عالم، حکیم، فلسفی اور فارسی دان بزرگ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اُن کو اپنی جماعت کا فردوسی فرمایا۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ فرماتے تھے کہ ''کاش مجھے عبیداللہ جتنی فارسی آتی ہو''۔

خاکسار اپنا فارغ وقت اُن کی خدمت میں گزارا کرتا تھا۔ آپؓ نے فارسی نظم میں فلسفہ حیاتِ انسانی پر کتاب 'حیاتِ بسمل' لکھی۔ جب چھپ کر آئی تو مجھ سے پوچھا کہ کیسی ہے کتاب؟ میری بیوقوفی کہ مَیں نے جوش میں کہہ دیا کہ یہ نام درست نہیں۔ پوچھا: کیا چاہئے؟ میں نے کہہ دیا 'رقص بسمل' چاہئے۔ صاف ظاہر ہے کہ میری نادانی تھی۔ مولوی صاحب نے سخت بُرا منایا اور چہرہ سُرخ ہوگیا۔ مَیں یہ حالت دیکھ کر وہاں سے بھاگا اور تین دن متواتر اُن کے ہاں نہ گیا تو ایک رات دس بجے کے قریب آپؓ خود ہمارے گھر تشریف لائے۔ والد صاحب نے پوچھا کہ ایسا کیا کام تھا جو اِس وقت تشریف لائے ہیں۔ فرمایا: ''عبدالرحمٰن شاکر ناراض ہوگیا ہے اُسے منانے آیا ہوں۔ تین دن سے ملنے نہیں آیا''۔ جب والد صاحب کو تمام واقعہ کا علم ہوا تو مجھے بہت سخت سست کہا اور کہا کہ فوراً معافی مانگو۔ مَیں مولوی صاحب کے قدموں میں بیٹھ گیا اور معافی چاہی۔ دیکھئے کہ اس عالمِ بے بدل نے میری اصلاح کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا۔

☆ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ میرے حال پر بہت مہربان تھے۔ خاکسار ایک دن ننگے سر جامعہ احمدیہ قادیان چلا گیا تو آپؓ فرمانے لگے کہ جاتے ہوئے مجھ سے مِل کر جانا۔ مَیں حاضر ہوا تو مجھے دُور لے گئے اور فرمایا کہ تمہارے دوست تم سے پوچھیں گے کہ میر صاحب سے کیا بات ہوئی مگر کسی کو کچھ نہ بتانا۔ مَیں نے کہا درست ہے۔ پھر میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: ''دیکھو! شریف زادے ننگے سر نہیں پھرا کرتے''۔

☆ اسی طرح ایک نہایت اہم چیز جو بچوں کے ذہنوں میں جاگزیں کرائی جائے وہ خلیفۂ وقت کی عظمت اور مرکزِ سلسلہ کی اہمیت ہے۔

....

''گُل شگفت''

خلّاقِ اعظم نے مٹی میں کچھ ایسی تاثیر رکھی ہے کہ اگر ہم ایک ہی جگہ میں مرچ، کیلا، آم، چنے وغیرہ بو دیں تو سب کا ذائقہ اور تاثیر ایک دوسرے سے مختلف ہوگی۔ اسی طرح باغ میں مختلف اقسام کے پھول ہوتے ہیں۔ مگر سب کی رنگت، خوشبو اور تاثیر الگ ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک گھرانے میں ایک ہی والدین کے بچے مختلف ناک، نقشہ، رنگت اور طبائع لے کر پیدا ہوتے ہیں۔

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان میں بھی دو بچے ایسے پیدا ہوئے کہ ایک کی خوشبو سے زمانہ معطر ہوگیا اور دنیا کے ہر گوشے میں اس کے نام لیوا دن بدن بڑھتے جارہے ہیں مگر دوسرے نے دنیا میں ایک ناپسندیدہ فضا پیدا کی کہ اب اس کا نام جاننے والا بھی کوئی نہیں ہے۔

حضرت اقدسؑ کے ایک چچا مرزا غلام محی الدین تھے۔ اس کے تین بیٹے تھے یعنی مرزا امام دین، مرزا نظام دین اور مرزا کمال دین۔

مرزا نظام دین میں اس قدر درشتگی تو نہ تھی جو مرزا امام دین کی طبیعت کا خاصہ تھا۔ مگر تاہم وہ مخالف اقدام میں اپنے بھائی کے شریک کار تھے۔ ان سب کے متعلق خدا تعالیٰ نے بذریعہ الہام بتا دیا تھا کہ یَنْقَطِعُ اٰبَآئُکَ وَیُبْدَءُ مِنْکَ یعنی تیرے آباء کی نسل کاٹ دی جائے گی اور تجھ سے شروع ہوگی۔ مرزا نظام دین کے لڑکے مرزا گل

محمد صاحب حضرت خلیفة ثانیؓ کی بیعت کر کے اس الہام کی زَد سے بچ گئے اور اب ان کی اولاد موجود ہے۔

تیسرے بھائی مرزا کمال دین بالکل تارک الدنیا ہو کر قصبہ قادیان کے باہر موجود باغ بہشتی مقبرہ کے جانب غرب اپنے مختصر سے باغیچے میں رہا کرتے تھے وہیں پر اُن کی قبر بھی ہے۔ یہ شخص بے ضرر انسان تھا۔ طبّ میں اچھی مہارت تھی ان کے بعض نسخے بڑے کامیاب تھے۔ مرزا امام دین نے حضرت اقدسؑ کے مکان کے سامنے جو دیوار بنا کر دروازہ بند کر دیا تھا اس میں مرزا کمال دین نے جج متعلقہ کو اپنی تحریر بھجوادی تھی کہ میرا کسی سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ (تحریر مورخہ 12؍فروری 1900ء)

مرزا امام دین نے جب حضرت اقدسؑ کی طرف خَلق کا رجوع دیکھا تو ان کے دل میں حسد پیدا ہوا۔ انہوں نے بھی اپنے گرد چوہڑوں کا ایک گروہ اکٹھا کر لیا اور وہ قادیان میں بالمیک کے نام کا مندر بنا کر سنکھ بجاتے۔ گھڑیال بجاتے اور ''دید'' کرتے یعنی آنکھیں بند کر کے خدا کے تصوّر میں مگن ہوتے۔ مرزا امام دین کی طبیعت دہریت کی طرف شدّت سے مائل تھی اور طبیعت میں بیحد استہزاء اور لغویت تھی۔ حُقّہ کے بڑے رسیا تھے۔ طبقہ جہلاء سے خوب گاڑھی چھنتی تھی۔ حضرت اقدسؑ کو دکھ دینے کے لئے ہر ایذارسانی کی سکیم میں یہ ضرور شریک ہوتے اور جو شخص بھی حضرت کے خلاف محاذ کھڑا کرتا اس کے شریک ہو جاتے تھے۔

حضرت اقدسؑ کی کتاب ''براہین احمدیہ'' کے شائع ہونے کے بعد آسمان سے وحیٔ حقی کے ماتحت جب سعید طبع لوگوں نے قادیان کا رُخ کیا تو مرزا امام دین نے اپنے رسالہ ''گل شگفت'' میں لکھا کہ ہم نے قادیان میں بالمیک جی کے مذہب کو فروغ دینے کے لئے مندر بنایا ہے جہاں ہر شام سنکھ بجایا جاتا ہے اور دید کی جاتی ہے لوگوں کو چاہیے کہ جوق در جوق آ کر شامل ہوں۔ کچھ عرصہ سے ہمارے قریبی رشتہ دار نے ایک دکان سجائی ہے اور من گھڑت الہام سُناتا ہے۔ اپنے مذہب کو فروغ دینے کے لئے اس نے کچھ لوگ اپنے گرد جمع کر لئے ہیں ان میں سے چار ٹھگ خاص طور پر مشہور ہیں۔ ایک جمّوں سے نکالا ہوا حکیم نور دین ہے۔ دوسرا سیالکوٹ کا کریم بخش ہے۔ تیسرا محمد احسن ہے اور چوتھا بھیرہ کا فضل دین ہے۔ مرزا غلام احمد جو الہام گھڑتا ہے یہ چاروں اس پر صاد کر دیتے ہیں۔ اے عوام الناس! اگر یہ شخص سچا ہوتا تو سب سے پہلے ہم اسے مانتے مگر یہ شخص مکّار ہے۔ سچ ہے:

دنیا کمائیے مکر سے   روٹی کھائیے شکّر سے

لوگوں کو چاہئے کہ اس کے دام میں ہرگز نہ آئیں۔ (مفہوم)

''گل شگفت'' کے علاوہ مرزا امام دین نے ''دین حق'' اور ''دو کافروں کی کہانی'' کتابچے بھی لکھے۔

جب حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ پہلی مرتبہ 1884ء میں قادیان تشریف لائے تو حضرت نے یکّے والے کو واپسی کے لئے کرایہ بھی ادا کر دیا تھا۔ یکّے والا حضرت مولانا کو مرزا امام دین کے دیوان خانہ میں لے گیا۔ آپؓ نے دیکھا کہ ایک شخص چارپائی پر بیٹھا حُقّہ پی رہا ہے اور اردگرد زمین پر چند نہایت ادنیٰ قسم کے لوگ بیٹھے ہیں۔ آپؓ نے لکھا ہے کہ جب میری نظر اس شخص پر پڑی تو طبیعت نے کہا کہ یہ شخص ''براہین احمدیہ'' کا مصنّف ہرگز نہیں ہوسکتا۔ اتنے میں مرزا امام دین نے خود ہی پوچھ لیا کہ کیوں صاحب! آپ نے مرزا غلام احمد صاحب سے ملنا ہے؟ تو حضرت مولانا کی جان میں جان آئی۔ مرزا امام دین نے ایک آدمی کو کہا کہ ان کو مرزا صاحب کے مکان کا رستہ دکھادے۔

'سیرة المہدی' میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت اقدسؑ اپنے والد کی پنشن کی رقم وصول کرنے گئے۔ تو مرزا امام دین بھی ہمراہ ہو گیا اور اس نے وہ روپیہ ادھر اُدھر خرچ کروادیا۔ نیز ایک دفعہ مرزا امام دین نے حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب کو قتل کرنے کا بھی منصوبہ بنایا تھا۔

جب لیکھرام نے حضورؑ کی توہین کی مہم شروع کی اور وہ آریہ سماج کا پراپیگنڈہ شدّومد سے کرنے لگا تو مرزا امام دین نے لاہور پہنچ کر لیکھرام سے درخواست کی کہ وہ قادیان آکر وہاں پر آریہ سماج کی شاخ کھولے اور کہ مرزا صاحب خود بھی ممبر بنیں گے اور فی الواقعہ وہ ممبر بن بھی گئے۔ یہ 1885ء کا واقعہ ہے۔ (مجدّد اعظم حصّہ اوّل)

مرزا امام دین نے 5؍جنوری 1900ء کو حضرت اقدس علیہ السلام کے مردانہ حصہ کے دروازہ کے سامنے ایک دیوار اس طرح سے کھنچوادی کہ مہمانوں کو مسجد مبارک میں جانے کے لئے بہت لمبا رستہ طے کر کے ہندو بازار میں سے گزر کر آنا پڑتا تھا۔ نیز مشترکہ خاندانی کنوئیں سے پانی لینے سے بھی منع کر دیا۔ اس پر حضورؑ نے اپنے چند دوستوں کو مرزا امام دین کے پاس بھجوایا اور ان سب کو سخت تاکید کی کہ اس کے ساتھ گفتگو کرتے وقت نہایت تحمل اور نرمی سے گفتگو کی جائے۔ مگر وہ فوراً ہی مشتعل ہو گیا اور نہایت غصّے سے کہنے لگا کہ ''وہ خود کیوں نہیں آیا'' اور گالیاں دینے لگ گیا۔ وفد ناکام واپس آیا۔ انہی دنوں کمشنر لاہور ڈویژن قادیان کے ایک قریبی گاؤں ہرچووالی میں نہر کے بنگلے میں ٹھہرا ہوا تھا، وفد اس سے بھی جا کر ملا مگر اس نے بھی ایک نہ سنی اور کہا کہ تم مجھ پر رعب ڈالنے آگئے ہو۔ وغیرہ

حضرت اقدسؑ دعاؤں میں لگے رہے اور مجبوراً عدالت میں نالش کر دی۔ مقدمہ جیتنے کی قطعاً امید نہ تھی کیونکہ متعلقہ زمین سرکاری کاغذات سے مرزا امام دین کی ملکیت ثابت ہوتی تھی۔ حتیٰ کہ حضورؑ کے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب کی بھی یہی رائے تھی کہ کچھ روپیہ ادا کر کے امام دین سے راضی نامہ کر لیا جائے۔

اب حضور کی دعاؤں نے اثر دکھلایا۔ الہام ہوا کہ (ترجمہ) چکّی پھرے گی اور قضاوقدر نازل ہوگی یہ خدا کا فضل ہے جس کا وعدہ دیا گیا ہے یہ ضرور آئے گا اور کسی کی مجال نہیں جو اس کو ردّ کر سکے۔ مجھے میرے خدا کی قسم ہے کہ یہی بات سچ ہے اس میں کچھ فرق نہ آئے گا اور نہ یہ امر پوشیدہ رہے گا۔ اور ایک بات پیدا ہو جائے گی جو تجھے تعجب میں ڈالے گی۔ یہ اس خدا کی مرضی ہے جو بلند آسمانوں کا خدا ہے۔۔۔ وہ اپنے ان بندوں کو بھُولتا نہیں جو مدد کرنے کے لائق ہیں۔ سو تمہیں اس مقدمہ میں کھلی کھلی فتح ہوگی مگر اس فیصلہ میں اس وقت تک تاخیر ہے جو خدا نے مقرر کر رکھی ہے۔ تُو میرے ساتھ ہے اور میں تیرے ساتھ ہوں۔۔۔'' (تذکرہ)

خدا کا کرنا یہ ہوا کہ سخت مایوسی کے عالم میں خواجہ صاحب نے ایک پرانی مسل دیکھی۔ جس کے انڈیکس سے معلوم ہوا کہ حضورؑ کے والد حضرت مرزا غلام مرتضیٰ صاحب بھی اس زمین کے مشترکہ مالک تھے۔ جب یہ بات جج کے سامنے پیش کی گئی تو مقدمہ کی نوعیّت ہی بدل گئی۔ اس نے انڈیکس دیکھتے ہی فیصلہ دیا کہ دیوار فوراً گرائی جائے اور مرزا امام دین ایک سو روپیہ جرمانہ اور مقدمہ کے اخراجات (44 روپے) بھی ادا کرے۔

چنانچہ اسی چوہڑے نے وہ دیوار گرائی جس نے بنائی تھی۔ اتفاق سے اس دوران مرزا امام دین فوت ہو چکے تھے لہٰذا جرمانہ مع خرچہ مرزا نظام دین پر ڈالا گیا۔ حضرت اقدسؑ کے مختار حکیم فضل الدین صاحب بھیروی نے ازخود 144 روپے کی ڈگری کا اجراء بھی کرالیا۔ جب مرزا نظام دین سے مطالبہ ہوا تو وہ سخت پریشان ہوا اور کسی شخص کے ذریعہ حضرت اقدسؑ سے ملتمس ہوا کہ یہ سب رقم معاف فرمائی جائے کیونکہ وہ ادائیگی کی استطاعت نہیں رکھتا۔ حضور کو جب علم ہوا تو آپؑ حکیم صاحب پر ناراض ہوئے کہ اجازت کے بغیر کیوں ڈگری کرائی۔ آپؑ نے مرزا نظام دین کو بھی کہلوابھیجا کہ میرے علم کے بغیر یہ کارروائی ہوئی ہے مجھے معاف فرمائیں۔

...❁...❁...❁...

اعزاز

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ کے جنوری تا جون 2012ء کے مختلف شماروں کے مطابق:

☆ پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل نے فضل عمر ہسپتال ربوہ اور طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ کو ہاؤس جاب کے لئے منظور کر لیا ہے۔ اب یہاں میڈیسن، سرجری، گائناکالوجی پیڈیاٹرکس اور کارڈیالوجی کے شعبہ جات میں ہاؤس جاب ہوسکتا ہے۔

☆ مکرمہ کشف منان صاحبہ بنت انجینئر عبدالمنان صاحب مرحوم نے ایم فل سیشن 11-2009ء کے امتحان میں پنجاب یونیورسٹی میں دوم پوزیشن حاصل کی۔

☆ مکرمہ صائمہ عزیز عمر صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر احمد کلیم صاحب کو یونیورسٹی آف مینجمنٹ اینڈ ٹیکنالوجی لاہور نے "MS in Management" میں سال 2011ء میں گولڈ میڈل سے نوازا۔

☆ مکرمہ رابعہ حمید صاحبہ بنت مکرم ملک محمد حمید افضل صاحب کو لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی کے کانووکیشن 2012ء کے موقع پر وزیراعظم پاکستان نے M.S. کیمسٹری میں اوّل آنے پر گولڈ میڈل، حفیظہ بٹ گولڈ میڈل اور رول آف آنرز عطا کئے۔

☆ مکرمہ سحر منصور صاحبہ بنت مکرم میاں امجد منصور چغتائی صاحب کو پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ آرکیالوجی میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے پر طلائی تمغہ دیا گیا۔

☆ مکرم حارث قیوم خان صاحب ابن مکرم ملک عبدالقیوم خان صاحب بیکن ہاؤس کالج لاہور سے A لیول کے امتحان میں تمام مضامین میں A سٹار حاصل کر کے طلائی تمغہ اور سرٹیفکیٹ آف آنرز کے حقدار قرار پائے۔

☆ مکرمہ وجیہہ عظمت صاحبہ بنت مکرم عظمت شہزاد صاحب نے GC یونیورسٹی فیصل آباد سے B.Sc. آنرز میں اوّل آکر طلائی تمغہ حاصل کیا۔

☆ مکرمہ اسماء اسلم صاحبہ بنت مکرم داؤد احمد چوہدری صاحب کو یونیورسٹی آف لاہور کی طرف سے سال 2006ء کے لئے ڈی فارمیسی میں فرسٹ پوزیشن لینے پر 25 فروری 2012ء کو گولڈ میڈل سے نوازا گیا۔

☆ مکرمہ رافعہ رحمٰن صاحبہ بنت مکرم پیر فضل الرحمٰن مظفر صاحب کو گورنمنٹ کالج یونیورسٹی فیصل آباد میں کیمسٹری میں اوّل آنے پر گولڈ میڈل دیا گیا۔

☆ مکرمہ بشریٰ زریں صاحبہ بنت مکرم مرزا عابد بیگ صاحب نے یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب کے کانووکیشن میں BBA آنرز میں اول پوزیشن حاصل کر کے وزیراعظم پاکستان سے شیلڈ وصول کی۔

☆ مکرم ہلال حسنات مرزا صاحب ابن مکرم حسنات مرزا صاحب نے Comsat یونیورسٹی اسلام آباد سے کمپیوٹر انجینئرنگ میں اوّل آکر دو طلائی تمغے حاصل کئے ہیں۔

☆ مجلس صحت پاکستان کے صدر مکرم پروفیسر عبدالجلیل صادق صاحب کے مطابق جون 2012ء میں منعقدہ پنجاب سوئمنگ چمپئن شپ میں ربوہ سے 13 کھلاڑیوں نے حصہ لیا اور 3 طلائی، 2 نقرئی اور 3 کانسی کے تمغے حاصل کئے۔ سونے کے تمغے حاصل کرنے والوں میں یاسر محمود اور محمد یحییٰ، چاندی کے تمغے حاصل کرنے والوں میں بلال احمد اور کاشف محمود جبکہ کانسی کے تمغے حاصل کرنے والوں میں یاسر محمود، دانیال وجیہہ اور ذیشان احمد شامل ہیں۔

☆ مکرم عبدالغفار عابد صاحب آف سکاٹ لینڈ کو اُن کی سماجی خدمات کے اعتراف میں ڈپٹی لیفٹیننٹ مقرر کیا گیا ہے۔ سکاٹ لینڈ میں کسی ایشیائی کو ملنے والا یہ اوّلین اعزاز ہے۔

...❁...❁...❁...

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 30 جنوری 2012ء میں محترمہ صاحبزادی امة القدوس صاحبہ کی ایک طویل نظم بعنوان ''مرا بھی نام آجائے'' شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

نہیں دل کی لگن بھی تیرے در تک مجھ کو پہنچاتی
کہ مَیں دنیا کے دھندوں سے نکلنے ہی نہیں پاتی
مری سُستی بھی ہے کچھ راستے کی روک بن جاتی
کسک ہے دل میں صدیوں کی نہیں یہ درد لمحاتی
مجھے بھی کاش تیری ذات کا اِدراک ہو جاتا
ترے پیاروں کی صورت میرا دل بھی پاک ہو جاتا

رضا تیری جو چاہوں تو مرے اعمال ہنستے ہیں
ہر اک حرفِ دعا پہ میرے وہ آوازہ کستے ہیں
جمع پونجی ہے جو بھی میری اس کے نرخ سستے ہیں
بہت ہی دُور منزل ہے بہت پیچیدہ رستے ہیں
مرا احساسِ محرومی بھی میرے کام آ جائے
ترے بندوں کے زُمرے میں مرا بھی نام آ جائے

حیات رائیگاں کی خوں رلاتی ہیں مجھے یادیں
''ہوا میں اُڑ گئے نالے گئیں بیکار فریادیں''
کبھی تو چہرہ دکھلا دیں کبھی تو دید کروا دیں
کبھی تو کان میں رس گھول کر تسکین فرما دیں
مری سب خامیوں کے ساتھ مجھ میں اک وفا بھی ہے
بہت پختہ یقیں ہے یہ کہ میرا اِک خدا بھی ہے

سناتے ہیں ہمیں خوش بخت وصل یار کی باتیں
کبھی گفتار کے قصے کبھی دیدار کی باتیں
کبھی مَے کی، کبھی میخانۂ دلدار کی باتیں
کبھی انکار کی، اصرار کی، اقرار کی باتیں
محبت کی، ادا و ناز کی، تکرار کی باتیں
شب مہتاب کی باتیں گل و گلزار کی باتیں

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

July 28, 2017 – August 10, 2017

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday July 28, 2017

00:00 World News
00:20 Tilawat, Dars-e-Malfoozat Yassarnal Qur'an
01:30 Huzoor's York University Address
02:30 In His Own Words
03:00 Spanish Service & Pushto Muzakarah
04:15 Tarjamatul Quran Class & History Of Jalsa Salana
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Quran
07:00 History Of Jalsa Salana
08:30 The Significance Of Flags
09:00 Jalsa Salana UK Inspection: Recorded on July 23, 2017, from Hadeeqa-tul-Mahdi.
11:00 Live Jalsa Salana UK 2017
12:00 Live Friday Sermon
13:00 Live Jalsa Salana UK 2017: including flag hosting
19:30 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 1
20:30 Repeat Friday Sermon
21:30 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 1

Saturday July 29, 2017

01:30 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 1
03:50 The Blessed Decade Of Khilafat-e-Khaamsa
04:45 History Of Langar Khana
04:55 Friday Sermon: Recorded on July 28, 2017.
06:00 Tilawat & Al-Tarteel
06:50 Friday Sermon [R]
08:00 Live Jalsa Salana UK 2017
11:00 Live Jalsa Salana UK 2017: Including an address delivered by Huzoor from the ladies Jalsa Gah.
15:00 Live Jalsa Salana UK 2017: Including an address delivered by Huzoor from the men's Jalsa Gah.
19:00 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 2
22:00 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Ladies Session [R]

Sunday July 30, 2017

02:00 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Afternoon Session
04:30 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 2
06:05 Tilawat, Dars & Yassarnal Qur'an
07:05 History of Jalsa Salana
08:00 Live Jalsa Salana UK 2017
12:30 Live International Ba'ait Ceremony 2017
17:00 Live Jalsa Salana UK 2017: Includes a concluding address delivered by Huzoor.
18:00 Live Jalsa Salana UK 2017: wrap up of Jalsa
19:00 Repeat Jalsa Salana UK Day 3
23:30 Jalsa Salana UK Ba'ait Ceremony [R]

Monday July 31, 2017

04:00 Jalsa Salana UK Concluding Session
05:00 Jalsa Salana UK
06:00 Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 43.
07:00 Repeat Of Jalsa Salana UK Day 1
09:30 Friday Sermon: Recorded on July 28, 2017.
12:55 Repeat Of Jalsa Salana UK Day 1: Flag hosting followed by the first session and the inaugural address delivered by Huzoor.
17:00 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood (as)
17:35 In His Own Words
18:10 World News
18:25 Repeat Of Jalsa Salana UK Day 1
20:25 Friday Sermon [R]
21:25 Repeat Of Jalsa Salana UK Day 1: Flag hosting followed by the first session and the inaugural address delivered by Huzoor.
23:25 Al-Tarteel [R]

Tuesday August 01, 2017

00:00 World News
00:20 Repeat Of Jalsa Salana UK Day 1
02:55 Friday Sermon: Recorded on July 28, 2017.
03:55 Repeat Of Jalsa Salana UK Day 1
04:55 Al-Tarteel & In His Own Words
06:00 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25 Yassarnal Quran: Lesson no. 65.
06:55 Friday Sermon [R]
08:00 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 2
11:00 Jalsa Salana UK 2017 Ladies Session
12:30 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 2
15:00 Jalsa Salana UK 2017 Afternoon Session
17:30 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 2
18:00 World News
19:00 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 2
22:00 Jalsa Salana UK 2017 Ladies Session
23:30 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 2

Wednesday August 02, 2017

02:00 Jalsa Salana UK 2017 Afternoon Session
04:30 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 2
06:00 Tilawat & Aao Husne Yaar Ki Baatein Karein
06:25 Al-Tarteel: Lesson no. 43.
07:00 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 3
11:30 Repeat International Ba'ait Ceremony
13:30 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 3
16:00 Repeat Jalsa Salana UK 2017: Includes a Concluding address delivered by Huzoor.
17:00 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 3
18:05 World News
18:25 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 3
22:55 Repeat International Ba'ait Ceremony

Thursday August 03, 2017

00:55 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 3
03:25 Repeat Jalsa Salana UK 2017: Includes a Concluding address delivered by Huzoor.
04:25 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 3
05:25 Tareekh Khilafat-e-Ahmadiyyat
06:05 Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:25 Yassarnal Quran: Lesson no. 65.
07:00 Tarjamatul Qur'an Class: Recorded on November 23, 1995.
08:05 Shama'il-e-Nabwi & Roots To Branches
09:05 Inauguration of Mahmood Mosque in Canada: Recorded on November 4, 2016.
10:10 In His Own Words & Sports Rally
11:05 Japanese Service & Pakistan In Perspective
12:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an
13:00 Friday Sermon: Recorded on July 28, 2017.
14:05 Beacon Of Truth: Recorded on October 23, 2016.
15:00 Inauguration of Mahmood Mosque in Canada [R]
16:05 In His Own Words & Persian Service
17:05 Pakistan in Perspective & Yassarnal Qur'an
18:00 Live Al-Hiwar-ul-Mubashir
20:05 World News & Friday Sermon [R]
21:30 In His Own Words & Sports Rally
22:25 Tarjamatul Qur'an Class & Roots To Branches

Friday August 04, 2017

00:00 World News, Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:45 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 65.
01:25 Inauguration Of Mahmood Mosque in Canada
02:30 In His Own Words, Spanish Service
03:40 Pushto Muzakarah
04:15 Tarjamatul Qur'an Class & Sports Rally
05:35 Pakistan In Perspective
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Yassarnal Quran
07:00 Repeat Of Jalsa Salana UK Day 1
08:00 Friday Sermon: Recorded on July 28, 2017.
09:00 Repeat Of Jalsa Salana UK Day 1
11:00 Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
12:00 Live Friday Sermon
13:00 Live Proceedings From Baitul Futuh Mosque
13:30 Repeat Of Jalsa Salana UK Day 1
16:00 Freedom And Expression In Islam
16:30 Friday Sermon [R]
18:00 World News
18:30 Repeat Of Jalsa Salana UK Day 1: Flag hosting followed by the first session and the inaugural address delivered by Huzoor.
20:05 Repeat Of Jalsa Salana UK Day 1
22:30 Friday Sermon [R]

Saturday August 05, 2017

00:00 World News & Tilawat
00:45 Repeat Of Jalsa Salana UK Day 1
04:00 Friday Sermon: Recorded on August 04, 2017.
05:25 Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Al-Tarteel
07:00 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 2
10:00 Jalsa Salana UK 2017 Ladies Session
11:30 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 2
14:00 Jalsa Salana UK 2017 Afternoon Session
16:30 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 2
18:05 World News
18:25 In His Own Words
18:55 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 2
21:55 Jalsa Salana UK 2017 Ladies Session
23:25 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 2

Sunday August 06, 2017

01:55 Jalsa Salana UK 2017 Afternoon Session
04:25 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 2
06:05 Tilawat, Dars & Yassarnal Qur'an
07:05 History Of Jalsa Salana
07:40 History Of Langar Khana
07:55 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 3
12:25 Repeat International Ba'ait Ceremony
14:25 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 3
16:55 Repeat Jalsa Salana UK 2017: Includes a Concluding address delivered by Huzoor.
17:55 World News
18:55 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 3
20:25 Repeat International Ba'ait Ceremony
23:25 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 3

Monday August 07, 2017

01:25 Repeat Jalsa Salana UK 2017: Includes a Concluding address delivered by Huzoor.
03:55 Repeat Jalsa Salana UK 2017 Day 3
06:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Al-Tarteel
06:55 Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on November 24, 1997.
08:00 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
08:25 Jalsa Salana Qadian Speeches
09:00 Inauguration Of Baitul Amaan
10:00 In His Own Words & Kids Time
11:05 Friday Sermon: Recorded on February 24, 2017.
12:00 Tilawat, Dars-e-Hadith & Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on September 2, 2011.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Inauguration Of Baitul Amaan [R]
16:00 In His Own Words International Jama'at News
17:25 Al-Tarteel, World News & Somali Service
18:55 Jalsa Salana Qadian Speeches & Kids Time
20:00 Inauguration Of Baitul Amaan [R]
21:00 In His Own Words & Servants Of Allah
22:30 Rencontre Avec Les Francophones
23:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]

Tuesday August 08, 2017

00:00 World News, Tilawat, Dars-e-Hadith & Al-Tarteel
01:20 Inauguration Of Baitul Amaan
02:20 In His Own Words & International Jama'at News
04:00 Rencontre Avec Les Francophones
05:05 Aao Urdu Seekhain & Jalsa Salana Speeches
06:00 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Quran
07:00 Liqa Ma'al Arab & Story Time
08:25 InfoMate & Bustan-e-Waqfe Nau
09:50 In His Own Words & Prophecies In The Bible
10:55 Indonesian Service, Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:20 Yassarnal Qur'an
12:55 Friday Sermon: Recorded on August 4, 2017.
13:55 Bangla Shomprochar & Bustan-e-Waqfe Nau
15:55 In His Own Words & Qasas-ul-Ambiyaa
17:25 Yassarnal Qur'an, World News & Story Time
18:55 InfoMate Prophecies In The Bible
19:55 Bustan-e-Waqfe Nau & In His Own Words
21:30 Qasas-ul-Ambiyaa & Liqa Ma'al Arab
23:30 Philosophy Of Teaching Of Islam

Wednesday August 09, 2017

00:00 World News, Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:45 Rishta Nata Ke Masa'il & Yassarnal Qur'an
01:35 Bustan-e-Waqfe Nau & In His Own Words
03:05 Prophecies In The Bible & InfoMate
04:05 Liqa Ma'al Arab & Qasas-ul-Ambiyaa
06:00 Tilawat, Dars & Al-Tarteel
07:00 Question And Answer Session
08:00 Seerat Hazrat Syeda Amtul Hafeez Begum
08:45 Chef's Corner & National Waqfeen-e-Nau Ijtema
10:00 In His Own Words & Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
11:00 Indonesian Service, Tilawat, Dars & Al-Tarteel
13:00 Friday Sermon: Recorded on August 4, 2017.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 National Waqfeen-e-Nau Ijtema [R]
16:00 In His Own Words, Ghazwat-e-Nabi & Al-Tarteel
18:00 World News & Horizons d'Islam
19:30 Deeni-O-Fiqa'hi Masa'il
20:00 National Waqfeen-e-Nau Ijtema [R]
21:00 In His Own Words & Ghazwat-e-Nabi [R]
22:35 Question And Answer Session & Chef's Corner

Thursday August 10, 2017

00:00 World News, Tilawat, Dars & Al-Tarteel
01:30 National Waqfeen-e-Nau Ijtema
02:30 In His Own Words
02:55 Seerat Hazrat Syeda Amtul Hafeez Begum
03:45 Chef's Corner & Question And Answer Session
04:55 Ghazwat-e-Nabi
06:05 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Quran
07:00 Tarjamatul Qur'an Class & Shama'il-e-Nabwi
08:35 Roots To Branches & Calgary Peace Symposium
10:10 In His Own Words & Tasheez ul Azhan
11:05 Japanese Service & Pakistan In Perspective
12:05 Tilawat, Dars-e-Malfoozat & Yassarnal Qur'an
13:00 Friday Sermon & Beacon Of Truth
15:00 Calgary Peace Symposium & In His Own Words
16:40 Persian Service & Pakistan in Perspective
17:35 Yassarnal Qur'an & World News
18:30 Faith Matters & Shama'il-e-Nabwi
20:00 Friday Sermon & In His Own Words
21:40 Tasheez ul Azhan & Pakistan In Perspective [R]
22:30 Tarjamatul Qur'an Class & Roots To Branches

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603

Fax: (020) 8544 7611

Email:info@alfazlintl.org

Vol 24 | Friday 28 July & 04 August 2017 | Issue No. 30-31

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں الفضل انٹرنیشنل کو موصول ہونے والی جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی و تربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے۔

....

بینن (مغربی افریقہ)

بینن کے لوکوسا شہر میں جماعت احمدیہ کی طرف سے بین المذاہب کانفرنس کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: حافظ توصیف احمد۔ مبلغ سلسلہ بینن)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ بینن رواں سال اپنی پچاس سالہ جوبلی منا رہی ہے۔ اسی سلسلہ میں جماعت احمدیہ بینن کو لوکوسا ریجن میں 18 مارچ 2017ء کو بین المذاہب کانفرنس منعقد کروانے کی توفیق ملی۔ کانفرنس کا مرکزی موضوع ''نوجوانوں کی تعلیم میں مذہب کا کردار'' تھا۔ کانفرنس میں مختلف مذاہب کے نمائندگان، پروفیسرز اور طلباء اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو مدعو کیا گیا۔

لوکوسا شہر کے چوک میں جماعت احمدیہ بینن کی پچاس سالہ جوبلی اور کانفرنس سے متعلق بینرز بھی آویزاں کیے گئے۔ کانفرنس کا انعقاد لوکوسا میئر کے ہال میں کیا گیا۔ صدارت کے فرائض مکرم Kassim Kpokpoola صاحب نیشنل سیکرٹری تبلیغ بینن نے سرانجام دیئے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم مع فرنچ ترجمہ سے ہوا۔ بعد ازاں مکرم لقمان بصیریو صاحب نیشنل جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ بینن نے بین المذاہب کانفرنس میں شامل ہونے والے افراد کا شکریہ ادا کیا۔

اس کے بعد مونو ڈیپارٹمنٹ کے گورنر کے جنرل سیکرٹری مکرم Agon Segla Arnauld اور نیشنل ڈائریکٹر جنرل اور وزیرِ داخلہ اور مذہبی امور کے نمائندہ مکرم Maoudin Alimi کو تقریر کرنے کا موقع دیا گیا۔ دونوں نے جماعت احمدیہ کے کاموں کو سراہا اور نوجوانوں سے متعلق اس طرح کے پروگرامز کو جاری رکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ نیز کہا کہ جماعت احمدیہ بینن میں انسانیت کے لئے بہت کام کر رہی ہے اور مذہبی لحاظ سے بھی مساجد کی تعمیر کر رہی ہے اور لوگوں کو civilize کر رہی ہے۔

اس کے بعد لوکل مشنری مکرم Aliou Osseni صاحب نے کانفرنس کے مرکزی موضوع **''نوجوانوں کی تعلیم میں مذہب کا کردار''** پر تقریر کی۔ آپ نے انبیاء علیہم السلام کی مثال دیتے ہوئے بتایا کہ تمام انبیاء اللہ تعالیٰ کی توحید پھیلانے کے لئے مبعوث ہوئے اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی یہی کام تھا۔ خدا تعالیٰ کے شرک میں ایک یہ بھی امر شامل ہے کہ بچوں کو زبردستی اور زور بازو سے اپنے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرنا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ بچوں کو مارنا بھی شرک ہے۔ مقرر نے نہایت آسان پیرائے میں بچوں کی تربیت کے طریق بتائے اور قرآن کریم، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کی روشنی میں تقریر کی۔ اس کے بعد معلم مکرم کوفی محمد نے Kotafon (لوکل زبان) میں اس تقریر کا ترجمہ پیش کیا۔

بعد ازاں King of Lokossa Totognaho، عیسائی کلیسا Celleste کے پادری مکرم Adigbe Andre، پروٹسٹنٹ میتھوڈسٹ چرچ کے پادری مکرم Loko Lucien، Achieme شہر کے نائب مئیر مکرم Jean Houssou Maire، سپریم کورٹ بینن کے نمائندہ مکرم Kodjo Solokin کو تقریر کرنے کا موقع دیا گیا۔ سب نے جماعت احمدیہ کے کاموں اور امن کو پھیلانے کی کوششوں کو سراہا اور خراج تحسین پیش کیا۔ اور کہا کہ جماعت احمدیہ ہی اسلام کی حقیقی تصویر پیش کر رہی ہے اور نوجوانوں سے متعلق مزید پروگرامز منعقد کئے جانے چاہئیں کیونکہ نوجوان ہمارا مستقبل ہیں۔

اس کے بعد حاضرین کو سوالات کرنے کا موقع دیا گیا۔ جن کے جوابات لوکل مشنری مکرم Aliou Osseni صاحب کو دینے کی توفیق ملی۔ آخر پر انہوں نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور دعا کروائی اور پھر کھانا پیش کیا گیا۔ پروگرام کی حاضری 206 رہی۔

پروگرام کے بعد کئی مہمانوں نے اپنے اپنے تأثرات دیئے۔ اخبار La Nation کے ریجن مونو اور کوفو کے انچارج پروگرام کے دوسرے روز اس اخبار کے ساتھ جس میں کانفرنس سے متعلق خبر چھپی تھی احمدیہ مشن ہاؤس لوکوسا تشریف لائے اور کہا کہ میں آپ کی جماعت سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ آپ جس طرح ملک کی خدمت کر رہے ہیں دوسرے مسلمان نہیں کر رہے۔ آپ لوگوں کے کردار نے مجھے بہت متأثر کیا ہے آپ بہت ہی پُرامن لوگ ہیں۔

اس پروگرام کو ملک کے دو بڑے نیشنل ٹی وی چینلز ORTB اور CANAL 3 نے کوریج دی اور کانفرنس سے متعلق کئی بار خبر نشر کی۔ اس کے علاوہ ملک کے بڑے اخبارات نے سر ورق پر پروگرام کی خبر شائع کی۔ اخبارات میں LA NATION، FRATERNITE اور LE MATINAL شامل ہیں۔ Radio Lokossa نے 15 منٹ کی فرنچ زبان میں اور دس دس منٹ کی دو لوکل زبانوں میں خبر نشر کی اور ریڈیو کوفو نے 10 منٹ کی خبر نشر کی۔ اس کے علاوہ ABP نے بھی کانفرنس کو کوریج دی۔

☆...☆...☆

تھائی لینڈ

45 ویں ''بینکاک انٹرنیشنل بُک فیئر'' میں جماعت احمدیہ کی کامیاب شرکت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ تھائی لینڈ کو 45 ویں انٹرنیشنل بُک فیئر میں 29 مارچ تا 9/اپریل 2017ء شرکت کرنے کی توفیق ملی۔ اس بُک فیئر میں 430 پبلشرز نے Queen Sirkit National Convention Centre میں 21 ہزار مربع میٹر پر اپنے سٹالز لگائے۔ بُک فیئر کا افتتاح HRH PrincessMahaChakriSirindhorn نے کیا۔

جماعتی سٹال پر قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم اور مختلف جماعتی کتب کے تراجم مثلاً تھائی، انگریزی، چینی، تامل، اردو، انڈونیشین، ملیالم وغیرہ رکھے گئے۔ اس کے علاوہ مختلف فلائرز، پمفلٹس مفت تقسیم کئے گئے۔ سٹال پر ایک بڑی سکرین پر جماعت احمدیہ یوکے کے زیر اہتمام سالانہ پیس سمپوزیم پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطاب لوگوں کو دکھایا اور سنایا گیا۔ درج ذیل کتب خاص طور پر لوگوں کی توجہ کا مرکز رہیں۔ 1۔ قرآن کریم (تھائی ترجمہ)۔ 2۔ اسلامی اصول کی فلاسفی۔ 3۔ World Crisis and the Pathway to Peace۔ 4۔ لائف آف محمدؐ۔

مکرم تنویر احمد ساجد صاحب کی محررہ رپورٹ کے مطابق جماعتی بُک سٹال کے ذریعہ سے کئی ہزار مسلمان اور غیر مسلموں تک جماعت احمدیہ کا پیغام پہنچا۔ الحمدللہ۔

☆...☆...☆

ڈومینیکن ری پبلک

(لاطینی امریکہ کا ایک ملک جو بحیرہ کیریبین کے ایک جزیرہ پر آباد ہے)

ڈومینیکن ری پبلک میں سالانہ بُک فیئر میں جماعت احمدیہ کی کامیاب شرکت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے لاطینی امریکہ کے ملک ڈومینیکن ری پبلک میں جماعت کو امسال دار الحکومت Santa Domingo میں 20 ویں سالانہ بک فیئر منعقدہ 20/اپریل تا یکم مئی 2017ء میں حصہ لینے کی توفیق ملی۔

مکرم سعید خالد صاحب مبلغ سلسلہ نے اطلاع دی ہے کہ انہوں نے ڈومینیکن ری پبلک کا دورہ کیا اور دورہ کے دوران اس بُک فیئر کا انعقاد کیا گیا۔ امسال اس بُک فیئر کے لئے مکرم داؤد احمد حنیف صاحب مبلغ سلسلہ نیویارک سے اور مکرم سید عبداللہ ندیم صاحب مربی سلسلہ Arizona سے تشریف لائے تھے۔ موسم کی خرابی کی وجہ سے کئی سٹالز ایک دن کی تاخیر سے لگائے گئے تھے اور محکمہ موسمیات کی پیشگوئیوں کے مطابق آئندہ دنوں میں بھی بارش متوقع تھی۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں دعائیہ خط ارسال کیا گیا۔ خط ارسال کرنے کے بعد ابھی دو گھنٹے ہی گزرے ہوں گے کہ بارش کی شدت میں کمی آنا شروع ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے بارش تھم گئی اور اگلے چار پانچ دن تک موسم کافی بہتر رہا اور وقتاً فوقتاً فقط بوندا باندی ہوتی رہی۔

اس بُک فیئر کے لئے 30000 نئے فلائرز چھپوائے گئے تھے۔ امسال سٹال کی زینت دیگر جماعتی کتب کے علاوہ اسلامی اصول کی فلاسفی کا سپینش ترجمہ تھا۔ قرآن کریم خاص طور پر توجہ کا مرکز رہا۔ بعض لوگ قرآن کریم کو دیکھ کر اس قدر خوش ہوئے کہ اپنے دوسرے ساتھیوں کو بلا کر لاتے اور قرآن کریم دکھاتے جس کی وجہ یہ تھی کہ ان میں سے اکثر نے شاید زندگی میں پہلی دفعہ قرآن کریم دیکھا تھا۔

ایک شخص ہمارے سٹال پر آیا جس نے اپنی زندگی میں مختلف مذاہب اختیار کئے لیکن دلی سکون میسر نہ آنے پر سب مذاہب سے کنارہ کش ہو گیا اور اب اسلام اور قرآن کریم کا مطالعہ کر رہا ہے۔ اس نے بتایا کہ آج اگر دنیا کو کوئی چیز بچا سکتی ہے اور ہدایت دے سکتی ہے تو وہ یہی قرآن ہے۔

بُک فیئر پر کثیر تعداد میں طلباء اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے گفتگو کے ذریعہ تبلیغ کا موقع ملا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس دفعہ بُک فیئر کے ذریعہ سے دو لوکل ڈومینیکن افراد بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں داخل ہوئے۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔

☆...☆...☆